باسمہ تعالیٰ

مسئلہ وحدت الوجود
اور
آلِ غیر مقلدیت

تحقیق و تالیف

حضرت مولانا مفتی **رب نواز حنفی** دامت برکاتہم العالیہ

پیشکش

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

03428970409

باسمہ تعالیٰ

مسئلہ وحدت الوجود
اور
آلِ غیر مقلدیت

یہ رسالہ دراصل " مجلہ صفدر" میں شائع ہونے والے ان مضامین کا مجموعہ ہے جن میں محقق اہلسنت حضرت مولانا مفتی رب نواز حنفی دامت برکاتہم العالیہ نے "مسئلہ وحدت الوجود اور آل غیر مقلدیت" کے نام سے محققانہ بحث تحریر فرمائی ہے۔

طالب دعا: طاہر گل دیوبندی

تحقیق وتالیف

حضرت مولانا مفتی **رب نواز حنفی** دامت برکاتہم العالیہ

پیشکش

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

03428970409

فہرست رسالہ
"مسئلہ وحدت الوجود اور آل غیر مقلدیت"

فہرست رسالہ
"مسئلہ وحدت الوجود اور آل غیر مقلدیت"

فہرست رسالہ
"مسئلہ وحدت الوجود اور آل غیر مقلدیت"

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 1......)

محترم جناب سرفراز حسن خان حمزہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کل غیر مقلدین نے دیو بندیوں کے عقائد کو کفریہ وشرکیہ قرار دینے کی مہم چلا رکھی ہے، وہ لوگ فروعی مسائل میں پے در پے شکستوں سے دوچار ہوئے تو اب فروع کے بجائے عقائد کو تختۂ مشق بنا رہے ہیں۔ جن عقائد کو انہوں نے کفریہ قرار دیا ہے ان میں ''وحدۃ الوجود'' بھی ہے۔

بندہ کے پاس کئی مضامین لکھے ہوئے غیر مطبوعہ موجود ہیں، **مگر** چونکہ دورِ حاضر میں اس کی شدید ضرورت ہے کہ خود غیر مقلدین کا وحدۃ الوجودی ہونا ثابت کیا جائے، اس لیے بندہ نے آپ کے مجلّہ کے لیے یہی مضمون ''وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت'' ارسال کرنا پسند کیا ہے۔ امید ہے آپ بھی اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے شائع فرمائیں گے۔

بندہ نے آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ کا یہ عزم رہے کہ کبھی فرصت اور وسائل ساتھ دیں تو مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی رحمہ اللہ کے حالات زندگی کے حوالہ سے کوئی ''خاص نمبر'' شائع کرنا ہے۔ اس پر آپ نے ''ان شاء اللہ'' کہا تھا، اُمید ہے کہ یہ ارادہ اب بھی آپ کے عزائم میں زندہ وتابندہ ہوگا۔ اللہ پاک توفیق خیر سے نوازیں۔ آمین۔ والسلام......رب نواز......دار العلوم فتحیہ، احمد پور شرقیہ، بہاولپور

---

(۱)......پروفیسر عبد اللہ بہاولپوری غیر مقلد فرماتے ہیں:

''ہمارا اہل حدیثوں کا سلسلہ میاں نذیر حسین صاحب اور پھر دوسرے ان کے شاگرد وغیرہ ہیں، سب تصوف کے قائل ہیں، کوئی وحدت الوجود کا شکار ہے، کوئی وحدت الشہود کا شکار ہے۔''

[خطبات بہاولپوری صفحہ ۲۸۶]

میاں نذیر حسین کو غیر مقلدین ''شیخ الکل فی الکل'' مانتے ہیں۔

(۲)......نواب صدیق حسن خان غیر مقلد فرماتے ہیں:

''مذہب وحدۃ الوجود اور مذہب وحدۃ الشہود دونوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو جس طرح ایک جانب بہت سے دلائل ہیں اسی طرح دوسری طرف بھی بہت سی دلیلیں ہیں، ہم پر اعتقاداً لازم ہے کہ ہم کسی جانب

بھی ضلالت اور گمراہی کا خیال دل میں نہ لائیں، کیونکہ اس میں بہت سے علماء کرام اور مشائخ عظام کی تضلیل وتکفیر لازم آتی ہے۔'' [ماثر صدیقی، حصہ چہارم، صفحہ ۳۹]

نواب صاحب کو غیر مقلدین کے حلقہ میں ''مجدد'' مانا جاتا ہے۔ (مقدمہ الحط، ص ۱۰)

انہوں نے وحدت الوجود کو ''دلائل سے ثابت شدہ'' عقیدہ قرار دیتے ہوئے اسے گمراہی قرار ددینے سے انکار کر دیا۔

(۳)......نواب وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وحدت الوجود کا مسئلہ عوام کے فہم سے باہر ہے، بلکہ خواص بھی چکراتے ہیں اور حاصل وحدتِ وجود کا یہ ہے کہ وجود اور تحقق اور ما بہ الموجودیۃ، یہ عین خدا ہے اور تمام ممکنات اس وجود اور وجود حقیقی کے ایک پرتو اور عکس کی طرح ہیں۔ یا۔ پرتو اور عکس کی مثال وحدت شہود میں دو، اور وحدتِ وجود میں یوں کہو کہ وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے، لیکن ممکنات کا وجود مقید ہے اور پروردگار وجود مطلق ہے، جو تمام تعینات سے خالی اور پاک ہے۔ [رفع العجاجه عن سنن ابن ماجه، جلد ا، صفحہ ۵۰۷]

وحید الزمان صاحب کو غیر مقلدین کی طرف ''امام اہل حدیث'' کہا گیا ہے۔''

[سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۴۲]

(۴)......غیر مقلدین کے مشہور عالم عبداللہ روپڑی صاحب، وحدۃ الوجود کو صحیح قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''توحید الٰہی: یہ ہے کہ خدا تعالیٰ خود اپنی ذات میں بغیر اس کے دوسرا اس کی طرف وحدت کی نسبت کرے ازل میں ہمیشہ وحدت سے موصوف رہا' چنانچہ حدیث میں ہے **کان اللہ ولم یکن معه شیء** یعنی خدا تعالی تھا اور اس کے ساتھ کوئی دوسری شی ءنہ تھی اور اب بھی اس طرح ہے اور ابدالا باد اسی طرح رہے گا، چنانچہ قرآن مجید میں ہے **''کل شئی ء ھالک الا وجھه''** یعنی ہر شے ہلاکت والی ہے **مگر خدا** کی ذات۔ اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ ہر شے ہلاک ہو جائے گی، بلکہ ہالک کہا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت بھی ہلاکت والی ہے یعنی نیست اور فانی ہے، اس کی مثال اس طرح ہے جیسے رسی جلادی جائے تو اس کے بٹ بدستور نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ رسی قائم ہے حالانکہ حقیقت میں رسی فنا ہو چکی ہوتی ہے، اس حالت کے مشاہدہ کے لئے قیامت کا حوالہ دینا مجوبوں کے لیے ہے ورنہ اربابِ بصیرت اور اصحابِ مشاہدہ جو زمان ومکان کے تنگ کوچہ سے گزر کر خلاصی پا گئے یہ وعدہ ان کے حق میں قیامت تک ادھار نہیں بلکہ نقد ہے یعنی یعنی مجوبوں کے لیے جو مشاہدہ قیامت کو ہوگا اربابِ بصیرت کیلئے اس وقت ہو رہا ہے......اور ''توحیدِ الٰہی'''' وحدۃ الوجود'' ہے۔ یہ اصطلاحات زیادہ تر متاخرین صوفیا (ابن عربی وغیرہ) کی کتب میں پائی جاتی

ہیں، متقدمین کی کتب میں نہیں، ہاں مرادان کی صحیح ہے۔" (فتاویٰ اہلحدیث جلد اصفحہ ۱۵۲)

روپڑی صاحب نے علامہ ابن عربی کی اصطلاح "وحدۃ الوجود" کو نہ صرف صحیح قرار دیا ہے بلکہ اسے "توحیدِ الٰہی" باور کرایا ہے۔روپڑی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"عاشق جس پر معشوق کا تخیل اتنا غالب ہوتا ہے کہ تمام اشیاء اس کی نظر میں کالعدم ہوتی ہیں اگر دوسری شیء کا نقشہ اس کے سامنے آتا ہے تو محبوب کا خیال اس کے دیکھنے سے حجاب ہوجاتا ہے، گویا ہر جگہ اسکو محبوب ہی محبوب نظر آتا ہے، خاص کر خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہوجائے تو چونکہ تمام اشیاء اور آثار اس کی صفات کا مظہر ہیں اس لیے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کو ہر شے سے خدا نظر آتا ہے وہ شے نظر نہیں آتی، جیسے شیشہ دیکھنے کے وقت چہرے پر نظر پڑتی ہے نہ کہ شیشہ پر۔

(فتاویٰ اہلحدیث جلد اصفحہ ۱۵۳)

جس کو ہر شے سے خدا نظر آتا ہے اسے روپڑی صاحب "خدائی عاشق" قرار دے رہے ہیں، گویا ان کے نزدیک "وحدۃ الوجود" کا قائل "خدائی عاشق" ہے۔اب یہ فیصلہ موجودہ غیر مقلد علماء کریں کہ خدائی عاشق سے محبت رکھی جائے یا بغض......؟

عبداللہ روپڑی کو غیر مقلدین استاذ العلماء، افضل الفضلاء کہتے ہیں (ہدایۃ المستفید ج ا، ص ۱۰۵)

(۵)......ثناءاللہ امرتسری غیر مقلد وحدۃ الوجود کے متعلق لکھتے ہیں:

"اس کی صحیح تفسیر بھی ہوسکتی ہے۔" (فتاویٰ ثنائیہ، جلد ا، ص ۳۳۴)

امرتسری مذکور کو غیر مقلدین امت محمدیہ کا ہیرو کہتے ہیں۔ (تحفہ حنفیہ، ص ۳۷۶)

ہماری نقل کردہ عبارات سے ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی "وحدۃ الوجود" کے قائل تھے، مجددِ غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان نے "وحدۃ الوجود" والوں کو "بادلیل" کہا ہے۔ غیر مقلدین کے افضل العلماء عبداللہ روپڑی اور ان کے مذہبی ہیرو ثناءاللہ امرتسری نے ابن عربی کے "وحدۃ الوجود" والے عقیدہ کو صحیح قرار دیا ہے، جبکہ امام اہلحدیث وحید الزمان نے نہ صرف اسے صحیح کہا بلکہ مخالفین کو چکرانے والا بتایا ہے کہ عوام بلکہ خواص اس میں چکرا جاتے ہیں۔ وحید الزمان صاحب آج زندہ ہوتے تو ان سے لوگ پوچھتے کہ "وحدۃ الوجود" کے مسئلہ میں چکرانے والے لوگوں میں زبیر علی زئی صاحب بھی ہیں یا نہیں......؟ جنہوں نے اسے کفریہ عقیدہ قرار دیا ہے۔

(جاری ہے.........)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 2......)

ابن عربی کا مسلک

آل غیر مقلدیت کے مایہ ناز مصنف زبیر علی زئی غیر مقلد نے ابن عربی کو وحدۃ الوجود کا بڑا داعی لکھا ہے۔(توضیح الاحکام،جلد ا۔صفحہ ۶۳)

وحدۃ الوجود کے یہ بڑے داعی غیر مقلدین کی تصریح کے مطابق اہلحدیث وغیر مقلد تھے۔

۱......غیر مقلدین کی کتاب ''الحیات بعد الممات'' میں لکھا ہے:

''شیخ (میاں نذیر حسین دہلوی، ناقل) کو پچھلے زمانہ میں سید الطائفہ حضرت شیخ اکبر محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ کا ہی مسلک راجح معلوم ہوا جیسا کہ فتوحات مکیہ جلد ثانی ۱۸۳ مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے **"والتقليد فی دين الله لايجوز عندنا،لاتقليد حی ولا ميت."** اللہ کے دین میں ہمارے ہاں کسی کی تقلید جائز نہیں ہے، نہ زندہ کی نہ مرہ کی۔''(الحیات بعدالممات ص ۱۶۲)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک ابن عربی تارکِ تقلید بلکہ مخالف تقلید ہیں۔

۲......کرم الجلیلی صاحب غیر مقلد نے ''مانعین تقلید کے اسمائے گرامی'' کا عنوان قائم کر کے پندرہویں نمبر پر ''حضرت شیخ محی الدین بن عربی'' لکھا ہے۔(صحیفہ اہلحدیث ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ۔صفحہ ۱۳)

۳......امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب، ابن عربی کی تردید کرنے والوں کے متعلق لکھتے ہیں:

"لو نظروا فی الفتوحات لعرفوا ان الشيخ رحمه الله من اهل الحديث اصولا وفروعا ومن اشد الرادين علىٰ ارباب التقليد"

اگر یہ لوگ فتوحات مکیہ کو دیکھ لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ بلاشبہ شیخ (ابن عربی) رحمہ اللہ اصول وفروع میں اہلحدیث ہیں اور ارباب تقلید پر سخت رد کرنے والوں میں سے ہیں۔'(ھدیۃ المھدی ج ا، ص ۵۱)'

۴......علماء کرام خوب جانتے ہیں کہ ابن عربی کا تعلق صوفیا کرام سے ہے اور ابوالاشبال احمد صغیر شاغف غیر مقلد کی تصریح کے مطابق صوفیا کا گروہ تارک تقلید بالفاظ دیگر غیر مقلد ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''ترکِ تقلید صوفیوں کا بھی مسلمہ اصول ہے اور اہلحدیث کا بھی۔'' (مقالات شاغف، ص۲۶۵)

معلوم ہوا کہ بتصریح شاغف صوفیا کرام غیر مقلد ہیں اور انہی صوفیاء میں ابن عربی ہیں۔

۵......امام اہلحدیث وحیدالزمان صاحب، ابن عربی کے متعلق لکھتے ہیں:

''وہ تو مسلمان اور پھر اہلحدیث میں سے تھے۔'' (تیسیر الباری، ج۴، ص۳۲۶)

ابن عربی کا مقام و مرتبہ

۱......امام خان نوشہروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''میاں (نذیر حسین دہلوی) صاحب مرحوم علمائے متقدمین کی بہت عزت کرتے، شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کا نام شیخ اکبر اور اکثر خاتم الولایۃ المحمدیہ کے خطاب سے پکارتے۔''

(تراجم علمائے حدیث ہند، ص۱۴۶)

میاں نذیر حسین دہلوی کے سوانح نگار فضل حسین بہاری صاحب لکھتے ہیں:

''صحیح بخاری وغیرہ کتب صحاح میں آپ جس وقت کتاب الرقاق پڑھاتے اور نکات تصوف کو بیان فرماتے تو خود کہتے، صاحبو! ہم تو احیاء العلوم کو یہاں دیکھتے ہیں، اسی لیے طبقہ علماء کرام میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی بڑی تعظیم کرتے اور خاتم الولایۃ المحمدیہ فرماتے۔'' (الحیات بعدالممات، ص۲۲۴)

۲......فضل حسین بہاری صاحب مذکورہ عبارت تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اور بات بھی یہی ہے، علم ظاہر و باطن کی ایسی جامعیت ندرت سے خالی نہیں۔'' (حوالہ مذکورہ)

۳......میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ اکبر کبریت احمر۔'' (معیار الحق، صفحہ۱۸۹)

۴......غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

''نواب (صدیق حسن خان) صاحب مرحوم، شیخ ممدوح (ابن عربی) کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مولانا نذیر حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی شیخ ممدوح کو ''شیخ اکبر'' لکھتے ہیں۔ (معیار الحق، ص۱۲۸) حضرت مجدد سرہندی بھی شیخ موصوف کو مقربان الٰہی سے لکھتے ہیں...... خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں۔ رحمہ اللہ۔'' (فتاویٰ ثنائیہ، صفحہ۳۳۴، جلد۱)

۵......امام اہلحدیث وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارے اصحاب میں سے شیخ صفی الدین نے کہا کہ ابن عربی کے متعلق میرا مذہب شیخ الاسلام حافظ سیوطی والا ہے اور وہ ان (ابن عربی) کی ولایت کا عقیدہ رکھنا ہے۔'' (هدیة المهدی، ج۱، ص۵۱)

وحیدالزمان صاحب نے ابن عربی کو علمائے اہلحدیث کا پیشوا بھی قرار دیا ہے۔

(لغات الحدیث، ج۲،ص۱۳، کتاب ص)

۶......نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

"بالجملة فماله من المنامات والكرامات لاتحصره مجلدات وهو حجة الله الظاهرة وآياته الباهرة."

خلاصہ کلام یہ کہ شیخ ابن عربی کے خوابوں اور کرامات کا احاطہ کئی جلدوں میں بھی نہیں ہوسکتا، وہ اللہ کی ایک ظاہری حجت ودلیل اور واضح نشانیوں میں سے ہیں۔" (التاج المکلل،صفحہ۱۷۶)

نواب صاحب نے ابن عربی کی تعریف وتوصیف اور ان کے دفاع میں چھ سات صفحات خرچ کیے ہیں، آخر میں لکھا:

"فجزاه الله عنا وعن سائر المسلمين وافاض علينا من انواره وكسانا من حلل اسراره وسقانا من حمياشرابه وحشرنا في زمرة احبابه بجاه سيد اصفياه وخاتم انبياء ه صلى الله عليه وسلم.

پس اللہ تعالیٰ انہیں ہماری اور سب مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، ان کے انوارات سے ہمیں مستفید فرمائے، ان کے اسرار وباطن کا لباس ہمیں پہنائے، ان کی شراب علم کی حرارت سے ہمیں سیراب فرمائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ ومرتبہ کے صدقہ میں ہماری یہ دعا قبول فرمائے۔" (التاج المکلل،صفحہ۱۸۰)

۷......فیاض علی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ جو علماء ابرار اور صوفیاء کبار میں سے ہیں۔"

(الحدیث اور سیاست،صفحہ۲۰۷)

۸......عبدالسلام مبارکپوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"صوفی صافی امام محی الدین ابن عربی۔" (سیرۃ البخاری،صفحہ۳۰۹)

۹......داؤد غزنوی صاحب غیر مقلد کے حالات میں لکھا ہے:

"آپ نے ابن عربی کا تذکرہ تعظیم وتکریم کے ساتھ کیا۔" (سوانح مولانا داؤد غزنوی،ص۸۸)

داؤد غزنوی صاحب نہ صرف ابن عربی کو معظم ومکرم سمجھتے ہیں بلکہ وہ انہیں اپنا بزرگ بھی قرار دیتے ہیں، ان کی ایسی عبارات ہمارے اس مضمون میں "ابن عربی کا دفاع" کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ (جاری۔۔۔۔)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آلِ غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 3......)

نوٹ: (۱)......اس مضمون کی اول قسط میں سب سے پہلی بات (نمبر۱) کا حوالہ [خطبات بہاولپوری، ص:۲۸۶] دیا گیا تھا، وہ خطبات بہاولپوری کے پرانے ایڈیشن کے مطابق تھا، جس پر جلد نمبر درج نہیں تھا، نئے ایڈیشن کے مطابق اس کا حوالہ یہ ہے [خطبات بہاولپوری، ص:۲۳۶، ج:۱، خطبہ۱۳] نیز یہی بات ڈاکٹر شفیق الرحمٰن غیر مقلد نے بھی نقل کی ہے۔ [اہل توحید کے لیے لمحۂ فکریہ، ص:۲۲......مشمولہ: رسائل اہل حدیث، ج:۲]

(۲)......قسط نمبر دو (۲) کے آخری الفاظ یوں ہیں: ''داؤد غزنوی صاحب نہ صرف ابن عربی کو معظم و مکرم سمجھتے ہیں بلکہ وہ انہیں اپنا بزرگ بھی قرار دیتے ہیں۔ اس کا ثبوت ہمارے اس مضمون میں ''ابن عربی کا دفاع'' کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ [ادارہ]

ابن عربی کی تعریف میں وسعت ظرفی

غیر مقلدین کے مذکورہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک ''وحدۃ الوجود'' کا نظریہ رکھنے والے ابن عربی کا بہت بڑا مقام ہے۔ انہوں نے ان کی تعریف و توصیف میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے میں ''وسعت ظرفی'' سے کام لیا ہے، حتیٰ کہ ان کی مدح سرائی میں وہ باتیں بھی کہہ دیں جو دوسروں کے حق میں جائز نہیں سمجھتے۔ اس اجمال کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں

(۱)......غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ: ''کوئی بھی ''مقلد'' ولی نہیں ہو سکتا۔'' [رسائل بہاولپوری ص:۵۰]

یعنی احناف، شوافع، مالکیہ اور حنابلہ میں سے کوئی بھی ولایت حاصل نہیں کر سکتا، ولایت کے حصول تک غیر مقلد ہی پہنچ سکتا ہے۔ جس طبقہ نے مقلدین کو ولی تسلیم نہیں کیا اسی کے چیدہ علماء نے ابن عربی کو نہ صرف ولی تسلیم کیا بلکہ انہیں ''خاتم الولایۃ المحمدیہ'' کا اعزاز بھی دے دیا۔

(۲)......غیر مقلدین کو کہیں لکھا مل گیا کہ: ''اب اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے'' تو اس پر انہوں نے شور مچا دیا اور کہا ''اجتہاد کا دروازہ اب بھی کھلا ہے۔'' [مقالات اثری، ص:۱۴]

حیرت ہے جس طبقہ نے ''اجتہاد کے دروازہ بند'' والی عبارت پر واویلا کیا اسی طبقہ کے لوگوں نے ''ولایت'' کو ختم کر کے ابن عربی کو ''خاتم الولایۃ المحمدیہ'' مان لیا ہے۔

(۳)......غیر مقلدین نے امام ابو حنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان کو ''امام اعظم'' کہنے پر اعتراض کیا کہ امتی

''امام اعظم'' نہیں ہوسکتا، مگر ابن عربی کو ''شیخ اکبر'' قرار دیتے وقت اس ضابطہ کو دفن کر دیا اور امتی کو ''شیخ اکبر'' تسلیم کر لیا۔[الحیات بعد الممات، ص:۶۱۲] سوال یہ ہے کہ امتی اگر ''امام اعظم'' نہیں بن سکتا تو ''شیخ اکبر'' کیسے بن گیا؟ بالفاظ دیگر اگر ''امام اعظم'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو ''شیخ اکبر'' بھی تو آپ کے اصول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔

(۴)......آل غیر مقلدیت کے ایک عالم نے مسلم شریف کے راوی ''عبدالرحمٰن بن اسحاق مدنی'' کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ''صدوق'' تو ہے مگر ''امام'' کے مرتبہ پر فائز نہیں۔[مولانا سرفراز اپنی تصانیف کے آئینہ میں، ص:۱۰۱]

ایک طرف مسلم کے راویٔ صدوق محدث کو ''امام'' کہنا درست نہیں اور دوسری طرف اسی کی جماعت کے لوگوں نے ابن عربی کو ''امامت'' کا درجہ دے دیا۔[سیرۃ البخاری، ص:۳۰۹]

(۵)......آل غیر مقلدیت کا کہنا ہے کہ: ''فوت شدہ انسان کا وسیلہ دے کر دعا کرنا درست نہیں ہے۔''

مگر دوسری طرف ان کے عالم نے جب ابن عربی کے حق میں دعا کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کی ہے جیسا کہ ہم ماقبل میں نقل کر چکے ہیں۔

معلوم ہوا کہ آل غیر مقلدیت نے ابن عربی کو خراج عقیدت پیش کرنے میں انتہائی ''وسعت ظرفی'' کا مظاہرہ کیا، یہاں تک کہ وہ کام بھی کر گئے جو ان کے حلقہ میں ممنوع ہیں۔

(۶)......آل غیر مقلدیت کے ایک بزرگ نے لکھا کہ: ''رضی اللہ عنہ'' کا دعائیہ جملہ صحابہ کرام کے لیے مختص ہے، کسی اور کے نام کے ساتھ یہ لکھنا درست نہیں، لہٰذا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نام کے ساتھ نہ لکھا جائے۔ [تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ، ص:۹۱]

مگر غیر مقلدین کی کتاب [الحیات بعد الممات، ص:۶۱۲] پر ''شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ'' لکھا ہوا ہے۔

عجیب بات ہے کہ خیر القرون کے امام ابوحنیفہ کو ''رضی اللہ عنہ'' کی دعا دینے پر اعتراض اور ''ابن عربی رضی اللہ عنہ'' لکھے جانے پر مہر سکوت؟

(۷)......غیر مقلدین اپنی خاص اصطلاح کے مطابق امام ابوحنیفہ نعمان علیہ الرحمۃ والرضوان کو ''اہل الرائے'' کہتے ہیں، مگر اس کے برعکس شیخ ابن عربی کو ''اہل حدیث'' قرار دیتے ہیں، یعنی اپنے زعم کے مطابق جو مقام وہ امام ابوحنیفہ کو دینے کے لیے تیار نہیں وہ شیخ ابن عربی کو عطا کر چکے ہیں۔

(۸)......غیر مقلدین حضرات، مقلدین کو تو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی سمجھتے ہیں، لیکن شیخ ابن عربی کو مقربان الٰہی میں سے قرار دیتے ہوئے عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔(جاری ہے۔۔۔۔)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 4......)

(۹)......آل غیر مقلدیت کہتے ہیں تقلید جہالت ہے اور مقلد جاہل ہوتا ہے......لیکن اس کے برعکس شیخ ابن عربی کو علماء میں شمار کیا ہے۔[الحیاۃ بعد المماۃ۔ص:۲۲۴۔اہلحدیث اور سیاست،ص:۲۰۷]

(۱۰)......عبداللہ روپڑی غیر مقلد نے فتویٰ دیا کہ بے نماز کافر ہے۔[فتاویٰ اہلحدیث، ج:۲،ص:۳۷] مگر جب ابن عربی کی تکفیر کی باری آئی تو محتاط بن گئے اور انہیں یہ اصول یاد آ گیا

''غرض حتی الوسع فتویٰ میں احتیاط چاہیے جب تک پوری تسلی نہ ہو فتویٰ نہ لگانا چاہیے۔''

[فتاویٰ اہل حدیث، ج:۱،ص:۱۵۵]

(۱۱)......آل غیر مقلدیت کہتے ہیں کہ امت میں کوئی بھی ہمارا پیشوا نہیں ہے......مگر وحید الزمان غیر مقلد نے ابن عربی کو اہلحدیث کا پیشوا لکھ دیا۔[لغات الحدیث، ج:۱،ص:۱۳]

(۱۲)......امام اہلحدیث وحید الزمان نے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے پانچ صحابہ کو فاسق کہہ دیا۔[نزل الابرار، ج:۳،ص:۹۴]......لیکن ابن عربی کا خوب دفاع کرتے ہیں وہ کونسی خوبی ہے جو صحابہ کرام میں نہیں تھی اور وہ ابن عربی میں وحید الزمان کو نظر آتی تھی؟ کہ وہ اُن سے متنفر ہیں اور ابن عربی کے عقیدت مند؟

(۱۳) آل غیر مقلدیت کہتے ہیں:

''کتنی پاک دامن عورتوں کی شرمگاہیں جو حرام تھیں، ابوحنیفہ کی بدولت حلال کر دی گئیں۔''

[حقیقۃ الفقہ،ص:۵۳]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق تو یہ ریمارکس ہیں مگر ابن عربی کو ''علمائے ابرار'' میں شمار کیا گیا۔

[اہلحدیث اور سیاست،ص:۲۰۷]

ابن عربی کا دفاع

پچھلے صفحات میں ہم نے غیر مقلدین کا وحدۃ الوجودی ہونا نقل کر دیا ہے اور یہ بھی کہ ابن عربی ان کے نزدیک اہلحدیث و غیر مقلد ہیں اس لیے وہ ''وحدۃ الوجود'' اور ابن عربی کا دفاع بھی کیا کرتے ہیں، چند دفاعی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱)......غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور مذہبی ہیرو ثناء اللہ امرتسری صاحب، ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بڑی وجہ مخالفت کی مسئلہ ''وحدۃ الوجود'' ہے، سو دراصل اس کی تفسیر پر مدار ہے، جیسی اس کی تفسیر کی جائیگی ویسا ہی اثر ہوگا، خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہوسکتی ہے جس کا ذکر کبھی ''اہلحدیث'' (اخبار) میں کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ خفگی کی ''ایمانِ فرعون'' ہے مگر شیخ کا قول مندرجہ ''فتوحات'' اس خفگی کا ازالہ کرتا ہے۔ شیخ موصوف نے فتوحات میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے اور کسی مقام پر اس کے خلاف ملتا ہے تو وہ متروک ہے یا ماؤل۔'' [فتاویٰ ثنائیہ، جلد:۱،ص:۳۳۴]

(۲)......امام خان نوشہروی غیر مقلد اپنی جماعت کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی کے حالات میں لکھتے ہیں:

''قاضی بشیر الدین قنوجی، ابن عربی کے اشد مخالف تھے اور ابن عربی رحمہ اللہ کی برتری و بزرگی کے روادار نہ تھے، میاں (نذیر حسین) صاحب سے صرف شیخ اکبر پر مناظرہ کرنے کے لیے دہلی تشریف لائے، دو ہفتے متواتر گفتگو جاری رہی مگر میاں صاحب نے شیخ اکبر کا احترام ہاتھ سے جانے نہ دیا اور آخر کار قاضی صاحب بھی آپ سے متفق ہوگئے۔ اسی طرح علامہ شمس الحق ڈیانوی نے بھی کئی روز شیخ اکبر پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا اور دوران گفتگو میں ''فصوص الحکم'' پیش کرتے رہے، میاں صاحب نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں مانتے تو فرمایا کہ ''فتوحات مکیہ'' شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے، اس پر مولانا شمس الحق حقیقت کو پا کر خاموش ہوگئے۔''

[تراجم علمائے حدیث، ص:۱۴۶]

(۳)......غیر مقلدین کے محدث اعظم عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

''ابن عربیؒ، رومیؒ اور جامیؒ کے کلمات اس توحید (وحدۃ الوجود) میں مشتبہ ہیں، اس لیے بعض لوگ ان کے حق میں اچھا اعتقاد رکھتے ہیں، بعض برا۔ ابن تیمیہ وغیرہ ابن عربی سے بہت بدظن ہیں، اسی طرح رومیؒ اور جامیؒ کو کئی علماء برا کہتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کا کلام محتمل ہے جیسے جامی کا کلام اوپر نقل ہو چکا ہے اور وہ درحقیقت ابن عربیؒ کا ہے، کیونکہ ابن عربیؒ کی کتاب ''عوارف المعارف'' سے مأخوذ ہے تو پھر ان کے حق میں سوءِ ظنی ٹھیک نہیں، اسی طرح رومی کو خیال کر لینا چاہیے۔ غرض حتی الوسع فتویٰ میں احتیاط چاہیے، جب تک پوری تسلی نہ ہو فتویٰ نہ لگانا چاہیے خاص (کر) جب وہ گذر چکے ہیں اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہو چکا تو اب کرید کی کیا ضرورت؟ بلکہ صرف اس آیت پر اکتفا کرنی چاہیے **تلک امة قد خلت لها**

ما كسبت ولكم ما كسبتم ولاتسئلون عما كانو يعملون." [فتاویٰ اہلحدیث، ج:۱،ص:۱۵۵]

(۴)......غیر مقلدیت کے امام وحید الزمان صاحب، ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فصوص الحکم میں جو بعض الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ ان کے قلم سے نکلے ہیں ان کا بھی یہی مطلب ہے کہ وجود ہمارا من وجہ وجود الٰہی کا عین ہے یعنی اس وجود کا سایہ ہے، دوسرا کوئی مستقل وجود ہمارا نہیں، ورنہ ہم اپنی بقاء میں معاذ اللہ خدا سے بے پرواہ ہو جائیں گے، ان کا یہ مطلب نہیں ہے جو اس زمانہ کے ملحد اور جاہل درویش پکارتے پھرتے ہیں کہ خدا اور بندہ ایک ہے۔'' [تیسیر الباری، ج:۴،ص:۳۲۶ طبع تاج کمپنی]

وحید الزمان صاحب مزید لکھتے ہیں:

'''' اللازم علیٰ اهل الحديث متابعة ظواهر الكتاب والسنة والسكوت عن الشيخ'' ''اہل حدیث پر کتاب وسنت کے ظاہر کی تابعداری اور شیخ (ابن عربی) سے سکوت اختیار کرنا لازم ہے۔'' [هدية المهدى، ج:۱،ص:۵۱]

وحید الزمان صاحب ہی لکھتے ہیں:

''شیخ مجدد الف ثانی نے فرمایا: ''میں شیخ ابن عربی کا مخالف اور اس مسئلہ میں انہیں خطا اور غلطی پر سمجھتا ہوں لیکن اس کے باوجود وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں اور جو شخص ان کی مذمت یا رد کرتا ہے وہ خطرے میں ہے۔'' [هدية المهدى، ج:۱،ص:۵۱]

وحید الزمان صاحب نے ابن عربی کی تردید کرنے والوں کو جواب دیتے ہوئے لکھا:

'عندى انهم لم يفهموا مراد الشيخ ولم يمعنوا النظر فيه' 'میرے نزدیک حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ شیخ ابن عربی کا مطلب نہیں سمجھ سکے، ان کی مراد سمجھنے میں انہوں نے غور نہیں کیا۔''

[هدية المهدى، ج:۱،ص:۵۱]

(۵)......میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کے سوانح نگار فضل حسین بہاری صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا ابوالطیب شمس الحق نے بھی میاں (نذیر حسین) صاحب سے کئی دن متواتر شیخ اکبر کی نسبت بحث کی اور ''فصوص الحکم'' (مؤلفہ) شیخ اکبر پر اعتراضات جمائے، میاں صاحب نے پہلے تو بہت سمجھایا مگر جب دیکھا کہ ابھی ''لانسلم'' ہی کے کوچہ میں یہ ہیں تو فرمایا کہ ''فتوحات مکیہ'' آخری تصنیف، شیخ اکبر کی ہے، اس لیے اپنی سب تصانیف ماسبق کی یہ ناسخ ہے، اس جملہ پر یہ بھی سمجھ گئے۔''

[الحياة بعدالمماة،ص:۲۲۵]

(۶)......نواب صدیق حسن خان غیر مقلد فرماتے ہیں:

''شیخ محی الدین ابن عربی اور شیخ احمد سرہندی کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ دونوں اللہ تعالیٰ کے چیدہ بندوں میں سے ہیں اور جن اعتراضات کا انہیں نشانہ بنایا گیا ہمیں ان کی کوئی پرواہ نہیں۔''

[هدية المهدی، ج:۱، ص:۵۱]

آل غیر مقلدیت کی ان عبارتوں سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ انہوں نے ابن عربی کا بھرپور دفاع کیا ہے، اس دفاعی سلسلہ میں کئی روز تک محفل مناظرہ جمائے رکھی بالآخر ابن عربی کے مخالف کو زیر کردیا، ابن عربی پر فتویٰ لگانے سے منع فرمایا، ان کے کلام میں تاویل کی، ان کی مخالفت کو ممنوع قرار دے کر سکوت کا حکم جاری فرمایا، یہ بھی کہا ہے کہ جنہوں نے ابن عربی کا رد لکھا ہے وہ ان کی مراد کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں، انہوں نے غور وخوض کیے بغیر سرسری نظر سے کام چلایا اور سب سے بڑھ کر یہ شاہی فرمان بھی سنا دیا جو ابن عربی کی مخالفت ومذمت کرتا ہے وہ خطرے میں ہے۔ دورِ حاضر میں زبیر علی زئی وغیرہ جو ابن عربی کی مخالفت میں پیش پیش ہیں وہ بھی اس خطرے سے واقف رہیں۔ شاید یہی وہ خطرہ تھا کہ غیر مقلدین کے مسلّم پیشوا قاضی شوکانی [تاریخ اہلحدیث، ص:۱۴۷] نے ابن عربی پر فتویٰ بازی کی مہم سے رجوع کرلیا تھا۔

(۷)......ڈاکٹر اسرار صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ محی الدین ابن عربی کے متعلق حضرت (داؤد غزنوی غیر مقلد، ناقل) کا تعظیم آمیز کلمہ تو بہت ہی حیرانی کا موجب ہوا، چنانچہ جمعہ کے بعد جب ایک جگہ کھانے پر ملاقات ہوئی تو مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے عرض کر ہی دیا کہ حضرت! آپ نے ابن عربی کا تذکرہ تعظیم وتکریم کے ساتھ کیا، حالانکہ امام ابن تیمیہ کی رائے ان کے بارے میں بہت سخت ہے، اس کا جو جواب مولانا (داؤد غزنوی، ناقل) مرحوم نے دیا وہ اس قابل ہے کہ سنہری حروف سے لکھا جائے اور دین کے تمام خادم اس کو حرزِ جان بنالیں، میری بات سُن کر مولانا نے قدرے توقف کے بعد فرمایا: ''ڈاکٹر صاحب! ابن تیمیہ اور ابن عربی دونوں ہی ہمارے بزرگ ہیں، اپنے آپس کے اختلاف کو وہ جانیں، ہم خورد ہیں اور خورد رہنے ہی میں عافیت سمجھتے ہیں۔'' مولانا نے یہ الفاظ اتنے شدید تأثر کے ساتھ فرمائے کہ ساتھ ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔''

[سوانح مولانا داؤد غزنوی، ص:۸۸]

(۸)......وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''منہ پھٹ اور زبان دراز بے ساختہ کلمات ناشائستہ علماء کی نسبت نکال دیتے ہیں، اس کا انجام بہت برا ہے۔ ہم کو شیخ ابن عربی سے محبت ہے اور ابن تیمیہ اور شوکانی سے بھی، ابن جوزی سے بھی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے بھی۔'' [لغات الحدیث، ج:۱، ص:۴۸]

(جاری ہے۔۔۔۔)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 5......)

(۹)......غیر مقلدین کی کتاب ''قافلہ حدیث'' سے جامعہ سلفیہ کے ایک استاد کے تاثرات ملاحظہ ہوں:

''ابن عربی کا ذکر آیا تو جامعہ سلفیہ بنارس کے استاد نے اچھی خاصی نرمی کے ساتھ ان کا ذکر کیا اور کہا کہ ان کو وہ مقام ملنا چاہیے جس کے وہ مستحق ہیں اور بہت سے بزرگ ہیں جو ان کو مانتے ہیں اور ان کے قائل ہیں۔'' [قافلہ حدیث۔ص:۲۱۰]

جامعہ سلفیہ بنارس آل غیر مقلدیت کا مدرسہ ہے۔

(۱۰)......علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے ابن عربی کے دفاع میں ایک مستقل کتاب لکھی، جس کا نام "تنبیہ الغبی علیٰ تنزیہ ابن عربی" ہے۔[التاج المکلل،ص:۱۲۴]

علامہ سیوطی رحمہ اللہ آل غیر مقلدیت کے نزدیک تارک تقلید تھے، بلکہ زبیر علی زئی کے بقول انہوں نے تقلید کے رد پر ایک عظیم الشان کتاب بھی لکھی ہے۔[علمی مقالات، ج:۳۔ص:۵۷]

(۱۱)......علامہ ابن تیمیہ، "مجموعۃ الرسائل والمسائل"،ص:۱۷۶ میں رقم طراز ہیں۔ترجمہ:

''ابن عربی اتحادی وجودیوں میں سے اسلام کے سب سے زیادہ قریب ہے، اور اس کا کلام بہت سے مقامات پر سب سے زیادہ اچھا ہے، چنانچہ وہ ظاہر اور مظاہر (خالق اور مخلوق) میں فرق کرتا ہے، اس لیے امر ونہی اور شریعت کو جُوں کا تُوں تسلیم کرتا (اور واجب العمل گردانتا) ہے۔''

[الاعتصام، اشاعت خاص، بیاد: عطاء اللہ حنیف بھوجیانی۔ص:۳۱۴]

(۱۲)......آل غیر مقلدیت کے پرچہ ''الاعتصام'' میں لکھا ہے:

''امام شوکانیؒ شروع شروع میں ابن عربی وغیرہ پر سخت تنقید بلکہ اس کی تکفیر بھی کرتے رہے، لیکن بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔ دیکھئے البدر الطالع۔ج:۲،ص:۳۲ تا ۳۹۔علامہ جلال الدین سیوطی اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کا مؤقف تقریباً ایک ہی ہے کہ ابن عربی کا نظریہ وحدۃ الوجود ان کے کشف میں غلطی کا نتیجہ ہے، اس لیے اسے تو تسلیم نہیں کیا جا سکتا، البتہ ان کی ولایت میں کوئی شک وشبہ نہ ہونا چاہیے۔'' [الاعتصام، اشاعت خاص، بیاد: عطاء اللہ حنیف بھوجیانی۔ص:۳۱۴]

(۱۳)......آل غیر مقلدیت کے ''خاتم المحدثین'' نواب صدیق حسن خان، ابن عربی کے ترجمہ میں دفاعی عبارت نقل کرتے ہیں:

''ومانسب الیهم ای المشائخ کابن عربی وغیره له محامل، الاول:انه لم تصح نسبته الیهم۔ الثانی:بعدالصحة یلتمس له تاویل موافق فان لم یوجد له التاویل فی الظاهر فله تاویل فی الباطن لم نعلمه وانما یعرفه العارفون۔

ابن عربی وغیرہ مشائخ کی طرف جو غلط باتیں منسوب کی گئی ہیں، ان کے کئی محمل ہیں۔اول: یہ کہ ان کی نسبت ان کی طرف صحیح نہیں۔دوم: یہ ہے کہ ان باتوں کے صحیح ہونے کے بعد کوئی موافق تاویل تلاش کی جائے گی، اگر بظاہر کوئی تاویل نہ پائی جائے تو اس کی باطنی تاویل ہوگی جس کا ہمیں علم نہیں، اسے عارفین ہی جانتے ہیں۔'' [التاج المکلل، ص:۱۲۴]

اگر کوئی سوال کردے کہ اس عبارت کی کوئی باطنی تاویل بھی نہ ہوسکے تو پھر؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ عبارت حالتِ سکر (نشہ) پر محمول ہوگی، جس پر مواخذہ نہیں۔اور یہ تیسرا محمل ہے۔[التاج المکلل، ص:۱۲۴]

(۱۴)......نواب صاحب ہی لکھتے ہیں:

''وحدت الوجود کے اثبات یا ابطال میں لب کشائی نہ کرنی چاہیے، اگر خود ذی فہم ہے تو اپنی فہم پر قناعت کرے اور اگر وہ نہیں سمجھتا تو ان کے اقوال کو ان کے قائلین پر چھوڑ دے۔'' [مآثر صدیقی، حصہ چہارم، ص:۳۹]

ابن عربی کے اقوال سے استدلال وتائید

(۱) فضل حسین بہاری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''**خاتم الولایة المحمدیه** شیخ اکبر فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں۔'' [الحیاة بعد المماة، صفحہ۱۲۴]

(۲) بہاری صاحب مزید لکھتے ہیں:

''خاکسار سوانح نگار بعض عبارتیں فتوحات مکیہ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی جو مناسب محل اور نہایت ہی دلچسپ ہیں اپنی طرف سے ایزاد کرتا ہے۔'' [الحیاة بعدالمماة، ص:۶۳۱]

(۳) مجدد آل غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان صاحب ''صلوٰة تنجینا'' کے متعلق لکھتے ہیں:

''شیخ اکبر نے اس صیغۂ درود کو ایک کنز کنوز عرش (سے) بتایا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص اس کو جوف لیل میں ہزار بار پڑھے گا اس کی حاجت دنیاوی و دینی بہت جلد درجۂ اجابت کو پہنچے گی۔''

[کتاب التعویذات، ص:۱۸۲، طبع: عظیم پبلشرز لاہور]

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد ''اتباع'' کو جائز اور ''تقلید'' کو بدعت قرار دیتے ہیں۔[دین میں تقلید کا......]

علی زئی صاحب یہاں تعیین کریں کہ نواب صدیق حسن خان نے مذکورہ عبارت میں شیخ اکبر کی

اتباع کی ہے یا تقلید؟

(۴) عبدالسلام مبارک پوری غیر مقلد، اہل الرائے کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صوفی صافی امام محی الدین ابن عربی......فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ امام آخرالزماں کے دشمن یہی لوگ ہوں گے۔'' [سیرۃ البخاری، ص:۳۰۹]

غیر مقلدین یہ عقدہ بھی حل فرمائیں کہ ابن عربی کو صدیوں پہلے کیسے معلوم ہوگیا کہ امام آخرالزماں کے دشمن اہل الرائے ہوں گے......؟ جبکہ کشف آپ لوگوں کے نزدیک علم غیب کے مساوی ہے۔ زبیر علی زئی جو وحدۃ الوجود کو کفر قرار دینے والے ہیں وہ بتائیں کہ مبارک پوری کا ابن عربی کی پیروی میں اہل الرائے کو مطعون کرنا ''اتباع'' کہلائے گا یا ''تقلید''......؟ اور یہ بھی فرمائیں کہ ابن عربی جب بقول مبارک پوری اہل الرائے کے مخالف ہیں وہ اہلحدیث ہی ہوں گے یا کچھ اور......؟

(۵) نسائی، ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ کتب حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھائی تو صرف اور صرف ایک مرتبہ رفع الیدین کیا۔

ابن عربی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی یوں تاویل کی ہے کہ ایک مرتبہ کا مطلب یہ ہے کہ شیعوں کی طرح رفع یدین کرتے ہوئے ہاتھ کو بار بار نہیں اٹھایا بلکہ ایک مرتبہ ہی اٹھایا، ایک مرتبہ کا یہ مطلب نہیں کہ شروع میں رفع یدین کیا اور رکوع والا نہیں کیا۔

ابن عربی کی یہ تاویل باطل ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ اس طرح بھی مروی ہیں ''**لم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ**'' [ترمذی] کہ فقط شروع ہی میں رفع یدین کیا۔ یعنی شروع کی رفع یدین کا اثبات ہے باقی کی نفی ہے۔ نیز امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی تبویب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے رکوع کے رفع یدین کی نفی ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ''**باب رفع الیدین للرکوع**'' قائم کر کے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے رکوع کے رفع یدین کی حدیث بیان کی ہے۔ اس کے بعد باب قائم کیا ''**ترک ذالک**'' اس رکوع کے رفع یدین کا ترک۔ پھر اس باب کے تحت حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا۔ حاصل یہ کہ حدیث کے الفاظ اور امام نسائی رحمہ اللہ کی تبویب کے پیش نظر ابن عربی کی تاویل غلط اور باطل ہے۔

لیکن بہت سے غیر مقلد حدیثِ ابن مسعود سے جان چھڑانے کے لیے ابن عربی کی غلط اور باطل تاویل کا سہارا لیتے ہیں۔ مثلاً جامعہ سلفیہ بنارس کے رئیس محمد ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''کوئی شک نہیں کہ اس حدیث کو صحیح فرض کر کے مذکورہ بالا توجیہ ہی صحیح ہے، کیونکہ ہمارے نبی صلی

اللہ علیہ وسلم نے تحریمہ یا غیر تحریمہ کے وقت بار بار مضطرب و متحرک گھوڑوں کی دموں کی طرح بار بار کے رفع یدین سے منع کیا اور یہی بات امام الصوفیاء ابن عربی نے کہی۔'' [سلفی تحقیقی جائزہ، ص:۵۷۲]

زبیر علی زئی صاحب! بتایئے جو غیر مقلد مصنفین حدیثِ ابن مسعود کو تاویل کی بھینٹ چڑھانے کے لیے ابن عربی کی پیروی کرتے ہیں ان کا یہ پیروی کرنا ''اتباع'' کے زمرہ میں آتا ہے یا ''تقلید'' کے زمرہ میں؟

(۶) غیر مقلدین کے استاذ الاساتذہ عبدالغفار محمدی صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ نہیں جائز کسی آیت یا خبر (حدیث) کا چھوڑنا کسی شخص کے قول کے مقابلہ میں، خواہ وہ صحابی اور امام ہی کیوں نہ ہو۔ اور جس نے ایسا کیا وہ کھلا گمراہ ہے اور اللہ کے دین سے خارج۔ فتوحات مکیہ۔'' [تین سو پچاس سوالات، ص:۲۰۵]

عبدالغفار صاحب نے یہاں اپنے زعم کے مطابق ''تقلید'' کی مذمت پر ابن عربی کے قول سے استدلال کیا ہے، مگر ہم انہیں کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اس عبارت میں جس ''تقلید'' کی مذمت کی گئی ہے وہ اہل حدیث ہونے کے دعویدار کیا کرتے ہیں، مثلاً: عبدالحق غزنوی غیر مقلد اپنی جماعت کے معزز بزرگ ثناء اللہ امرتسری صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''تفسیر نبوی جس سے دیدار الٰہی اور مذہب اہل سنت و جماعت ثابت ہوتا تھا چھوڑ کر جہمیہ و معتزلہ وغیرہ منکرین دیدار الٰہی کا مقلد ہوگیا۔'' [الاربعین، ص:۱۶...... مشمولہ: رسائل اهلحدیث، ج۱۔]

اس کی مزید تفصیل بندہ کی کتاب ''تقلیدی اہل حدیث'' میں بیان ہوگی، ان شاء اللہ۔

عبدالغفار محمدی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''ایسا حنفی شافعی، گمراہ ضال مضل ہے۔ ابن عربی۔'' [تین سو پچاس سوالات، ص:۴۴۰]

میری معلومات کے مطابق ابن عربی نے میری معلومات کے مطابق کسی حنفی یا شافعی کا نام لے کر اسے گمراہ نہیں کہا، بلکہ مطلقاً کہا ہے کہ جو قرآن وحدیث کے خلاف کسی کی پیروی کرے وہ گمراہ ہے......اور اوپر مذکور ہوا کہ ایسی پیروی نام نہاد اہلحدیث ہی کیا کرتے ہیں، چونکہ غیر مقلدین کے طبقہ میں ابن عربی کا بہت بڑا مقام ہے وہ انہیں "خاتم الولایة المحمدیه" سمجھتے ہیں اس لیے عبدالغفار صاحب نے ابن عربی کا حوالہ دے دیا تا کہ آل غیر مقلدیت ان (ابن عربی) کی شخصیت و مقام پر اعتماد کرتے ہوئے حنفیوں اور شافعیوں کو گمراہ تسلیم کرلیں۔

(۷) نواب صدیق حسن خان غیر مقلد، سورۂ فاتحہ کے وظیفہ میں بسم اللہ کی میم کو الحمد کے لام سے ملا کر پڑھنے کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کتبِ مشائخ میں میم بسم اللہ کو لامِ الحمد سے ملا کر اعمال میں پڑھنا مذکور ہے۔ شیخ محی الدین (ابن) عربی، صاحبِ فتوحات مکیہ نے اس بارہ میں ایک حدیث اپنی سند متصل سے تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا رب العالمین مسلسل بحلف نقل کی ہے، اس حدیث کا اتا پتا کسی معتبر کتابِ حدیث میں نہیں ملا لیکن یہ طریقہ مجرب علماء عاملین ہے۔'' [کتاب التعویذات، ص:۱۶۴]

فتوحات مکیہ میں ذکر کردہ روایت کا وزن بڑھانے کے لیے نواب صاحب یہ تاویل کر رہے ہیں کہ یہ علماء کے عمل سے مؤید ہے۔

(۸) نواب صدیق حسن خان ہی قوم کو استخارہ کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صورت اس استخارے کی جس طرح کہ شیخ محی الدین عربی نے اپنے وصایا آخر کتاب فتوحات مکیہ میں لکھی ہے یہ ہے کہ......'' [کتاب التعویذات، ص:۱۶۶]

(۹) آلِ غیر مقلدیت کے امام العصر میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب ابن عربی کی کتاب "فصوص الحکم" سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ اکبر قدس سرہ فصوص الحکم میں فرماتے ہیں......'' [تفسیر واضح البیان، ص:۳۶۱]

(۱۰) نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

''شیخ عارف محی الدین ابن عربی، صاحبِ فتوحات مکیہ نے ابن حزم کی تعریف کی ہے۔''

[التاج المکلل، ص:۹۰]

چونکہ غیر مقلدین، ابن حزم ظاہری کو اپنا غیر مقلد سمجھتے ہیں اس لیے ان کا قابل تعریف ہونا ابن عربی کی زبانی ذکر کر دیا، تا کہ آلِ غیر مقلدیت بھرپور اعتماد کر سکیں۔

(۱۱) میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کے سوانح نگار، فضل حسین بہاری غیر مقلد نے ان کے متعلق لکھا ہے:

''اس میں شک نہیں کہ کچھ حصہ میاں صاحب نے مناظرہ میں بھی لیا، مگر ٹھیک اسی طرح جیسا کہ ''خاتم الولایۃ المحمدیہ، امام الصوفیاء، شیخ اکبر محی الدین عربی نے لیا تھا۔'' [الحیاۃ بعد المماۃ، ص:۳۹۲]

یعنی میاں صاحب، علامہ ابن عربی کو مقتدا سمجھتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چلے ہیں یا ان سے موافقت کی ہے۔ پہلی صورت میں میاں صاحب کی طرف انگلی اٹھے گی کہ انہوں نے وحدۃ الوجود کے داعی ابن عربی کو مقتدا سمجھا اور دوسری صورت میں ترچھی نگاہ بہاری صاحب کی طرف جائے گی کہ وہ میاں صاحب کی ابن عربی سے موافقت پر نازاں ہیں۔

(۱۲)......تاریخ اہلحدیث میں لکھا ہے:

''علامہ ابن العربی نے فتوحات مکیہ کے باب ۳۱۸ (میں) یہ روایت درج کی، آپ فرماتے تھے اس شخص پر میرے فتاوی کی تقلید حرام ہے جو یہ نہیں جانتا کہ میرے (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے، ناقل) دلائل کے ماخذ کیا ہیں۔'' [تاریخ اہلحدیث، ص:۳۱۔ مؤلفہ: احمد الدہلوی]

مذکورہ روایت تقلید کی مذمت میں پیش کی گئی، جب کہ اس کے پہلے راوی یا ناقل ابن عربی وحدۃ الوجود کے علمبردار ہیں، مگر غیر مقلدین نے ان کی شخصیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کا حوالہ دے دیا تا کہ آل غیر مقلدیت کے ہاں بات وزنی سمجھی جا سکے جو انہیں خاتم الاولیاء سمجھتے ہیں۔

تاریخ اہلحدیث ہی میں لکھا ہے:

''علامہ ابن العربی اپنی تصنیف لطیف فتوحات مکیہ کے آٹھویں باب، ص:۹۱، ج:۳، مطبوعہ مصر۔ میں فرماتے ہیں۔'' [تاریخ اہلحدیث، ص:۹۹۔ احمد دہلوی]

یعنی ان کے نزدیک فتوحات مکیہ ''تصنیف لطیف'' ہے، ماشاء اللہ۔ اسی کتاب تاریخ اہلحدیث میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

''شیخ ابن العربی...... نے کہا کہ دوستو! علم الحدیث نبوت کا ایک حصہ ہے، اسی لیے معاذؓ وغیرہ کے واقعوں میں بیان کیا گیا کہ محدثین رسول اللہ کے ساتھ محشور ہوں گے، چونکہ یہ لوگ احادیث کو رسول کی قریبی نسبت سے دیکھتے ہیں اور فقہاء جنہوں نے حدیث کی روایت میں حصہ نہیں لیا ان کا یہ مرتبہ نہیں، اسی لیے فقہاء رسول اللہ کے ساتھ محشور نہیں ہوں گے، ان کا حشر عام لوگوں کے ساتھ ہوگا اور نہ ہی ان پر علماء کے نام کا اطلاق ہوتا ہے، مگر اہلحدیث کو علماء کا لقب دینا سزاوار ہے، یہ لوگ حقیقتاً ائمہ امت ہیں۔ فتوحات مکیہ، باب ۳۱۴، ص:۶۵، مصری۔'' [تاریخ اہلحدیث، ص:۱۱۰۔ دہلوی]

(۱۳)...... محمد یوسف جے پوری غیر مقلد لکھتے ہیں: ''تقلید کی تردید فقہاء وعلماء کے اقوال سے'' پھر اس عنوان کے تحت لکھا:

''فتوحات مکیہ میں شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ: جس بات کی میں تجھے وصیت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر تو عالم ہے تو تجھے اللہ نے دلیل دی ہے، اس کے برخلاف عمل کرنا حرام ہے، اور جب تجھے دلیل حاصل ہو سکتی ہو تو پھر تجھے اپنی ذات کے سوا کسی اور کی تقلید حرام ہے۔'' [حقیقة الفقه، ص:۸۴]

اس عبارت سے جہاں ابن عربی کے قول سے استدلال کی نشاندہی ہے وہاں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ابن عربی، یوسف جے پوری کے نزدیک فقہاء وعلماء میں شمار ہوتے ہیں۔

(۱۴)...... آل غیر مقلدیت کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی نے بھی ان کی وصیت نقل کی ہے اور

اس پر یوں عنوان قائم ہے"وصیت شیخ محی الدین ابن العربی کی"۔[معیار الحق،ص:۱۸۹]

(۱۵)......آل غیر مقلدیت کے"محقق اسلام،حضرۃ العلام ومولانا"عبدالقادر حصاری اپنے دعویٰ پر دوسری شہادت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دوسرے شاہد ابن عربی ہیں،فتوحات مکیہ مطبوعہ مصر جلد۳،ص:۹۱ میں فرماتے ہیں کہ......"

[اصلی اہلسنت کی پہچان۔ص:۱۷۰]

(۱۶)......آل غیر مقلدیت کے"حضرت،خطیب ومولانا"عبدالسلام بستوی فرماتے ہیں:

"ابن عربی نے کیا زریں مقولہ ارشاد فرمایا ہے:بے حد ریاکار اور گھاٹے والا وہ ہے جو لوگوں کے سامنے تو بھلے اور نیک کام کرے،لیکن خدا کے سامنے جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے بدکام کرے۔"

[اسلامی خطبات۔ج:۱،ص:۲۲]

ظاہر یہی ہے کہ مذکورہ عبارت محی الدین ابن عربی صوفی کی ہے۔اگر کوئی شخص اس کے خلاف ثابت کردے تو ہم ان شاءاللہ اپنے اس حوالہ پر خط نسخ پھیر دیں گے۔ان شاءاللہ۔

(۱۷)......آل غیر مقلدیت کے"امام العصر"میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب،علامہ شعرانی کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"بے شک شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں اپنی سند سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ(اکثر)فرمایا کرتے تھے(اے لوگو!)تم خدا کے دین میں اپنی رائے سے کچھ کہنے سے بچو اور لازم پکڑو اتباع سنت کو،کیونکہ جو کوئی اس سے خارج ہوا وہ گمراہ ہوگیا۔"[تاریخ اہلحدیث،ص:۱۴۳]

(۱۸)......حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہ اپنے شام کے سفر میں لکھتے ہیں:

"علامہ جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ مسلکاً اہلحدیث تھے......وہ اپنی تحریروں میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ اور امام غزالیؒ کی کتابوں کے اقتباسات اسی وقعت وعزت واحترام کے ساتھ نقل کرتے ہیں جس(وقعت وعزت اور احترام)کے ساتھ علامہ ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کے اقتباسات نقل فرماتے ہیں۔"

[سفر در سفر۔ص:۱۰۴]

(۱۹)......فضل حسین بہاری غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ان اوراق کا مرتب کہتا ہے کہ اجماع کی وہ تعریف جو خاتم الولایۃ المحمدیہ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنی کتاب"فتوحات مکیہ"میں ذکر کی ہے،انتہائی جامع مانع ہے۔"[الحیاۃ بعد المماۃ۔ص:۳۰۲......بحوالہ:کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ،ص:۱۴۵] (جاری ہے۔۔۔)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 6......)

ابن عربی کے خواب سے استدلال اور تائید

(۱) آل غیر مقلدیت کے بزرگ نور حسین گرجاکھی لکھتے ہیں:

''محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں میں پہلے رفع یدین نہیں کرتا تھا، پھر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھے تکبیر تحریمہ اور رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کا حکم دیا۔ فتوحات مکیہ، ج:۱، ص:۴۳۷'' [اثبات رفع یدین، ص:۴۷]

(۲) یہی خواب غرباء اہلحدیث کے بزرگ عبدالغفار دہلوی نے بھی اپنی کتاب ''رفع یدین، ص:۴۷'' میں نقل کیا ہے۔

غیر مقلدین کے پاس رفع یدین عندالرکوع کے حکم کیے جانے کی کوئی قولی حدیث چونکہ نہیں ہے اس لیے وہ ابن عربی کے خواب سے استدلال کر کے لوگوں کو تأثر دے رہے ہیں کہ رفع یدین کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، لہٰذا یہ قولی حدیث سے ثابت ہوا۔ مگر یہ عقدہ حل نہیں کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری رکعت کی ابتدا والے رفع یدین کا حکم کیوں نہیں فرمایا؟

ہم یہاں اس خواب کی شرعی حیثیت بھی نقل کر دیتے ہیں۔

زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ صحیح ہے کہ انسان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نیند میں دیدار کر سکتا ہے، بشرطیکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اصلی صورت میں دیکھے، چونکہ ہمارے پاس ایسا کوئی پیمانہ نہیں کہ رویت کا دعویدار مصیب ہے یا مخطی؟ لہٰذا ہم اس کے دعوی رویت کے بارہ میں سکوت کرتے ہیں، بشرطیکہ اس کا بیان کردہ خواب کتاب وسنت کے مخالف نہ ہو، اور وہ شخص صحیح العقیدہ ہو۔'' [توضیح الاحکام، ج:۲، ص:۶۵]

یعنی خواب دیکھنے والا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلی صورت میں دیکھے، خواب کتاب وسنت کے خلاف نہ ہو اور خواب دیکھنے والا صحیح عقیدہ بھی رکھتا ہو تو بھی بہ تصریح علی زئی اس کا خواب حجت نہیں، مزید تفصیل کے لیے شرح مسلم نووی، ج:۱، ص:۱۸۔ مقدمہ تحفۃ الاحوذی، ص:۱۵۳۔ ھدایۃ السائل

الیٰ ادلة المسائل، ص:۴۲۳۔ وغیرہ کتب کا مطالعہ کیا جائے۔

(۳) نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ عارف محی الدین ابن عربی، صاحبِ فتوحات مکیہ نے......کہا ہے......میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ابن حزم سے معانقہ فرما رہے ہیں۔'' [التاج المکلل، ص:۹۰]

چونکہ بہت سے علماء نے ابن حزم کے ظاہر پن کی وجہ سے ان پر تنقید کی ہے، اس لیے نواب صاحب ان کی شخصیت کو مقبول بنانے کے لیے ابن عربی کے خواب کا سہارا لے رہے ہیں۔

ابن عربی کے علوم کی تلخیص واختصار

اہل علم میں یہ طریقہ چلا آ رہا ہے کہ جو کتاب ضخیم ہوتی ہے اسے چونکہ کم ہمت یا مصروف لوگ نہیں پڑھ سکتے اس لیے اس کی تلخیص کر لی جاتی ہے۔ ابن عربی کی کتاب ''فتوحات مکیہ'' کا بھی اختصار کیا گیا تا کہ کم ہمت وفرصت لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ اختصار وتلخیص کرنے والے کون ہیں، ان کا مقام کیا ہے؟ ذیل میں اس کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

التاج المکلل میں لکھا ہے:

"اختصر کتابه الفتوحات الشيخ عبدالوهاب بن احمد الشعراني المتوفى سنه٩٧٣ وسمى ذالك المختصر "لواقح الانوار القدسية المنتقاة من الفتوحات المكية" ثم اختصر هذا المختصر وسماه "الكبريت الاحمر من علوم الشيخ الاكبر"

ابن عربی کی کتاب فتوحات مکیہ کا اختصار شیخ عبدالوہاب بن احمد الشعرانی المتوفی ۹۷۳ھ نے کیا اور اس مختصر کا نام "لواقح الانوار القدسية المنتقاة من الفتوحات المكية" رکھا، پھر اس مختصر کا بھی (مزید) اختصار کیا اور اس کا نام "الكبرية الاحمر من علوم الشيخ الاكبر" تجویز فرمایا۔

[التاج المکلل، ص:۱۲۲، مؤلفہ: نواب صدیق حسن خان]

ابن عربی کی کتاب ''فتوحات مکیہ'' کا اختصار کرنے والے علامہ شعرانی نے یہ بھی کہا ہے:

"قول المنكرين فی حقه مثل غثاء وهباء لايعبأ به" یعنی ابن عربی کے متعلق منکرین (مخالفین) کا قول کوڑے اور حقیر ذرات کی مانند ہے جن کی پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں۔''

[التاج المکلل، ص۱۲۴]

آل غیر مقلدیت کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی نے ابن عربی کو ''شیخ اکبر کبریت احمر'' کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ [معیار الحق، ص:۱۸۹]

حقیقت حال کا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے، لیکن اندازہ یہی ہے کہ میاں صاحب نے یہ الفاظ علامہ شعرانی کی اختصار کردہ کتاب ''الکبریت الاحمر من علوم الشیخ الاکبر'' کے پیش نظر کہے ہیں، اگر بات یہی ہے تو اتباع کو جائز اور تقلید کو بدعت کہنے والے زبیر علی زئی مماتی غیر مقلد یہاں وضاحت کریں کہ میاں صاحب کا علامہ شعرانی کی پیروی میں ابن عربی کو ''کبریت احمر'' کہنا اتباع ہے یا تقلید؟

تلخیص واختصار کے ذریعہ ابن عربی کے علوم سے استفادہ کو آسان وعام کرنے والے علامہ شعرانی کو میر محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد نے خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے صاحبِ کرامت بزرگ اور ولی قرار دیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''امام عبدالوہاب شعرانی مصر کے اولیاء اللہ سے تھے، ۹۷۳ھ میں فوت ہوئے، مجھ نابکار کو ان سے بہت عقیدت ہے۔ ۱۳۳۰ھ کے سفر حج کے ضمن میں مصر، حیفا، یافہ، بیت المقدس اور دمشق کا سفر کیا اس (سفر) میں ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی اور ان کے مزار اقدس پر فاتحہ پڑھی۔''

[تاریخ اہلحدیث، ص:۱۴۲]

میر صاحب نے ایک جگہ علامہ شعرانی کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھا:

اس گنہگار کو سب بزرگانِ دین کی طرح ان سے بھی کمال حسن وعقیدت ہے اور میں نے ان کی کتب سے سلوک وفروع کے متعلق بہت فیض حاصل کیا، اللھم زدنی حب الصالحین۔''

[تاریخ اہلحدیث، ص:۱۳۶]

زبیر علی زئی صاحب وضاحت فرمائیں کہ میر صاحب کا شعرانی کے کلام سے فیض حاصل کرنا اتباع ہے یا تقلید؟

میر صاحب نے علامہ شعرانی کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی لکھا:

''شریعت وطریقت ہر دو کے جامع تھے، صاحبِ کرامت تھے......ان کی کتاب میزان کبریٰ مشہور ہے، الحمد للہ اس فقیر کے پاس موجود ہے صاحبِ تصنیف ہیں ان کی سب تصانیف مفید اور مقبول علماء ہیں، مجھ زلہ ربائے کو ان سے کمال عقیدت ہے۔'' [تاریخ اہلحدیث، ص:۴۳۷]

میر صاحب کے قول ''ان کی سب تصانیف مفید اور مقبول علماء ہیں'' سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی ابن عربی کے علوم کی تلخیص والی کتابیں بھی فائدہ مند اور علماء کے ہاں قبولیت کا درجہ رکھتی ہیں۔

(جاری ہے۔۔۔۔)

☆......☆......☆......☆

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 7......)

محدثین ومحققین کے نزدیک ابن عربی کا مقام

آل غیر مقلدیت کے رسالہ ''الاعتصام'' میں لکھا ہے:

''ابن عربی تاریخ اسلام کی ایک ممتاز اور متنازعہ شخصیت ہے اس کے فلسفۂ وحدت الوجود کی بناء پر شروع ہی سے کچھ لوگ اس کے شدید مخالف اور کچھ لوگ اس کے سخت حامی چلے آرہے ہیں اس کے مخالف اسے ملحد اور زندیق تک قرار دیتے ہیں جب کہ اس کے حامی اسے اولیاء اللہ اور تنقید سے بالاتر لوگوں میں شمار کرتے ہیں مخالفین میں بھی بڑے بڑے محدثین اور اہل علم شامل ہیں اور موافقین میں بھی۔''

[الاعتصام، اشاعت خاص، بیاد: عطاء اللہ حنیف، ص:۳۱۴]

الاعتصام کی یہ عبارت بتارہی ہے کہ ابن عربی کی موافقت کرنے والے بڑے بڑے محدثین اور اہل علم بھی ہیں......اور آل غیر مقلدیت کے نزدیک محدثین تارکِ تقلید (غیر مقلد) تھے اور اہل علم بھی ان کے ہاں غیر مقلد ہی ہوا کرتے ہیں کیونکہ ان کے بقول تقلید جہالت ہے اور مقلد جاہل ہوتا ہے۔

[دین میں تقلید کا مسئلہ، ص:۸۵۔ رسائل بہاولپوری، ص:۲۷۰۔ وغیرہ]

آل غیر مقلدیت کے ''جلیل القدر بزرگ'' نواب صدیق حسن خان صاحب نقل کرتے ہیں:

''"امـا الـمحققون فقد اجمعوا علی جلالته فی سائر العلوم" بہرحال محققین نے تمام علوم میں ان (ابن عربی) کی جلالت شان پر اجماع کیا ہے۔'' [التاج المکلل، ص:۱۲۳]

آل غیر مقلدیت کے نزدیک مقلد ''تقلید کرنے والا محقق نہیں بن سکتا۔ محقق ''غیر مقلد'' ہی ہوتا ہے۔

ابن عربی کے مزار سے حصولِ برکت

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''"قـال الـمـقـری: وقـد زرت قبـره وتبرکت به مرار، رأیت لوائح الانوار علیه ظاهرة ولا یـجـد منصف مجیدا الی انکار مایشاهد عندقبره من الاحوال الباهرة۔ مقری نے کہا: اور تحقیق میں نے ان (ابن عربی) کی قبر کی زیارت کی اور کئی بار اس سے تبرک حاصل کیا ہے ان کی قبر پر انوار کے آثار نمایاں نظر آئے اور وہاں مشاہدہ کیے جانے والے عظیم احوال سے کوئی منصف مزاج انکار نہیں

کرسکتا۔''[التاج المکلل ،ص:۱۲۴]

نواب صاحب نے ابن عربی کوخراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان کی قبر سے تبرک کو بھی جائز قرار دے دیا، اگر ان کے نزدیک یہ تبرک جائز نہ ہوتا تو وہ ان کے مقام ومرتبہ کو سراہتے ہوئے مقری کا یہ قول ذکر نہ کرتے اور اگر ذکر کرتے بھی تو اس کا رد اور بطلان ضرور ذکر کرتے۔[کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، ص:۱۵۱۔بتغییر]

دعائے ابن عربی کی پرواز

مجددِ آل غیر مقلدیت نواب صدیق حسن صاحب نے صاحبِ قاموس، مجدالدین فیروز آبادی کا قول نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

"انہ کان شیخ الطریقة حالا وعلما...... محیی رسوم المعارف فعلا واسما، عباب لاتکدره الدلاء.......... کانت دعواته تخترق السبع الطباق وتفترق برکاته فتملأ الآفاق۔"

بلاشبہ وہ (ابن عربی) شان اور علم کے اعتبار سے طریقت کے شیخ تھے، کام اور نام کے اعتبار سے علاماتِ معارف کو زندہ کرنے والے تھے، وہ ایک ایسا چشمہ تھے جسے ڈول مکدر اور گندا نہیں کر سکتے، ان کی دعائیں سات آسمانوں کا پردہ چاک کر دیتی تھیں اور ان کی برکات نے پھیل کر آفاق کو پُر کر دیا تھا۔

[التاج المکلل ،ص:۱۲۳]

نواب صاحب نے صاحبِ قاموس کا بیان نقل کر کے اس کی تردید نہیں کی بلکہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کے موافق ہیں، واللہ اعلم۔

وحدۃ الوجودی صوفیاء...... اور...... غیر مقلدیت

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''وحدت الوجود ہر صوفی کا عقیدہ ہے۔''[عقیدہ صوفیت ،ص:۹۲]

ڈیروی صاحب نے خواجہ معین الدین چشتی، ابو یزید بسطامی وغیرہ کئی صوفیاء کو وحدۃ الوجودی قرار دیا ہے۔[عقیدہ صوفیت ،ص:۹۵۔۱۰۴]

آل غیر مقلدیت کے مشہور مصنف نواب صدیق حسن خان صاحب فرماتے ہیں:

''مسئلہ وحدت الوجود کا دار و مدار حضرات صوفیہ کے کشف و شہود پر ہے اور علماء اور صوفیہ نے اس کے متعلق بہت سی کتابیں اور رسائل لکھے ہیں، مثلاً طبقہ قادریہ میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی......''

[مآثر صدیقی، حصہ چہارم ،ص:۳۸]

آل غیر مقلدیت کے مشہور مصنف زبیر علی زئی مماتی صاحب، فتح الباری کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ ابن حجر کے نزدیک وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والے بے حد غالی صوفی ہیں۔''

[علمی مقالات، ج:۲،ص:۴۶۲]

علی زئی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''ایک پیر نے اپنے مرید سے کہا: یہ عقیدہ رکھو کہ تمام چیزیں باطنی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ متحد ہیں اور ظاہری لحاظ سے اس کے علاوہ اور اس کا مغائر (غیر) ہیں۔'' [حوالہ مذکورہ]

علی زئی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''وحدت الوجود کے بڑے داعی اور مشہور حلولی صوفی ابن عربی۔'' [علمی مقالات، ج:۲،ص:۴۶۸]

ڈاکٹر محمد سلیم صاحب لکھتے ہیں:

''ہم تو یہ بتلا چکے ہیں کہ یہ عقائد وحدت وحلول، دینِ طریقت یا تصوف کی جان ہیں۔''
[تبلیغی جماعت کی علمی وعملی کمزوریاں،ص:۷۵]

آل غیر مقلدیت کی ان تصریحات سے ثابت ہو رہا ہے کہ وحدۃ الوجود صوفیاء کا عقیدہ ہے، اتنا جان لینے کے بعد صوفیاء کرام کا مسلک ومذہب غیر مقلدین کی زبانی معلوم کریں......

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''محدثین وظاہر یہ وصوفیائے کرام سب میں حق متحقق ہے بلکہ یہ لوگ افضل اہل حق ہیں۔''
[مآثر صدیقی، حصہ چہارم،ص:۳]

غیر مقلدین کے ہاں اہل حق سے مراد اہلحدیث ہوتے ہیں۔

محمد یوسف جے پوری غیر مقلد نقل کرتے ہیں:

''صوفی لوگ مذاہب میں سے (کسی مذہب کا ہو) وہ مسائل اختیار کرتے ہیں جو حدیث کے موافق ہوں۔'' [حقیقۃ الفقہ،ص:۹۰]

آل غیر مقلدیت کے نزدیک حدیث کے موافق مسائل اختیار کرنے والے کو''اہل حدیث'' کہتے ہیں۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

"فان الرجال تعرف بالحق لا الحق بالرجال وهذه خصيصة شريفة خص الله تعالىٰ بها اهل الحديث و اهل السلوك ولم يشاركهم فيها احد من الفقها ء المقلدين و انك لا تجد عالما صوفيا و سالكا فاضلا الا و هو يتقيد بالكتاب والسنة ولا يقلد احدا من الائمة۔

رجال کو حق کے ساتھ پہچانا جاتا ہے نہ کہ حق کو رجال کے ساتھ اور یہ ایک ایسی خوبی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث اور اہل سلوک (صوفیاء کرام) کو مختص فرمایا ہے، اس خوبی میں فقہاء مقلدین میں ان کا کوئی بھی شریک نہیں اور بے شک تو کسی صوفی عالم اور سالک فاضل کو نہیں پائے گا جو کتاب وسنت کا پابند نہ ہو اور وہ ائمہ میں سے کسی کا مقلد نہیں ہوگا'' (التاج المکلل صفحہ ۳۲۷)

نواب صاحب کی اس تصریح کے مطابق صوفیاء کرام اہلحدیث وغیر مقلد تھے۔

نواب صاحب ایک اور جگہ صوفیاء کے متعلق لکھتے ہیں:

''عقائد ایں طائفہ ہماں معتقدات جملہ اہل حدیث واصحاب سنت ست۔(بدور الا ھلہ ،فصل در بیان عقائد صوفیہ صفحہ ۸)

یعنی اس گروہ (صوفیاء) کے عقائد اہلحدیث اور اصحاب سنت والے ہیں۔

ابوالاشبال شاغف صاحب لکھتے ہیں: ''ترکِ تقلید صوفیوں کا مسلمہ اصول ہے'' (مقالات شاغف صفحہ ۲۶۵)

ان ساری عبارات کا حاصل یہ ہے کہ وحدۃ الوجود صوفیاء کا عقیدہ ہے اور وہ آلِ غیر مقلدیت کی تصریحات کے مطابق تارکِ تقلید اہلحدیث ہیں۔

آخر میں صوفیاء کو پیش کیا گیا خراج عقیدت بھی ملاحظہ فرمالیں۔

صحیفہ اہلحدیث میں لکھا ہے۔''خاص کر صوفیائے کرام نے تبلیغ دین اور اصلاحِ اخلاق واعمال کا وہ کام کیا ہے جو مسلمانوں کی تاریخ کا زرّیں باب ہے جس پر ہم قیامت تک فخر کرتے رہیں گے اور ان کے بارِ احسان سے ملتِ مسلمہ دبی رہے گی۔(صحیفہ اہلحدیث یکم محرم ۱۳۸۴ھ صفحہ ۱۴) (جاری ہے۔۔۔)

مفتی رب نواز حفظہ اللہ

مسئلہ وحدۃ الوجود......اور......آل غیر مقلدیت

(......قسط نمبر 8......آخری قسط)

وحدۃ الوجود والوں کو اہلحدیث کا تمغہ

(۱)......عقیدہ وحدۃ الوجود کے ''سب سے بڑے مبلغ''، شیخ اکبر ابن عربی صوفی ہیں۔ [تبلیغی جماعت، عقائد وافکار ص:۴۷]

امام اہل حدیث وحید الزمان صاحب نے وحدۃ الوجود کے اس سب سے بڑے مبلغ کو ''اہلحدیث'' قرار دیا۔ [ھدیۃ المھدی ج:۱،ص:۵۱۔ تیسیر الباری ج:۴،ص:۳۲۶۔ طبع تاج کمپنی]

آل غیر مقلدیت کے ''خاتم المفسرین'' نواب صدیق حسن خان، ابن عربی کے متعلق لکھتے ہیں:

''کلامہ فی العمل بالدلیل وطرح التقلید الضئیل فوق کلام الناس وشغفہ بذالك یفوت عن حصر البیان''

عمل بالدلیل اور ترک تقلید کے سلسلہ میں ان کا کلام دوسرے لوگوں کے کلام سے فائق ہے اس بارہ میں ان کا شغف احاطۂ بیان سے بلند ہے۔'' [التاج المکلل ،ص:۱۲۵]

(۱)......حسین بن منصور الحلاج نے وحدۃ الوجود کے عقیدہ کو اعلانیہ پیش کیا۔ [علمی مقالات، ج:۲،ص:۴۶۷]

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے حلاج مذکور کو ولی اللہ تسلیم کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''قد شھد بولایتہ کثیر من الکبار المشائخ، وقالوا انہ عالم ربانی منھم الشیخ عبدالقادر الحیلانی۔'' [التاج المکلل ص:۲۷۷]

تحقیق بڑے مشائخ میں سے کثیر تعداد نے ان کی ولایت کی گواہی دی ہے اور کہا ہے کہ بے شک وہ ''عالم ربانی'' تھے۔ گواہی دینے والوں میں شیخ عبدالقادر جیلانی بھی ہیں۔

یہاں پر دو چیزیں قابل توجہ ہیں۔ ا۔ حلاج ''عالم ربانی'' ہے اور آل غیر مقلدیت کے ہاں ''عالم ربانی'' اہلحدیث ہی ہوتا ہے مقلد کو وہ جاہل اور مشرک کہتے ہیں۔ ۲۔ حلاج کو ''اللہ کا ولی'' کہا ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک ولی، اہلحدیث ہی بنتا ہے، چنانچہ آل غیر مقلدیت کے مشہور ''بزرگ'' پروفیسر عبداللہ بہاول پوری لکھتے ہیں:

''جب ولی صرف اہلحدیث ہی ہوسکتا ہے تو ثابت ہوا کہ جتنے ولی گزرے ہیں وہ سب اہلحدیث

تھے...... جو اہلحدیث نہ ہو ولی ہونا تو درکنار اس کی نجات کا مسئلہ بھی خطرے میں ہے۔"

[رسائل بہاول پوری، ص:۵۰]

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حسین بن منصور الحلاج کی وفات ۳۰۹ھ میں ہوئی۔

[التاج المکلل، ص:۲۷۷]

اس کے ساتھ یہ بھی معلوم رہے کہ آل غیر مقلدیت کے نزدیک تقلید اور مقلدین چوتھی صدی کے بعد کی پیداوار ہیں۔

[مقالات الحدیث، ص:۹۹۔ طریق محمدی، ص:۶۔ شرح بخاری داؤد راز۔ ج:۱، ص:۲۲۴۔ ۳۸۷]

(۳)...... وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں میں ایک شخص، ابن الفارض ہیں۔ [علمی مقالات، ج:۲، ص:۴۶۱]

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد، ان کے متعلق لکھتے ہیں:

"کان رجلا صالحا کثیرالخیر علی قدم التجرد" آپ تجرد پسند نیک اور کثیر خوبیاں رکھتے تھے۔ [التاج المکلل، ص:۲۲۲]

نواب صاحب ان کے متعلق یہ نظریہ رکھتے ہیں۔

"له کرامات کثیرة، ان کی بہت سی کرامات ہیں" [ایضاً] ان کی ایک کرامت ہم نقل کرتے ہیں مگر طوالت سے بچنے کے لیے صرف ترجمے پر اکتفا کرتے ہیں۔

"وہ (ابن الفارض) اکثر اوقات میں مبہوت رہتے، آپ کی آنکھیں پتھرائی ہوئی ہوتی تھیں، بات کرنے والے کو نہ دیکھ سکتے تھے، نہ سن سکتے تھے، کبھی کھڑے، کبھی بیٹھے، کبھی پہلو کے بل اور کبھی چت لیٹے ہوتے، مردے کی طرح ڈکے ہوئے ہوتے، اس حالت میں دس دس دن گزر جاتے نہ کھاتے نہ پیتے نہ بات کرتے اور نہ ہی کسی قسم کی حرکت کرتے، جب اس حالت سے افاقہ ہوتا اور ہوش میں آتے تو اللہ تعالیٰ آپ پر کلام کا دروازہ کھولتے اور ایک ایسا منفرد قصیدہ وجود میں آجاتا جو بے نظیر اور بے مثال ہوتا۔"

[التاج المکلل، ص:۲۲۲۔ کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، ص:۲۰۶]

حاصل یہ ہے کہ ابن الفارض، نواب صاحب کی تصریح کے مطابق صاحب کرامت ولی تھے اور آل غیر مقلدیت کے نزدیک ولی، اہلحدیث ہی ہوا کرتا ہے۔ کما مر۔

(۴)...... آل غیر مقلدیت کے ایک بزرگ نے لکھا ہے:

"غنیة الطالبین، فتوح الغیب اور الفتح الربانی کے مصنف عبدالقادر جیلانی اس نظریہ (وحدۃ الوجود) کے جھنڈے اٹھائے پھر رہے ہیں۔"

[فضیحت ننگ ص:۱۸۵، ابوالقاسم عبدالعظیم سلفی۔ بحوالہ ارمغان حق، ص:۱۰۷، ج:۱]

عطاءاللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''عبدالقادر جیلانی کے بعض مسائل کی وجہ سے جن میں انہوں نے محدثین کے مسلک کو ترجیح دی ہے بعض لوگوں نے ان کو صحیح العقیدہ سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ بات ان کے عقیدہ صوفیت پر نہ ہونے کی دلیل نہیں، صوفیت کا تعلق اعتقادی مسائل سے ہے اس لیے کسی شخص کا صوفی و وحدت الوجود اور وحدت الشھو د والے عقیدے پر ہونا اور اس کا آمین بالجہر ورفع یدین پر عمل کرنا اور امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنا دو متضاد امر نہیں ہو سکتے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۹۸]

ڈیروی صاحب کی یہ عبارت بھی سامنے رہے کہ ''وحدت الوجود ہر صوفی کا عقیدہ ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۹۲]

ڈیروی صاحب نقل کرتے ہیں:

''شیخ عبدالقادر جیلانی کی قبر اکھیڑ کر اس کی ہڈیاں نکالی گئیں اور دریائے دجلہ میں پھینک دی گئیں۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۹۰]

ڈیروی صاحب یہ تاثر دے رہے ہیں کہ شیخ جیلانی کی قبر کا یہ حشر ان کے وحدت الوجود وغیرہ صوفیانہ عقیدوں کی سزا ہے۔

قارئین کرام! اتنا پڑھنے کے بعد یہ بھی جان لیں کہ شیخ جیلانی آل غیر مقلدیت کے نزدیک اہلحدیث تھے۔

[تاریخ اہلحدیث سیالکوٹی، ص:۱۷۹۔ رسائل بہاول پوری، ص:۴۹۔ حنفیوں کے ۳۵۰ سوالات......ص:۵۲۷]

زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا علمائے حدیث وائمہ اسلام کے نزدیک بہت بڑا مقام ہے''

اس کے ایک صفحہ بعد لکھا:

''علمائے حدیث کی ان گواہیوں اور دیگر اقوال سے معلوم ہوا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ثقہ وصدوق اور نیک آدمی تھے۔'' [توضیح الاحکام، ج:۲، ص:۴۶۱۔۴۶۲]

(۵)......عطاءاللہ ڈیروی غیر مقلد نے لکھا ہے:

''شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں، فرمایا: میں نے عرفاء وعلماء کی ایک بڑی مجلس میں مسئلہ وحدت الوجود ثابت کر دکھایا، عقائد متکلمین پر مبنی عبارات کے حوالے پیش کیے اور عقلی ونقلی دلائل دیئے مگر اس تمام بحث کے دوران وحدۃ الوجود کی اصطلاح کو ذکر نہیں کیا، انہوں نے تمام دلائل قبول کر لیے، گویا خلاصہ یہ نکلا کہ لفظوں کے پجاری علماء کا اکثر تعصب لفظوں سے ہوتا ہے۔ انفاس العارفین، ص:۲۱۷۔ اس سے صاف عیاں ہے کہ شاہ ولی اللہ بھی وحدۃ الوجود کے قائل تھے۔'' [عقیدہ صوفیت، :۱۸۳]

ڈیروی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''شاہ ولی اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ مذکورہ حوالہ جات جو صوفیت اور عقیدہ وحدت الوجود یا وحدۃ الشہود پر دلالت کرتے ہیں یہ ان کی وہ تحریرات ہیں جو ان کے حج پر جانے سے پہلے انہوں نے لکھی تھیں اور حج سے واپس آنے کے بعد انہوں نے ایسی تمام باتوں سے رجوع کر لیا تھا اور وہ صحیح العقیدہ ہو گئے تھے......لیکن یہ تحریرات جو میں نے نقل کی ہیں ان کی کتاب ''انفاس العارفین'' سے ماخوذ ہیں اور انفاس العارفین ان کے حج کے بعد کی تالیف ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۸۸]

آل غیر مقلدیت کے کئی بزرگ شاہ ولی اللہ کو اہلحدیث قرار دیتے ہیں، مثلاً دیکھیے [اہلحدیث کون؟ ص:۱۵]

محمد حسین بٹالوی نے لکھا:

''امام اہلحدیث ہند حضرت شاہ ولی اللہ۔'' [اشاعۃ السنہ، ج:۲۳، ص:۱۵۷]

دسیوں غیر مقلدین ایسے ہیں جنہوں نے حضرت شاہ صاحب کو تارک تقلید یا مخالفِ تقلید کہا ہے، اختصار کے پیش نظر صرف بدیع الدین راشدی غیر مقلد کا حوالہ ذکر کرتے ہیں۔

راشدی صاحب، شاہ ولی اللہ اور ان کے ابنائے کرام کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ سب حضرات تقلید کے بند کو توڑنے میں کوشاں تھے ''تراجم علمائے حدیث ہند'' میں ان کے حالات درج ہیں۔'' [تنقید سدید، ص:۴۰]

خلاصہ یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ آل غیر مقلدیت کے نزدیک وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھتے تھے......اور......اس کے ساتھ ساتھ اہلحدیث بھی تھے۔

(۶)......آل غیر مقلدیت کے مایہ ناز مصنف زبیر علی زئی مماتی لکھتے ہیں:

''جس طرح ابن عربی وحدت الوجود کا قائل تھا ڈاکٹر اسرار احمد کا بھی بعینہ وہی عقیدہ ہے۔''

[علمی مقالات، ج:۴، ص:۴۰۴]

غیر مقلدین کے رسالہ ''محدث'' میں ایک کتاب کے تعارف میں لکھا ہے ''معروف داعی دین ڈاکٹر اسرار احمد نے اس کا مقدمہ تحریر کیا۔'' [ماہنامہ محدث، لاہور، شعبان ۱۴۳۲ھ، ص:۸۰]

یعنی ڈاکٹر صاحب کو دین کا داعی کہہ کر خراج تحسین پیش کیا ہے۔ محمد اسحاق بھٹی غیر مقلد نے ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ۳۴ صفحات میں حالات لکھے اور انہیں اہل سنت قرار دیا، ان کے الفاظ یہ ہیں:

''انہیں ہم اہل سنت قرار دیتے ہیں۔'' [بزم ارجمنداں، ص:۵۸۵]

اس کے ساتھ یہ بھی جانیں کہ غیر مقلدین کے نزدیک ''اہل سنت صرف اہلحدیث ہیں۔''

[رسائل بہاولپوری، ص:۵۰]

وحدت الوجودی لوگوں کو پہچاننے کی علامات

ذیل میں غیر مقلدین کی زبانی چند علامات نقل کی جاتی ہیں، تاکہ جن حضرات کی وحدت الوجود کے اثبات پر کوئی تحریر دستیاب نہ ہو ان علامتوں کے ذریعہ ان کے وحدت الوجودی ہونے کو معلوم کیا جا سکے، ان علامات کے معیاری ہونے پر اگرچہ ناقل کا اتفاق ضروری نہیں تاہم غیر مقلدین انہیں معیار بنا کر اپنے وحدۃ الوجودی بزرگوں کی بآسانی کھوج لگا سکتے ہیں۔

(۱)......اللہ کو حاضر ناظر ماننا

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''صوفیاء اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہر جگہ مانتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ وحدت الوجود اور حلول کا ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۸۴]

محمد طارق خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہر جگہ موجود ہونے کا عقیدہ ہی درحقیقت وحدت الوجود تک لے جانے کا راستہ ہے، پس جو کوئی بھی یہ عقیدہ رکھے گا کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ ہر جگہ موجود ہے، پھر اپنے اس عقیدہ پر غور و فکر کرتا رہے گا وہ بالآخر عقیدہ وحدۃ الوجود پر جا کر ہی دم لے گا۔'' [تبلیغی جماعت، عقائد وافکار، ص:۱۰۶]

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کو ہر جگہ ماننے والا ''وحدت الوجود'' کی راہ پہ گامزن ہے۔ اب اس علامت کے ذریعہ وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت کی شناخت کریں۔

عبدالسلام بستوی صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

''ہر جگہ حاضر ناظر رہنا، ہر چیز کا جاننا، دور ونزدیک سے برابر سننا وغیرہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔''
[اسلامی خطبات، ص:۳۰، ج:۱]

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد فرماتے ہیں:

''میں جو بات کہہ رہا ہوں اس میں، مَیں اللہ کو گواہ کرتا ہوں جو حاضر ناظر ہے، جو سنتا ہے، جو دیکھتا ہے۔'' [خطبات بہاولپوری، ج:۵، ص۱۹۵]

بہاول پوری صاحب مزید فرماتے ہیں:

''جب آپ کے دل میں یہ بات ہو کہ اللہ زندہ ہے، اللہ سنتا ہے، اللہ حاضر ہے، اللہ دیکھتا ہے اور اللہ کو سب علم ہے، کوئی چیز اس سے مخفی نہیں ہے......'' [خطبات بہاول پوری، ج:۵، ص:۱۷۰]

زبیر علی زئی کے شیخ الشیخ ثناء اللہ امرتسری صاحب کا عقیدہ ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ عرش وفرش پر ہر جگہ ذات سے موجود ہے۔''

[مظالم روپڑی، ص:۱۴، مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد اول]

عبداللہ روپڑی غیر مقلد نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا:

اپنے عقیدہ مردودہ کی وجہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب قید کر دینے کے مستحق ہیں......اس کے جواب میں امرتسری صاحب نے اپنی ہمنوائی میں آل غیر مقلدیت شوکانی، نواب صدیق حسن خان اور محمد حسین بٹالوی کا یہی عقیدہ نقل کیا اور پھر روپڑی صاحب سے مخاطب ہو کر کہا:

''کیا میں اکیلے ہی قید میں جاؤں گا یا میرے ہم خیال بھی؟ اکیلے تو جا نہیں سکتا کیونکہ جرم میں وہ لوگ میرے شریک بلکہ مجھ سے مقدم ہیں، اگر وہ میرے ساتھ ہوں گے تو واللہ خوب لطفِ صحبت رہے گا۔ اس پر حافظ عبداللہ صاحب اہل اعراف کی طرح ہم کو تاکتے ہوں گے۔'' [مظالم روپڑی برمظلوم امرتسری، ص:۱۴]

عطاء اللہ ڈیروی اور محمد طارق خان کی بیان فرمودہ علامات کے مطابق ثناء اللہ امرتسری وغیرہ آل غیر مقلدیت وحدت الوجود کی راہ کے مسافر ہیں، یہاں پر شیخ محمد بن عبداللطیف (ریاض، سعودیہ کے قاضی) کا بیان بھی پڑھتے چلیں، وہ فرماتے ہیں:

''مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں حلولیہ، اتحادیہ، جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب کو جمع کر رکھا ہے اور اپنی تائید میں ان لوگوں کے اقوال نقل کیے ہیں جو نہ تو حجت کے طور پر پیش کیا جا سکتے ہیں اور نہ ان لوگوں کے متعلق (محدثین کی) اچھی رائے ہے۔ [فیصلہ مکہ، ص:۱۷، مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد اول]

اب یہ زبیر علی زئی صاحب ہی بتائیں کہ حلولیہ واتحادیہ وحدت الوجودی لوگوں کو کہتے ہیں یا کسی اور مخلوق کو؟ اور یہ بھی فرمائیں کہ جب آپ کے نزدیک اللہ کو ہر جگہ موجود ماننے کا عقیدہ کفریہ ہے۔ [علمی مقالات، ج:۴، ص:۹۶] تو ثناء اللہ امرتسری وغیرہ اللہ کو حاضر ناظر ماننے والے آل غیر مقلدیت کیا ثابت ہوں گے؟

(۲)......کام کرنے، کرانے کی نسبت اللہ کی طرف کرنا

زبیر علی زئی غیر مقلد نے کسی پیر کا یہ جملہ ''کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے۔'' نقل کیا پھر اسے وحدۃ الوجود قرار دیتے ہوئے یوں تبصرہ کیا:

''اللہ کی قسم! وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والے وجودیوں کی ایسی عبارات نقل کرنے سے دل ڈرتا اور قلم کانپتا ہے۔'' [توضیح الاحکام، ج:۱، ص:۵۹]

مذکورہ بالا جملہ اور پھر اس پر علی زئی تبصرہ کے بعد پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد کا کلام پڑھیے، وہ فرماتے ہیں:

''دیکھو کرنا، کروانا جو کچھ ہے وہ اللہ ہی نے ہے۔'' [خطبات بہاول پوری، ج:۴، ص:۳۵۶]

(۳)......مخلوق کو اللہ کا مظہر کہنا

وحدت الوجود کی تیسری علامت عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد کی زبانی معلوم کیجیے، ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''خلیل اللہ کے حق میں یہ کہنا کہ وہ ان (سورج، چاند اور ستاروں) کو رب تعالیٰ کا مظہر سمجھتے تھے، ان پر بہتان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خلیل اللہ بھی ان صوفیوں کی طرح وحدت الوجود کے قائل تھے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۹۹]

ڈیروی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''یہ لفظ مظہر بھی انہی اصطلاحات میں سے ایک ہے جن کے ذریعے سے ان صوفیاء نے اپنے وحدت الوجود اور حلول کے عقیدے کو لوگوں سے چھپالیا ہے......مظہر کا معنی ہوا ظاہر ہونے کی جگہ، صوفیاء یہ لفظ بول کر یہ معنی لیتے ہیں کہ یہ چیز اللہ تعالی کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس میں ظاہر ہوا۔''

[عقیدہ صوفیت، ص۱۳۵]

آیئے اس علامت کے ذریعہ وحدت الوجودی غیر مقلدین کی کھوج لگائیں، صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

''دراصل یہ انسان اللہ کی قدرت کا مظہر اور اس کا پرتو ہے۔''

[تفسیری حواشی، ص:۱۷۲۹، ذیل سورۃ التین]

آل غیر مقلدیت کے ''مجتہد العصر'' عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

''خاص کر خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہو جائے تو چونکہ تمام اشیاء اس کے آثار اور صفات کا مظہر ہیں، اس لیے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے، یہاں تک کہ ہر شئے سے اس کو خدا نظر آتا ہے۔''

[فتاوی اہلحدیث، ج:۱، ص:۱۵۳]

آل غیر مقلدیت کے قابل قدر بزرگ نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں:

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے مظاہر کے پردوں میں پوشیدہ ہے اور باوجود ہزاروں حجابوں کے ظاہر ہے، پوشیدگی اس کی صرافت واطلاق ذات کے لحاظ سے ہے اور مظاہر وتعینات کے اعتبار سے وہ ظاہر ہے۔'' [مآثر صدیقی، حصہ چہارم، ص:۴۲]

مظاہر، مظہر کی جمع ہے۔

(۴)......وحدۃ الوجود والے کو ''ولی اللہ'' کہنا

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد کی زبانی ''وحدۃ الوجودی'' ہونے کی ایک اور علامت سنیے، وہ لکھتے ہیں:

''علماء دیوبند اپنے بدعتی عقیدے کی وجہ سے جو وحدت الوجود اور حلول کا عقیدہ ہے، حلاج کو ولی اللہ کہنے اور ماننے پر مصر ہیں۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۷۹]

ڈیروی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''جو لوگ ان کو اولیاء و بزرگان سمجھتے ہیں وہ انہی کی طرح زندیقیت والحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں، مثال کے طور پر مشہور زندیق ابن عربی الصوفی مؤلف فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کو......قدس سرہ لکھتے ہیں اور حلاج جیسے ملحد وزندیق کو......ولی اللہ لکھا ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۱۹۰]

ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے شخص کو ''ولی اللہ'' کہنا ان کے نزدیک ''وحدۃ الوجودی'' ہونے کی علامت ہے، ذیل میں اس علامت کے ذریعہ وحدۃ الوجودی غیر مقلدین کی شناخت کیجیے۔

فضل حسین بہاری غیر مقلد، میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کے متعلق لکھتے ہیں وہ:

''شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی بڑی تعظیم کرتے اور خاتم الولایۃ المحمد یہ فرماتے۔''

[الحیات بعد الممات، ص:۲۲۴]

یہی بات امام خان نوشہروی غیر مقلد نے بھی نقل کی ہے۔ [تراجم علمائے حدیث ہند، ص:۱۴۶]

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت مجدد سرہندی بھی شیخ موصوف (ابن عربی) کو مقربان الٰہی سے لکھتے ہیں......خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں رحمہ اللہ۔'' [فتاوی ثنائیہ، ص:۳۳۴، ج:۱]

فیاض علی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ جو علمائے ابرار اور صوفیائے کبار میں سے ہیں۔''

[اہلحدیث اور سیاست، ص۱۰۷]

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد، وحید الزمان غیر مقلد اور فضل حسین بہاری غیر مقلد بھی ابن عربی کو ''ولی اللہ'' مانتے ہیں۔ [التاج المکلل، ص:۱۷۶، ترجمہ نمبر ۱۶۸۔ ہدیۃ المہدی، ج:۱، ص:۵۱۔ الحیات بعد الممات، ص:۲۲۴]

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ بھی ابن عربی کو ''ولی اللہ'' مانتے ہیں۔

[ہدیۃ المہدی، ج:۱، ص:۵۱۔ الاعتصام، اشاعت خاص، بیاد: بھوجیانی، ص:۳۱۴]

علامہ سیوطی رحمہ اللہ آل غیر مقلدیت کے نزدیک ''تارک تقلید بلکہ مخالف تقلید'' ہیں۔

[علمی مقالات، ج:۳، ص:۵۷]

نواب صدیق حسن خان صاحب، ابن الفارض کے متعلق لکھتے ہیں:

"وله كرامات كثيرة۔ اوران کی بہت سی کرامات ہیں۔"
[التاج المکلل،ص:۲۲۲۔ترجمہ نمبر۳۴۰]

نواب صاحب نے حسین بن منصور حلاج کے بارے میں لکھا:

"وقد شهد بولايته من كبارالمشائخ ،اوریقیناً ان (حلاج) کی ولایت کی بہت سے بڑے مشائخ نے گواہی دی ہے۔[التاج المکلل،ص۲۷۷،ترجمہ۳۲۲]

میاں نذیر حسین دہلوی، ثناء اللہ امرتسری، فیاض علی صاحب، نواب صدیق حسن خان، وحیدالزمان اور فضل حسین بہاری وغیرہ آل غیرمقلدیت وحدۃ الوجود کے قائلین کو"ولی اللہ" مان کر عطاء اللہ ڈیروی کی بیان فرمودہ علامت کے مطابق "وحدۃ الوجودی" بلکہ...... ہیں۔"

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیرمقلد لکھتے ہیں:

"خواجہ معین الدین چشتی......بھی عقیدہ وحدت الوجود رکھتے تھے۔"[عقیدہ صوفیت،ص:۱۰۴]

عبدالمجید سوہدری غیرمقلد، خواجہ صاحب کو"ولی" مانتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"سرزمین ہند میں بھی موحدین، اولیاء اقطاب، ابدال علماء فضلاء تشریف لاتے رہے چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ، صابر کلیریؒ، فریدالدین گنج شکرؒ، خواجہ علی ہجویریؒ، (المعروف گنج بخش) ایسے بزرگان دین وملت، شرک وبدعت کے استیصال اور کفروالحاد کی تردید ہی کے لیے پیدا ہوئے۔"
[سیرت ثنائی،ص:۷۹]

ڈیروی صاحب کی بیان کردہ علامت کے مطابق سوہدری صاحب وحدت الوجود والے کو"ولی اللہ" ماننے کی وجہ سے"وحدۃ الوجودی" ہیں۔

ڈیروی صاحب کی رائے میں ذوالنون مصری"زندیق" ہیں۔[عقیدہ صوفیت،ص:۱۸۹]

اس کے بالمقابل عبدالسلام بستوی غیرمقلد فرماتے ہیں:

"ولی اللہ ذوالنون مصری"۔[اسلامی خطبات،ج:۱ص:۲۲]

ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

"جنید بغدادی پر بہت دفعہ کفر کا فتوی لگایا گیا۔"[عقیدہ صوفیت،ص:۱۹۸]

جبکہ"وکیل اہلحدیث" کہلائے جانے والے محمد حسین بٹالوی انہیں ولی مانتے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"ولی (سری سقطی، جنید بغدادی، شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ) کے الہام غیبی......"
[اشاعۃ السنہ،ج:۷،ص:۱۹۴۔بحوالہ تاریخ ختم نبوت،ص:۹۷]

ڈیروی صاحب بتائیں کہ زندیق اور کافر کو"ولی اللہ" قرار دینے والے عبدالسلام بستوی اور محمد حسین بٹالوی

آپ کے فتوی کے مطابق مسلمان شمار ہوں گے یا کچھ اور؟

(۵)......وحدت الوجود والے کی حمایت کرنا

زبیر علی زئی پیر دادی غیر مقلد نقل کرتے ہیں:

''حلاج کی حمایت ان لوگوں کے سوا کوئی نہیں کرتا جو اس کی اس بات کے قائل ہیں جس کو وہ عین جمع کہتے ہیں اور یہی اہل وحدت مطلقہ کا قول ہے۔'' [توضیح الاحکام، ج:۱،ص:۱۶۲]

اس عبارت کا حاصل یہ ہے جو حلاج (بالفاظ دیگر کسی وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والے) کی حمایت کرتا ہے وہ ان کا ہم عقیدہ ہے۔ اس علامت کے مطابق ابن عربی کا دفاع کرنے والے آل غیر مقلدیت کی شناخت آسانی سے ہوسکتی ہے کہ وہ کس عقیدے کے حامل ہیں، دفاع کرنے والے کون کون بزرگ ہیں، اس کے لیے پچھلے صفحات میں ''ابن عربی کا دفاع'' عنوان ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ یہاں اتنی یاددہانی کرا دیتے ہیں کہ آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی دو ہفتے تک متواتر ابن عربی کے دفاع میں مناظرہ کرتے رہے یہاں تک کہ مخالف کو اپنا ہم نوا بنالیا۔

[تراجم علمائے حدیث ہند، ص:۱۴۶]

ہمیں کسی مکتب فکر کے کسی بزرگ کا علم نہیں جس نے ابن عربی کی حمایت میں دو ہفتے تک مسلسل محفل مناظرہ جمائے رکھی ہو، ہماری معلومات کے مطابق یہ ریکارڈ قائم کرنے والے آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی ہی ہیں۔ آل غیر مقلدیت کے ''مجدد و مجتہد'' نواب صدیق حسن خان صاحب نے نقل کیا کہ لوگوں نے حلاج کی توبہ کو اس لیے قبول نہ کیا کہ وہ توبہ کر کے توڑ دیتے تھے، ان کی توبہ کو غیر معتبر سمجھتے ہوئے قتل کر دیا گیا، اس کے بعد نواب صاحب نے ان کے قتل کو ناجائز قرار دیتے ہوئے لکھا:

"فهذا فعل لاياتى الاقدام عليه الا ممن لم يدرك مدارك السنة الصحيحة على وجهها عفا الله عنا وعنهم اجمعين، والتائب من الذنب كمن لا ذنب له، وان تكرر منه الذنب مراراً۔

یہ ایک ایسا فعل ہے جس کا اقدام صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو سنت صحیحہ کے مدارک کو نہیں پا سکا، اللہ ہمیں اور ان سب کو معاف فرمائے اور توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہوا گرچہ اس سے گناہ کا صدور کئی مرتبہ ہوا ہو۔'' [التاج المکلل، ص:۷۷۔۲۷۔ ترجمہ۲۲۲]

حاصل یہ ہے کہ حلاج کا قتل نواب صاحب کی رائے میں حدیث نبوی "التائب من الذنب كمن لا ذنب له" کے خلاف ہے۔

(۶)......صوفی ہونا

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود ہر صوفی کا عقیدہ ہے۔'' [عقیدہ صوفیت، ص:۵۲]

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد فرماتے ہیں:

''وحدت الوجود کا عقیدہ صوفیوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔'' [خطبات بہاول پوری، ج:۱، ص:۳۲۷]

جب وحدت الوجود ہر صوفی کا (بنیادی) عقیدہ ہے تو ڈیروی صاحب کی بیان فرمودہ علامت کے مطابق کسی شخص کا صوفی ہونا اس کے وحدۃ الوجودی ہونے کی دلیل ہوگا، آل غیر مقلدیت کے مؤرخ عبدالرشید عراقی صاحب نے ایک کتاب لکھی، جس کا نام ''اہلحدیث کے چار مراکز'' ہے اس میں چوتھا روحانی مرکز (امرتسر) بتلایا ہے اس کے تحت عبداللہ غزنوی، غلام رسول قلعوی، ابراہیم آروی، رفیع الدین شکرانوی بہاری، قاضی طلاء محمد خان پشاوری، محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی، عبدالمنان وزیرآبادی، غلام نبی الربانی سوہدری وغیرہم اہلحدیث صوفیاء کا تفصیل سے ذکر خیر کیا ہے۔ [اہلحدیث کے چار مراکز، ص۷۵تا۹۶]

ہم پچھلے صفحات میں ''وحدت الوجودی صوفیاء'' عنوان کے تحت آل غیر مقلدیت کی عبارات نقل کر چکے ہیں کہ تمام صوفیاء تارکِ تقلید، اہلحدیث تھے، اس لیے یہاں مزید آل غیر مقلدیت کے صوفی ہونے کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے البتہ بحث کی تکمیل کے لیے صرف ان کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی کی صوفیت کو سامنے لاتے ہیں۔

میاں صاحب کے سوانح نگار فضل حسین بہاری ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''سر گھٹنوں پہ رکھے اردو فارسی کے عاشقانہ اشعار دردانگیز لہجہ میں پڑھتے اور روتے جس نے دیکھا ہے وہ ایک خدارسیدہ عاشق مزاج صوفی اور سچا درویش یا پیر طریقت خیال کرنے پر مجبور ہے۔''

[الحیات بعد الممات، ص:۳۷۳]

بہاری صاحب نے میاں صاحب کی شب بیداری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:

''مسجد میں آ کر یا در مسجد یا صحن میں بیٹھ کر مراقبہ اور ذکر میں مصروف رہتے۔''

[الحیات بعد الممات، ص:۲۲۵]

بہاری صاحب ہی لکھتے ہیں:

''اپنے زمانہ کے طبقہ صوفیائے کرام میں بھی آپ کو وہی درجہ حاصل تھا جو معشر علمائے عظام میں تھا۔'' [الحیات، ص:۲۵۵]

بہاری صاحب آپ کے بیعت لینے کے عمل کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سوائے بیعت خلافت، بیعت جہاد، بیعت ثبات فی القتال اور بیت ہجرت کے آپ باقی تمام اقسام بیعت میں مناسب حال بیعت مریدوں سے لیتے تھے......آپ کی شہرت سن کر اس قدر لوگ جھک

پڑے جن کی گنتی ممکن نہ تھی اور سب کے سب نے آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔'' [الحیات،ص۲۶۶]
بہاری صاحب نے یہ بھی لکھا کہ:
''جس مجمع میں آپ کسی سے بیعت لیتے، تقریباً جملہ حاضرین شریک بیعت ہو جاتے۔''
[الحیات،ص:۲۶۸]
ہم ''تصوف اور اہلحدیث صوفیاء'' کے عنوان سے مستقل کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں اس میں اہلحدیث کہلوانے والے صوفیاء کا تفصیل سے تذکرہ ہوگا ان شاء اللہ۔ اس لیے یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۷)......انسان کو اللہ کی صورت میں پیدا ماننا

پروفیسر طالب الرحمٰن غیر مقلد ''انسان اللہ کی صورت پر پیدا کیا گیا'' جملہ نقل کر کے تبصرہ کرتے ہیں:
''یعنی انسان اللہ کی ہی صورت ہے اور یہی عقیدہ وحدت الوجود ہی بنیاد ہے۔''
[دیوبندیت،ص:۲۲۶] اس علامت کو مدنظر رکھتے ہوئے آگے پڑھیں:
آل غیر مقلدیت کے ''مفسر قرآن'' صلاح الدین یوسف صاحب لکھتے ہیں:
''دراصل یہ انسان اللہ کی قدرت کا مظہر اور اس کا پرتو ہے، بعض علماء نے اس حدیث کو بھی اس معنیٰ ومفہوم پر محمول کیا ہے جس میں ہے کہ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ (مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب) اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔'' [تفسیری حواشی،ص:۱۷۲۹، ذیل سورۃ التین]
امام اہل حدیث وحید الزمان صاحب نے مسلم شریف کی حدیث نبوی "فان اللہ خلق آدم علیٰ صورتہ" کا ترجمہ یوں کیا ہے:
''اللہ نے آدمی کو اپنی صورت پر بنایا ہے۔'' [ترجمہ مسلم وحید الزمان]
وحید الزمان صاحب اس کی شرح میں لکھتے ہیں:
''مترجم کہتا ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے جیسے اور احادیث صفات، اس کے ظاہری معنی پر ہمارا ایمان ہے اور ہم تاویل نہیں کرتے سلف کا یہی مذہب ہے۔'' [شرح مسلم، ج:۶،ص:۲۳۶]

(۸) کسی کو ''قدس سرہ'' کی دعا دینا

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:
''خواہ قدس سرہ کہا جائے یا قدس اللہ سرہ کہا جائے، دونوں لفظوں کا مفہوم ایک ہی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ان کے راز کی تقدیس کرے، یہ راز کیا ہے جس کی تقدیس وتطہیر کی دعا کی جاتی ہے؟ شاید یہی وحدۃ الوجود کا راز ہے جس کو ان صوفی ملاؤں نے اپنے سینے میں عوام الناس سے چھپا رکھا ہے۔''
[مقدمہ تبلیغی جماعت، عقائد وافکار۔ص:۲۳]

''قدس سرہ'' علامت کے ذریعہ وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت کو پہچانیں یعنی جو غیر مقلد کسی کو ''قدس سرہ'' الفاظ سے دعا دے رہا ہو وہ ڈیروی صاحب کی رائے میں ''وحدۃ الوجود'' کا قائل ہوگا اگر چہ وہ کھلے عام اپنے ''وحدۃ الوجودی'' ہونے کو بیان نہ کرتا ہو۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ......'' [ص:۱۶۹]

داودراز غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت امام بخاری قدس سرہ'' [شرح بخاری۔ج:۱،ص:۳۳]

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا اسماعیل شہید قدس سرہ'' [فتاوی ثنائیہ،ج:۱،ص:۹۰]

امام اہلحدیث وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ۔'' [رفع العجاجہ،ج:۱،ص:۶۴۳]

میر محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہ۔'' [تاریخ اهلحدیث،ص:۴۳۶]

اس سلسلہ کے مزید حوالے ہم اپنی کتاب ''فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع'' میں نقل کریں گے، یہاں اتنا عرض ہے کہ ''قدس سرہ'' الفاظ والی دُعا آل غیر مقلدیت کی کتب میں بکثرت ملتی ہے ان کی کتاب ''تذکرہ اہلِ صادق پور، طبع مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کراچی، ص:۳۹۷'' پر ایک ہی صفحہ میں ۲۳ بزرگوں کو ''قدس سرہ'' کی دعا سے نوازا گیا ہے۔

(۹)......وحدۃ الوجودی بزرگ کو ''قدس سرہ'' کی دعا سے نوازنا

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جو لوگ ان کو اولیاء و بزرگان سمجھتے ہیں وہ انہیں کی طرح زندیقیت والحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں، مثال کے طور پر مشہور زندیق ابن عربی الصوفی مؤلف فصوص الحکم اور فتوحات المکیہ کو جماعت تبلیغ کے امام و پیشوا مولوی زکریا صاحب تبلیغی نصاب و فضائل اعمال میں شیخ قدس سرہ لکھتے ہیں۔''

[عقیدہ صوفیت، ص:۱۹۰]

ڈیروی صاحب نے مولانا زکریا رحمہ اللہ کو ابن عربی کا ہم عقیدہ قرار دینے کی دلیل یہی دی ہے کہ انہوں نے ابن عربی کو ''قدس سرہ'' الفاظ سے یاد کیا ہے جب کہ وہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھتے ہیں......اس سے یہ علامت اخذ ہوتی ہے کہ جو کسی وحدۃ الوجودی بزرگ کو ''قدس سرہ'' الفاظ کے ساتھ دُعا دے وہ اس کا

ہم عقیدہ یعنی وحدۃ الوجودی ہے، اب اس علامت کے ذریعہ وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت سے آگاہی حاصل کریں۔

آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الاسلام'' ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ۔'' [فتاوی ثنائیہ، ج:۱،ص:۱۴۹]

غیر مقلدین کے ''امام العصر'' میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ اکبر قدس اللہ سرہ ''فصوص الحکم'' میں فرماتے ہیں......'' [تفسیر واضح البیان،ص:۴۲۱]

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ آل غیر مقلدیت کی تصریحات کے مطابق وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھتے تھے۔ [فضیحت ننگ،ص:۱۸۵،عبدالعظیم سلفی]

غیر مقلدین، شیخ جیلانی کو ''قدس سرہ'' دعا دیا کرتے ہیں......عبدالمجید سوہدری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت شیخنا و مولنا محبوب سبحانی پیر پیران عبدالقادر جیلانی قدس سرہ۔'' [استاد پنجاب،ص:۷۹]

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ......'' [فتاوی ثنائیہ، ج:۱،ص:۳۶۶]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''حضرت محبوب سبحانی، مخدوم جہانی، حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اللہ العزیز۔''
[اہلحدیث کا مذہب، مشمولہ رسائل ثنائیہ،ص:۳۲]

آل غیر مقلدیت کے نزدیک شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ [عقیدہ صوفیت،ص:۱۸۳۔۱۸۸......خطبات بہاولپوری، ج:۱،ص۳۲۶]

اور انہیں ''قدس سرہ'' کا دعائیہ تحفہ بھی پیش کیا کرتے ہیں، مثلاً ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''فخر المتاخرین، استاد ہند، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ۔''
[اہلحدیث کا مذہب، مشمولہ، رسائل ثنائیہ،ص:۷۲]

مزید دیکھیے فتاوی ثنائیہ، ج:۱،ص:۹۸

داود راز غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ۔'' [شرح بخاری ج:۱،ص:۳۵]

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو وحدت الوجود کا شکار بتایا ہے۔
[خطبات بہاول پوری، ج:۱،ص:۳۲۶]

خالد حسین بستوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز محدث دہلوی۔'' [حیات شیخ، فتاوی نذیریہ، ج:۱، ص:۲۷]

میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد بتصریح عبداللہ بہاولپوری صاحب وحدت الوجود کا شکار ہیں۔

[خطبات بہاولپوری، ج:۱، ص:۳۲۶]

خالد حسین بستوی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اظہر من الشمس ہستی ''شیخ الکل فی الکل'' حضرت سید میاں نذیر حسین دہلوی قدس سرہ۔''

[حیات شیخ، فتاوی نذیریہ، ج:۱، ص۲۷]

ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کی تصریح کے مطابق میر محمد ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد وحدۃ الوجودی تھے۔

[فتاوی ثنائیہ، ج:۱، ص:۱۴۸]

داود راز غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہمارے محترم حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی قدس سرہ''

[شرح بخاری ج:۱، ص:۱۳۰]

(۱۰)......اہل وحدت مطلقہ ہونا

زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اہل وحدت مطلقہ سے مراد وہ صوفی حضرات ہیں جو وحدت الوجود اور حلولیت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔'' [توضیح الاحکام، ج:۱، ص:۱۶۳]

یعنی جو ''وحدت مطلقہ'' کا قائل ہے وہ علی زئی صاحب کے ہاں ''وحدت الوجودی'' اور ''حلولی'' ہے۔ اس علامت کو مدنظر رکھ کر درج ذیل سطور پڑھیں:

مجدد آل غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان صاحب اہلحدیث کی مدح سرائی کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"فهم اهل الودو الاتحاد حقا و اصحاب الوحدة المطلقة عدلا و صدقا۔

یہی (اہلحدیث) لوگ وحدت اور اتحاد والے ہیں اور حق وانصاف کی بات یہ ہے کہ یہی لوگ وحدت مطلقہ والے ہیں۔ [التاج المکلل، ص:۵۸، دوسرا نسخہ، ص:۹۰۔ ترجمہ ۶۴، ابن حزم]

(۱۱)......مخلوق کو اللہ کا عکس کہنا

وحدت الوجود کی ایک اور علامت غیر مقلدین کی زبانی معلوم کیجیے۔

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ وحدت الوجود ہے، کیونکہ آئینہ سے باہر بیٹھا ہوا انسان اور آئینہ میں اس کی صورت دونوں ایک چیز ہیں کیونکہ آئینہ میں آنے والی تصویر بعینہ اسی انسان کا عکس ہے جو اس کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔''

[عقیدہ صوفیت، ص:۸۶]

محمد طارق خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''توحید ذات میں حقیقی اور ذاتی وجود صرف اللہ تعالیٰ کا مانا جاتا ہے، باقی تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا عکس یا سایہ تصور کیا جاتا ہے یعنی کائنات میں جو کچھ بھی موجود ہے وہ حقیقت میں موجود ہی نہیں ہے بلکہ موجود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اسی کو عقیدہ وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے۔[تبلیغی جماعت، عقائد وافکار، ص:۱۷]

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ جو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا عکس کہے وہ وحدۃ الوجودی ہے، اس علامت کی روشنی میں وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت کی کھوج لگائیں۔

امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں، وہ لکھتے ہیں:

''حاصل وحدت وجود کا یہ ہے کہ وجود اور تحقق اور مابہ الموجودیۃ، یہ عین خدا ہے اور تمام ممکنات اس وجود اور وجود حقیقی کے ایک پرتو اور عکس کی طرح ہیں۔'' [رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ، ج:۱، ص:۵۰۷]

صلاح الدین یوسف غیر مقلد لکھتے ہیں:

''دراصل انسان اللہ کی قدرت کا مظہر اور اس کا پرتو ہے۔''

[تفسیری حواشی ص:۱۷۲۹۔ ذیل سورۃ التین]

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ ہر شے سے اس کو خدا نظر آتا ہے وہ شی نظر نہیں آتی جیسے شیشہ دیکھنے کے وقت چہرے پر نظر پڑتی ہے نہ کہ شیشے پر۔''

[فتاوی اہلحدیث ج:۱، ص:۱۵۳]

(۱۲)......مخلوق کو من وجہ، اللہ کے وجود کا عین کہنا

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے لکھا:

''یہ کائنات کا وجود ایک اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا عین اور دوسرے اعتبار سے اس کا غیر ہے۔'' [ام المسبحات یعنی سورۃ الحدید کی مختصر تشریح، ص:۸۸]

زبیر علی زئی صاحب غیر مقلد نے مذکورہ بالا عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''معلوم ہوا کہ جس طرح ابن عربی وحدت الوجود کا قائل تھا، ڈاکٹر اسرار احمد کا بھی بعینہ وہی عقیدہ ہے۔'' [علمی مقالات، ج:۴، ص:۴۰۴]

یہ علامت تحریر کرنے کے بعد اب ہم ''امام اہلحدیث'' وحید الزمان صاحب کو علی زئی آئینہ کے سامنے کرتے ہیں بالفاظ دیگر مذکورہ علامت کے پیش نظر ان کا عقیدہ معلوم کرتے ہیں۔

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''وجودسب ممکنات کا عین خدا ہے لیکن ممکنات کا وجود مقید ہے اور پروردگار وجود مطلق ہے جو تمام تعینات سے خالی اور پاک ہے۔'' [رفع العجاجہ، ج:۱،ص:۵۰۷]

اب انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ زبیرعلی زئی صاحب نے جس طرح ڈاکٹر اسرار صاحب کو ابن عربی کا ہم عقیدہ قرار دیا ہے اسی طرح وحیدالزمان صاحب کے متعلق بھی لکھ دیں۔ورنہ وجہ فرق بتائیں کہ ڈاکٹر صاحب وحدت الوجودی کیوں ہیں؟ اور وحیدالزمان صاحب کیوں نہیں؟ جبکہ دونوں کی عبارت میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے۔

وحیدالزمان صاحب نے ابن عربی کے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

''وجود ہمارا من وجہ وجود الٰہی کا عین ہے۔'' [تیسیر الباری، ج:۴،ص:۳۲۶۔تاج کمپنی]

اس کے بعد نہ صرف یہ کہ وحیدالزمان صاحب نے اس عبارت سے اتفاق کیا ہے بلکہ ابن عربی کو اہل حدیث قرار دیا، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''وہ تو مسلمان اور پھر اہلحدیث میں سے تھے۔'' [حوالہ مذکورہ]

(۱۳)......کائنات میں ایک ہی وجود ماننا

پروفیسر طالب الرحمٰن غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود کا معنی ہے ایک وجود یعنی کائنات میں ایک ہی وجود (ہے)۔

[دیوبندیت،ص:۲۰۳]

بخاری شریف میں حدیث ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے''سب سے سچی بات جو شاعر نے کہی وہ لبید (شاعر) کی یہ بات ہے الا کل شئی ماخلا اللہ باطل، آگاہ رہو اللہ کے سوا سب باطل ہے۔[بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ایام الاجاہلیۃ۔حدیث نمبر ۳۸۴۱]

داود راز صاحب غیر مقلد مذکورہ بالا سب سے سچی بات یا بالفاظ دیگر حدیث نبوی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''باطل سے یہاں مراد فنا ہونا ہے یا بالفعل معدوم، جیسے صوفیاء کہتے ہیں کہ خارج میں سوائے خدا کے فی الحقیقت کچھ وجود نہیں ہے اور یہ وجود موہوم ہے۔'' [شرح بخاری، ج:۵،ص:۲۳۳]

راز صاحب نے باطل کے دو مطلب لکھے ہیں، ایک آئندہ زمانے میں فنا ہونا اور دوسرے فی الوقت معدوم (فنا) ہونا، یعنی کائنات میں اللہ ہی کا وجود ہے مخلوق کا وجود نہیں صرف وہم ہے۔......ہم نے اس دوسرے مطلب کے پیش نظر ان کی عبارت کو یہاں نقل کیا ہے، کیونکہ انہوں نے دونوں میں سے کسی کی تردید یا ترجیح ذکر نہیں کی بلکہ دونوں کو ایک ہی درجہ میں رکھا ہے۔

ثناءاللہ امرتسری صاحب غیر مقلد نے ''وحدت الوجود'' کی دو تشریح بیان کیں، اور پھر ان میں سے پہلی کو صحیح قرار دیا، ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں:

''وحدت الوجود کی دو تشریحیں ہیں، پہلی تشریح یہ ہے کہ جتنی اشیاء نظر آتی ہیں ان سب کا وجود یعنی ما بہ الموجود یہ صرف ایک ہی چیز ہے، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ نے اس کے متعلق ایک پُر معنی رباعی لکھی ہے

لاآدم فــي الــكــون ولاابــلــيــس   لامــلــك ســلــيــمــان ولابــلــقــيــس

فــالــكــل عــبــارت وانــت الــمــعــنــي   يــامــن هــو لــلــقــلــوب مــقــنــاطــيــس

شیخ ممدوح فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی چیز کی مستقل ہستی نہیں ہے یہ سب تیری قدرت کے نشان ہیں اور تیری طرف توجہ دلانے والے ہیں، یہی مضمون ایک اردو شاعر نے یوں ادا کیا ہے

نظر آتا ہے جو کچھ نورِ وحدت کی تجلی ہے
یہ نقشِ اہل بصیرت کے لیے وجہ تسلی ہے

[فتاوی ثنائیہ، ج:۱، ص:۱۴۹]

یاد رہے کہ امرتسری صاحب نے ابن عربی کی رباعی کا مفہوم یا مطلب خیز معنی بیان کیا ہے، ورنہ اس کا صحیح ترجمہ یوں ہے

کائنات میں نہ آدم ہیں اور نہ ہی ابلیس   نہ بادشاہت سلیمان ہے نہ تخت بلقیس

یہ سب عبارت ہیں تو ان کا معنی ہے   اے وہ ذات جو دلوں کے لیے مقناطیس ہے

زبیر علی زئی صاحب اپنے شیخ الشیخ امرتسری صاحب کی مذکورہ بالا بیان کردہ وحدت الوجود کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ طالب الرحمٰن صاحب بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔

امام اہلحدیث وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"امـا الـصـوفية الوجودية منهم الشيخ ابن عربي......انما يقولون ان الحق عين الخلق من وجـه يـعـني من جهة الوجود، فان الوجود واحد وهو وجود الحق وسائر الاشياء موجودة بهذا الوجود ليس لها وجود مستقل" وجودی صوفیاء جن میں شیخ ابن عربی بھی ہیں کہتے ہیں کہ بلاشبہ حق (تعالیٰ) عین مخلوق ہے، ایک جہت یعنی وجود کی جہت سے، کیونکہ وجود ایک ہی ہے اور وہ حق (تعالیٰ) کا وجود ہے، تمام اشیاء اسی وجود کی وجہ سے موجود ہیں، ان کا کوئی (الگ) مستقل وجود نہیں ہے۔

[هدية المهدي من الفقه المحمدي، ج:۱، ص:۵۰]

وحید الزمان صاحب نے ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے اپنے زعم میں صحیح مطلب بیان کیا اور کہا:

ابن عربی حلول واتحاد کے قائل نہیں، بلکہ وہ تو اصول وفروع میں اہلحدیث ہیں۔

[ہدیۃ المہدی، ص:۵۱]

وحیدالزمان صاحب نے صحیح مطلب ڈھالنے کی بھرپور کوشش کی ہے لیکن طالب الرحمٰن وغیرہ موجودہ آل غیر مقلدیت کے نزدیک یہ ڈھالا ہوا مطلب بھی وحدت الوجود ہی ہے، یعنی یہ ابن عربی کو بچاتے بچاتے خود وحدت الوجود کا ارتکاب کر بیٹھے۔

عبداللہ روپڑی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جیسے رسی جلا دی تو اس کے بٹ بدستور نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ رسی قائم ہے، حالانکہ حقیقت میں رسی فنا ہو چکی ہوتی ہے۔'' [فتاوی اہلحدیث، ج:۱،ص:۱۵۲]

روپڑی صاحب کے نزدیک بھی وجود صرف اللہ ہی کا ہے مخلوق کا وجود وہمی ہے جیسے جلی ہوئی رسی وہم کی حد تک موجود ہوتی ہے حقیقتاً نہیں۔ روپڑی صاحب کی مفصل عبارت ''فتاوی اہلحدیث'' میں مذکورہ مقام پر دیکھی جا سکتی ہے اور ہم اپنے اس رسالے کے بالکل ابتدائی صفحات میں بھی نقل کر آئے ہیں۔

(۱۴)...... **کل شیء هالک الاوجهه**، سے استدلال کرنا

''مجدد غیر مقلدیت'' نواب صدیق حسن خان صاحب ''وحدۃ الوجود'' پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم نے اپنے کشف وشہود کی تائید کے لیے کچھ اشارات اخذ کیے ہیں، مثلاً یہ آیت الا انه بکل شیء محیط یا یہ آیت کل شیء هالك الا وجهه......''

[مآثر صدیقی، حصہ چہارم، ص:۳۸]

نواب صاحب کی تصریح کے مطابق وحدۃ الوجود کے قائل حضرات اپنے اس عقیدہ کو قرآنی آیت ''کل شیء هالك الا وجهه'' سے اخذ کرتے ہیں......اس کے ساتھ یہ بھی جانیں کہ عبداللہ روپڑی غیر مقلد نے بھی اسی آیت سے ''وحدۃ الوجود'' کو ثابت کیا ہے، چنانچہ وہ ''توحید الٰہی'' بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرآن مجید میں ہے کل شیء هالك الا وجهه یعنی ہر شیء ہلاکت والی ہے مگر خدا کی ذات، اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ ہر شیء ہلاک ہو جائے گی بلکہ ہالک کہا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت بھی ہلاکت والی ہے یعنی نیست اور فانی ہے اس حالت کے مشاہدہ کے لیے قیامت کا حوالہ دینا محجوبوں کے لیے ہے ورنہ ارباب بصیرت اور اصحاب مشاہدہ جو زمان ومکان کے تنگ کوچہ سے گزر کر خلاصی پا گئے یہ وعدہ ان کے حق میں قیامت تک ادھار نہیں بلکہ نقد ہے یعنی محجوبوں کے لیے جو مشاہدہ قیامت کو ہوگا ارباب بصیرت کے لیے اس وقت ہو رہا ہے اور توحید الٰہی وحدت الوجود ہے۔'' [فتاوی اہلحدیث، ج:۱،ص:۱۵۲]

(۱۵)......کسی وحدت الوجودی سے محبت رکھنا

آل غیر مقلدیت کے مشہور مصنف زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''المرء مع من احب کی رو سے اس کا اور علمائے دیوبند کا ایک ہی حکم ہے۔''

[بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم،ص:۱۳]

المرء مع من احب کا ترجمہ ہے کہ آدمی (قیامت کے دن) اس کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہے۔علی زئی اصول یا ان کی بیان کردہ علامت کے مطابق وحدت الوجود کے قائل کسی بزرگ سے محبت کرنے والے کا اور اس بزرگ کا ایک ہی حکم ہوگا یعنی وہ محبت کرنے والا بھی وحدت الوجودی شمار ہوگا۔اس علامت کو مستحضر رکھتے ہوئے آگے بڑھیے۔

''امام اہلحدیث'' وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

''ہم کو شیخ ابن عربی سے محبت ہے۔'' [لغات الحدیث،ج:۱،ص:۴۸۔کتاب،ب ص]

فضل حسین بہاری غیر مقلد صاحب اپنی جماعت کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھتے ہیں:

''آپ طبقہ علماء میں شیخ محی الدین ابن عربی کو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔''

[الحیات بعد الممات،ص:۱۲۳]

آل غیر مقلدیت کو وحدت الوجود کے قائل ابن عربی وغیرہ سے کس قدر محبت وعقیدت ہے،اس کے لیے ہمارے اس رسالے کے پچھلے صفحات کا مطالعہ کیجیے۔

(۱۶)......مجذوبوں کا وجود ماننا

محمد طارق خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مجذوب کے معنی ہوتے ہیں جذب شدہ یعنی صوفیوں کی اصطلاح میں مجذوب اسے کہتے ہیں جو نعوذ باللہ،اللہ کی ذات میں جذب ہوگیا ہو۔''

[تبلیغی جماعت،عقائد وافکار،ازافادات،عطاء اللہ ڈیروی،ص:۱۳۳]

مجذوب کی یہ تعریف پڑھنے کے بعد آل غیر مقلدیت کے مجذوبوں کا تذکرہ پڑھیے۔

صوفی غلام رسول غیر مقلد فرماتے ہیں:

''مجذوب بھی مقبول ہوتا ہے،مگر سالک کا درجہ نہیں رکھتا،کیونکہ سالک شرع کا مکلف ہے اور ہر وقت طالب رضا ہے،مجذوب کو بجز استغراق اور جذب کچھ حاصل نہیں ہوتا،سالک کل درجات طے کر کے اعلیٰ درجہ حاصل کرتا ہے،لیکن مجذوب جزئیات سے واقف نہیں ہوتا۔'' [سوانح غلام رسول،ص:۱۵۵]

آل غیر مقلدیت کی زبانی مجذوبوں کے دو واقعے بھی پڑھ لیں، لکھا ہے:

''ایک مجذوب لوگوں کے لاغر گدھے جمع کر کے لوگوں کے کھیتوں میں چراتا پھرتا تھا، جتنے پاؤں ان گدھوں کے کسی زمیندار کے کھیتوں میں لگتے اتنے ہی مانی گلہ اس زمیندار کا ہوتا، اگر کوئی منع کرتا تو اس کی زراعت اچھی نہ ہوتی۔'' [سوانح غلام رسول، ص:۱۲۴]

دوسرا واقعہ یہ ہے:

''جب گجرات (پنجاب) کے قریب پہنچے تو مولوی عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے یہاں ایک مجذوب کی خوشبو آتی ہے وہ ملنے کے قابل ہے۔ رستہ میں ارادہ حدیث پڑھنے کا کر لیا تھا اور قصد بھی تھا کہ دہلی جا کر حدیث پڑھی جاوے، سواسی خیال کو دل میں لیے ہوئے مجذوب کی طرف روانہ ہوئے تا کہ اس سے دریافت کریں کہ حدیث کہاں سے پڑھیں، اس مجذوب بزرگ کا نام جگنو شاہ تھا جب آپ اس طرف روانہ ہوئے تو وہ اپنے حاشیہ نشینوں کو کہنے لگا کہ دیکھو دو شخص محمدی نمونہ صحابہ کرام چلے آتے ہیں مجھے کوئی کپڑا پہنا دو اوران دونوں کے لیے فرش کر دو، جب آپ اس بزرگ کے قریب پہنچے تو سائیں جگنو شاہ نے اٹھ کر استقبال کیا اور بٹھالیا، دہلی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جنت اس طرف ہے، یہ سُن کر اس کے پاس کے لوگ حیران تھے کہ یہ کبھی کسی سے مخاطب نہیں ہوا، آج ہوش وحواس کی باتیں کرتا ہے، جب مولوی عبداللہ صاحب و مولوی (غلام رسول) صاحب واپس آنے لگے تو کہنے لگا کہ لباس دیکھ کر بھول نہ جانا وہ شخص مسکین صورت ہے، اس کا نام سید نذیر حسین ہے اس سے پڑھنا۔ یہ سن کر ان کی پوری تسلی ہو گئی۔'' [سوانح غلام رسول، ص:۵۲]

مجذوب کا ایک واقعہ اسی کتاب ''سوانح غلام رسول'' ص ۴۸ پر بھی لکھا ہے اور آل غیر مقلدیت کی دیگر کتابوں میں بھی متعدد واقعات تحریر ہیں۔

(۱۷)...... بلا عنوان

عبداللہ روپڑی غیر مقلد ''وحدۃ الوجود'' کی تعبیر یوں نقل کرتے ہیں:

''یہ تمام موجودات وحدت حقیقی کا عکس ہیں جیسے ایک شخص کے اردگرد کئی شیشے رکھ دیئے جائیں تو سب میں اس کا عکس پڑتا ہے ایسے ہی خدا اصل ہے اور باقی اشیاء اس کا عکس ہیں۔''

[فتاوی اہلحدیث، ج:۱، ص:۱۵۴]

آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الاسلام'' ثناء اللہ امرتسری صاحب جس وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اس کو بھی شیشے کی مثال سے واضح کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود کی یہ مثال ہے کہ کسی مکان کی کوٹھریوں میں مختلف رنگ کے شیشے لگا دیئے جائیں، کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی سبز، کوئی سیاہ۔ ان کے پیچھے ایک لیمپ رکھ دیا جائے تو باہر سے دیکھنے والا ان

شیشوں کومختلف رنگوں میں دیکھے گا مگر باریک نظر والا لیمپ کی وحدت کوملحوظ رکھے گا۔قرآن مجید بھی اس تشریح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:"اللہ نور السموٰت والارض" اس تشریح کے مطابق وحدت الوجود کے معنی وحدت الموجد کے ہوں گے، جو بالکل ٹھیک ہے، مولانا (ابراہیم صاحب غیر مقلد) سیالکوٹی کا مطلب غالبًا یہی ہوگا[فتوی ثنائیہ، ج:۱،ص:۱۴۹] یعنی وحدۃ الوجود کی جو علامت روپڑی صاحب نے بیان فرمائی ہے وہ امرتسری صاحب میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟اس کا فیصلہ زبیر علی زئی صاحب کریں گے۔

زبیر صاحب یہ بھی فرمائیں کہ جس وحدۃ الوجود کو امرتسری صاحب نے صحیح قرار دیا ہے آپ اسے صحیح مانتے ہیں؟ یہ بھی بتائیں کہ امرتسری صاحب نے جو وحدۃ الوجود کو لیمپ کی مثال دے کر قرآن سے اخذ کیا ہے وہ واقعتاً قرآن سے ثابت ہے؟

(۱۸)......مخلوق کو خدا کی تجلی کہنا

عطاءاللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حقیقت میں یہ تجلی وظہور بعینہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ ہے، اس بات کو سمجھ لینے کے بعد اگر کسی کو تجلی وظہور کے عقیدے کا حامل پاؤ تو سمجھنے کی مشکل نہیں ہوگی کہ یہ شخص وحدۃ الوجود کا قائل ہے۔''

[عقیدہ صوفیت،ص:۸۶]

اس علامت کو پڑھنے کے بعد درج ذیل عبارت پر غور فرمائیں۔

ثناءاللہ امرتسری غیر مقلد جس وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اس کی تشریح میں ابن عربی کی رباعی پیش کی ہے پھر فرمایا:

''یہی مضمون ایک اردو شاعر نے یوں ادا کیا ہے

نظر آتا ہے جو کچھ نورِ وحدت کی تجلی ہے
یہ نقش اہل بصیرت کے لیے وجہِ تسلی ہے

[فتاوی ثنائیہ، ج:۱،ص:۱۴۹]

(۱۹)......اللہ کے وجود کو مخلوق کا وجود کہنا

عطاءاللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود کی آسان مثال اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت مخلوق کی ذات میں رب کی ذات مخفی اور پوشیدہ ہے اس مخلوق کے باہر رب تعالیٰ کی ذات کا کوئی وجود نہیں ہے یہ مخلوق ظاہر میں مخلوق ہے اور باطن میں خالق اور رب ہے۔''[عقیدہ صوفیت،ص:۹۳]

وحدۃ الوجود کی اس ڈیروی تعریف یا علامت کے ذریعہ امام اہلحدیث وحیدالزمان صاحب کو پہچانیے، وہ ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والذی قال فی الفصوص الحمدلله الذی خلق الاشیاء وهوعينها معناه،ان وجوده سبحانه هوعين وجودالمخلوقات لاان للمخلوقات وجوداً آخر كمازعمه المتكلمون" اوروہ جو ابن عربی نے فصوص الحکم میں کہا ہے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تمام اشیاء کو پیدا کیا اور وہ (اللہ) ان (مخلوقات، اشیاء) کا عین ہے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کا وجود مخلوق کے وجود کا عین ہے نہ یہ کہ مخلوقات کا (الگ) دوسرا وجود ہے جیسا کہ متکلمین کا گمان ہے۔"

[هدية المهدى من الفقه المحمدى، ج:۱،ص:۵۰]

وحیدالزمان صاحب نے ابن عربی کو مذکورہ بالاعقیدہ کا حامل ٹھہرانے کے بعد انہیں اصول وفروع میں اہلحدیث قرار دیا اور یہ بھی فرمایا کہ علامہ ابن تیمیہ وغیرہ نے ابن عربی کی تردید کرنے میں بے جا تشدد کیا ہے۔[ہدیۃ المہدی،ص:۵۱]

(۲۰)......وحدۃ الوجودی حضرات سے صحیح براءت نہ کرنا

آل غیر مقلدیت کے بزرگ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''بعض چالاک......اپنے اکابر کے مشرکانہ عقائد کے بارے میں تقیہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے یہ عقائد نہیں اور ہم صرف قرآن وحدیث ہی مانتے ہیں، انہیں علمائے اہل سنت (اہلحدیث) کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو تو اپنے ان اکابر سے براءت کا اعلان کرو جن کی کتابوں میں یہ عقائد مذکورہ درج ہیں اور ان کے شرک وبدعت کا اعلانیہ اعتراف کرو، مگر ایسا اعتراف واعلان براءت وہ کبھی نہیں کرتے بلکہ پکے اکابر پرست ہیں، لہٰذا جب تک وہ اپنے ان اکابر سے صحیح براءت نہ کریں اس وقت تک ان کا وہی حکم ہے جو ان کے اکابر کا ہے۔''[بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم،ص:۳۲]

علی زئی صاحب کے اس اصول یا علامت کے متعلق جو شخص وحدۃ الوجودیوں کو اچھا سمجھتا ہے اور ان سے صریح براءت نہیں کرتا اس کا وہی حکم ہے یعنی وہ بھی وحدت الوجودی ہے۔ آیئے اس علامت کے ذریعے وحدۃ الوجودی آل غیر مقلدیت کی نقاب کشائی کیجیے۔

آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الکل فی الکل'' میاں نذیر حسین دہلوی اور ان کے سوانح نگار فضل حسین بہاری غیر مقلد سے یہ ثابت ہے کہ وہ وحدت الوجود کے قائل ابن عربی کو ''خاتم الولایۃ المحمدیہ'' کہتے ہیں۔[الحیات بعدالممات،ص:۲۲۴]اور صریح براءت زبیر علی زئی صاحب ثابت کریں۔

مجدد آل غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے ابن عربی کو صاحب کرامت بزرگ کہا اور قیامت کے دن ان کی جماعت میں اٹھنے کی دعا کی۔[التاج المکلل ،ترجمہ ۱۶۸]اور ان کی ابن عربی سے صریح براءت علی زئی صاحب ثابت کریں۔

آل غیر مقلدیت کے ''شیخ الاسلام'' ثناء اللہ امرتسری صاحب نے ابن عربی کو ''قابل عزت'' لوگوں میں شمار کیا بلکہ ان کے اس جملہ ''فـالـکـل عبـارة وانـت المعنی '' کو اپنی تائید میں پیش کیا۔[فتاوی ثنائیہ ،ج:۱،ص:۱۴۹۔۳۳۴]ابن عربی سے انہوں نے صراحتاً براءت کی ہو یہ ثابت کرنا علی زئی صاحب کے ذمہ ہے۔

امام اہلحدیث وحیدالزمان صاحب نے ابن عربی کو اصول وفروع میں اہلحدیث کہنے کے ساتھ انہیں ولی تسلیم کیا ہے۔[ہدیۃ المہدی،ص:۵۱]اس کے بعد انہوں نے ابن عربی سے صراحتا براءت کی ہے اس کا ثبوت علی زئی صاحب کے ذمہ ہے۔

فیاض علی غیر مقلد نے ابن عربی کو ''رضی اللہ عنہ'' کی دعا دینے کے ساتھ انہیں ''علمائے ابرار'' میں شامل کیا ہے۔[اہلحدیث اور سیاست،ص:۲۰۷]اس کے بعد انہوں نے ابن عربی سے صراحتا براءت اختیار کر لی ہو یہ علی زئی صاحب ثابت کریں گے۔

آل غیر مقلدیت کے مایہ ناز حضرات مثلا میاں نذیر حسین دہلوی،نواب صدیق حسن خان،ثناءاللہ امرتسری، وحیدالزمان اور فیاض علی وغیرہم کے ہاں ابن عربی کا جو مقام ہے وہ اوپر مذکور ہو چکا،اب زبیر علی زئی صاحب ثابت کریں کہ انہوں نے اس کے بعد ابن عربی کو کافر کہہ کر ان کے عقائد کو کفریہ شرکیہ قرار دے کر ان سے صراحتا براءت اختیار کی ہو،اگر وہ ثابت کر دیں تو فبھا ورنہ ان کے اصول کے مطابق ان تمام حضرات اور ابن عربی کا ایک ہی حکم ہوگا اور وہ حکم بقول علی زئی گمراہ،ملحد اور کافر ہونا ہے۔[توضیح الاحکام،ج:۱،ص:۶۲]

زبیر علی زئی کا تعاقب

زبیر علی زئی:

عقیدہ وحدۃ الوجود[251] اور آلِ دیوبند[252]

رب نواز دیوبندی نے سرفراز حسن خان حمزہ دیوبندی کے نام لکھا ہے:[253]

''آج کل غیر مقلدین نے دیوبندیوں کے عقائد کو کفریہ و شرکیہ قرار دینے کی مہم چلا رکھی ہے، وہ لوگ فروعی مسائل میں پے در پے شکستوں[254] سے دوچار ہوئے، تو اب فروع کے بجائے عقائد کو تختۂ مشق بنا[255] رہے ہیں۔ جن عقائد کو انہوں نے کفریہ قرار دیا ہے ان میں ''وحدۃ الوجود'' بھی ہے۔

بندہ کے پاس کئی مضامین لکھے ہوئے غیر مطبوعہ ہیں[256]، مگر چونکہ دورِ حاضر میں اس کی شدید ضرورت ہے کہ خود غیر مقلدین کا وحدۃ الوجودی ہونا ثابت کیا جائے، اس لیے بندہ نے آپ کے مجلّہ کے لیے یہی مضمون ''وحدۃ الوجود[257]...... اور...... آلِ غیر مقلدیت'' ارسال کرنا پسند کیا ہے۔''

(مجلّہ صفدر گجرات، شمارہ نمبر ۵ ص ۴۶)

درج بالا عبارت میں پانچ باتیں قابلِ بحث وتحقیق ہیں:

۱: ''غیر مقلدین کا تنابز بالالقاب والا لقب۔

عرض ہے کہ ہم مسلمان[258] (مسلمین) ہیں اور اہلِ حدیث[259] و اہلِ سنت[260] ہمارا پسندیدہ لقب وصفاتی نام ہے، لہٰذا ہمیں ''غیر مقلدین'' کے ناپسندیدہ تنابز[261] بالالقاب سے موسوم کرنا باطل ہے۔

اگر کوئی دیوبندی کہے کہ آپ بھی ہمیں ''آلِ دیوبند'' کے لقب سے موسوم کرتے ہیں؟ تو عرض ہے کہ دیوبندی ''حضرات'' اپنے آپ کو علانیہ دیوبندی[262] کہتے ہیں مثلاً اوکاڑوی نے کہا: ''اور ہمارا دیوبندی مسلک کا ایک ہی گھر تھا'' (تجلیاتِ صفدر ج۱ ص ۷۹)

دیوبندی مسلک اور آلِ دیوبند میں دیوبند کا لفظ مشترک ہے۔[263]

الجواب:

۲۵۱ علی زئی صاحب کا یہ مضمون پہلے ماہنامہ الحدیث، شمارہ: ۹۰ میں شائع ہوا، بعد میں ان کی کتاب ''علمی مقالات جلد ۵'' کا حصہ بنا دیا گیا۔ جب یہ مضمون ''الحدیث'' کے ذریعہ منظرِ عام پہ آیا تو بندہ نے مجلّہ

صفدر گجرات اپریل ۲۰۱۲ء میں علی زئی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھ دیا تھا کہ:

''زیر نظر رسالہ کے بعد آپ کے مضمون ''عقیدہ وحدۃ الوجود اور آلِ دیوبند'' شائع شدہ در ماہنامہ ''الحدیث'' شمارہ ۹۰ کو متن میں رکھ کر حاشیہ میں جواب دینے کا ارادہ ہے۔'' [دیکھیے حاشیہ: ۲]

۲۵۲ دیوبندیوں نے ''وحدۃ الوجود'' کا جو مطلب بیان کیا ہے وہ ملاحظہ ہو۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہ لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود'' کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اس کائنات میں حقیقی اور مکمل وجود صرف ذاتِ باری تعالیٰ کا ہے، اس کے سوا ہر وجود بے ثبات، فانی اور نامکمل ہے۔ ایک تو اس لیے کہ وہ ایک نہ ایک دن فنا ہو جائے گا، دوسرے اس لیے کہ ہر شے اپنے وجود میں ذاتِ باری تعالیٰ کی محتاج ہے، لہٰذا اشیاء ہمیں اس کائنات میں نظر آتی ہیں، انہیں اگرچہ وجود حاصل ہے لیکن اللہ کے وجود کے سامنے اس وجود کی کوئی حقیقت نہیں، اس لیے وہ کالعدم ہے۔

اس کی نظیر یوں سمجھئے جیسے دن کے وقت آسمان پر سورج کے موجود ہونے کی وجہ سے ستارے نظر نہیں آتے، وہ اگرچہ موجود ہیں لیکن سورج کا وجود اُن پر اس طرح غالب ہو جاتا ہے کہ ان کا وجود نظر نہیں آتا۔ اسی طرح جس شخص کو اللہ نے حقیقت شناس نگاہ دی ہو وہ جب اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے وجود کی معرفت حاصل کرتا ہے تو تمام وجود اسے ہیچ، ماند بلکہ کالعدم نظر آتے ہیں۔ بقول حضرت مجذوب رحمۃ اللہ علیہ ؎

جب مہر نمایاں ہوا سب چُھپ گئے تارے
تو مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

[فتاویٰ عثمانی: ۱/۶۲]

اس کے علاوہ مفتی عبدالواحد صاحب (جامعہ مدنیہ لاہور) نے ''اسلامی عقائد'' میں، مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ کی زبانی، حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب دام ظلہ (شیخ الحدیث: باب العلوم کہروڑ پکا) نے اپنے ایک مضمون میں ''وحدۃ الوجود'' کا مطلب لکھا جو ماہنامہ الخیر ملتان: اشاعتِ خاص، بیادِ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ میں شائع ہوا۔

۲۵۳ غیر مقلدین کے ایک بڑے طبقہ نے دیوبندیوں کی بہت زیادہ مدح سرائی کی ہے، دیکھیے ہماری کتاب ''غیر مقلدین کا علمائے دیوبند کو خراجِ تحسین''۔ لیکن بعض غیر مقلدین کے انکشاف کے مطابق ان میں ایک جماعت ''تکفیری'' ذہن کی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ شرف الدین دہلوی صاحب اپنے غیر مقلدین کے متعلق لکھتے ہیں۔

''ان صاحبان کے پاس سوا کفر کی ٹکسال کے اور کیا رکھا ہے مگر کفر بھی مسلموں موحدوں کے لیے

ڈھالتے ہیں، ملحدین کفار کے لیے نہیں، یہ سب حسد یا لاعلمی یا خودغرضی ہے اور کچھ نہیں۔" [فتاوی ثنائیہ:۱/۲۱۱]

اسی طرح الٰہی بخش صاحب لکھتے ہیں:

"اللہ تعالی ہم مسلمین کو پھوٹ کی وبا سے محفوظ رکھے جو ذرہ ذرہ بات پر کفر کا فتوی لگاتے ہیں اور فتوی لگانے سے خود کافر ہو جاتے ہیں۔" [فتاوی ثنائیہ ۱/۲۱۳]

امام آل غیر مقلدیت وحیدالزمان صاحب اپنے غیر مقلدین کے متعلق لکھتے ہیں:

"اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں، بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں۔" [لغات الحدیث:۲/۹۱:ش]

وکیل اہلحدیث کہلانے والے محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

"مولوی عبدالوہاب ساکن صدر بازار دہلی ...کو مسئلہ ترکِ تقلید میں غلو ہے اور وہ مطلق تقلید سے منکر ہیں اور تمام مقلدین کلمہ گو کو کافر کہا کرتے ہیں۔" [اشاعۃ السنۃ:۲۳/۳۵۸]

نام نہاد جماعت المسلمین کے امیر مسعود صاحب غیر مقلد کو "تکفیری" تو علی زئی صاحب بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"مسعود احمد بی ایس سی ایک تکفیری شخص تھا۔" [علمی مقالات:۱/۷۰۶]

دیوبندیوں کے عقائد کو کفریہ وشرکیہ کہنے کی مہم تکفیری سوچ رکھنے والے غیر مقلدین نے چلا رکھی ہے، ورنہ عام غیر مقلدین دیوبندیوں کو "صحیح العقیدہ" کہتے ہیں، حوالہ جات آئندہ اوراق میں اپنے مقام پر آئیں گے، ان شاء اللہ۔

طالب الرحمٰن صاحب غیر مقلد کا حنیف قریشی سے ویڈیو مناظرہ ہوا جس میں صدارت عمر صدیق صاحب غیر مقلد کی تھی۔ عمر صدیق نے خاندان ولی اللہ کے ایک عظیم فرد شاہ اسماعیل کو "کافر" کہا۔ ان کے الفاظ ریکارڈ ہو کر ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئے ہیں۔

حالانکہ شاہ اسماعیل کی شخصیت وہ ہے جنہیں غیر مقلدین نے بیسیوں مقامات پر "اہلِ حدیث یا غیر مقلد" لکھ رکھا ہے۔

اسی طرح "رسائل اہل حدیث" نامی کتاب میں غیر مقلدین اپنے ہی علماء پر کفر وشرک کے فتوے لگا چکے ہیں۔

جو لوگ شاہ اسماعیل صاحب کو "کافر" کہنے کے ساتھ ساتھ اپنے ہم مذہب علماء پر "کفر" کا فتوی لگا چکے ہوں وہ اگر دیوبندیوں کے عقائد کو کفریہ وشرکیہ کہہ دیں تو اتنے بڑے تعجب کی بات نہیں۔

یہاں یہ بھی جان لیں کہ دیوبندیوں کے عقائد کو کفریہ کہنے والے کس کی راہ پہ چل رہے ہیں؟ وکیل

اہل حدیث کہلائے جانے والے شخص محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں۔

''احمد رضا خاں بریلوی...بے تعصب حنفیوں علمائے دیوبند کو کافر کہا کرتے ہیں۔''

[اشاعۃ السنۃ:۲۳/۳۵۸]

۲۵۴ جیسا کہ بعض غیر مقلدین مثلاً اسماعیل سلفی صاحب نے اپنی جماعت کے شکست خوردہ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ [نتائج التقلید،ص:ق] دیکھیے حاشیہ:۲

۲۵۵ ان عقائد کو تختۂ مشق بنانے والے لوگوں میں علی زئی صاحب بھی ہیں۔[علمی مقالات:۵/۳۶۴]

۲۵۶ ان میں سے اکثر مضامین دوماہی مجلّہ ''تسکین الصدور'' بہاول پور......دوماہی مجلّہ ''المصطفی'' بہاول پور...... ماہنامہ ''الخیر'' ملتان...... ماہنامہ ''پیغامِ حق'' فیصل آباد...... مجلّہ ترجمان احناف پشاور......اور مجلّہ ''صفدر'' گجرات میں شائع ہو چکے ہیں۔والحمدللہ۔

۲۵۷ یہ مضمون مجلّہ صفدر میں آٹھ(۸) قسطوں میں شائع ہوا۔اس مضمون کی پہلی ہی قسط شائع ہوئی تو علی زئی صاحب کو ہضم نہ ہوسکی۔مضمون کی ابتداء میں ''قسط:ا'' لکھا ہوا تھا اور آخر میں ''جاری ہے'' درج تھا۔ چاہیے تھا کہ علی زئی صاحب پورا مضمون پڑھ کر جواب لکھتے،کیوں کہ معترضین کی بہت سی باتوں کا جواب اسی مضمون کی اگلی قسطوں میں موجود تھا،مگر شاید غیر مقلدین کو ''وحدۃ الوجودی'' قرار دینا علی زئی صاحب کے لیے نا قابل برداشت تھا،اِس لیے فی الفور بزعم خود جواب لکھنا ر دفاع کرنا ضروری سمجھا۔

علی زئی صاحب نے اپنے مضمون میں ہمارے مضمون کی پہلی قسط کو مدِ نظر رکھا اور آخر میں دوسری قسط کی بھی ایک بات پر کچھ تبصرہ کیا،مگر باقی سارے مضمون کا جواب نہ علی زئی صاحب نے دیا اور نہ ہی کوئی اور غیر مقلد دے سکا۔

ہمارے اس مضمون ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آل غیر مقلدیت'' کو چار سال ہو رہے ہیں،مگر میری معلومات کے مطابق اس کی باقی چھ قسطوں کا جواب آج تک کوئی غیر مقلد نہیں دے سکا۔اور پہلی ایک دو قسطوں پر علی زئی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کا جواب الجواب بھی حاضر ہے،پڑھیں اور اندازہ لگائیں کہ علی زئی جواب میں کتنی جان ہے؟

علی زئی جواب کا جان دار ہونا تو کجا وہ جواب ان کے اپنے اصول کے مطابق ''نا قابلِ سماعت اور مردود'' ہے کیونکہ انہوں نے اپنے قلم سے لکھا کہ اگر مضمون کو متن میں رکھ کر ہر مطلوبہ بات کا جواب نہ دیا تو وہ جواب ''نا قابل مسموع اور مردود'' ہوگا۔[توضیح الاحکام:۱/۳۴۳] دیکھیے حاشیہ:ا

جب کہ خود علی زئی صاحب نے ہمارے مضمون کو نہ تو متن بنا کر جواب دیا اور نہ ہی مضمون کی ہر بات کا جواب۔بلکہ مضمون کی آخری چھ قسطوں کو سرے سے ہاتھ ہی نہیں لگایا۔

تنبیہ: ہاتھ نہ لگانے سے مراد جواب نہ دینا ہے۔کوئی غیر مقلد حقیقی ہاتھ لگانا ر چھونا مراد لے کر ہماری بات پر ''جھوٹ'' کا عنوان نہ قائم کردے۔اس ''تنبیہ'' کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ کسی صاحب نے لکھا تھا کہ ''سات سمندر پار...'' تو ایک غیر مقلد نے اسے جھوٹ قرار دے کر شائع کر دیا کہ وہ جگہ سات سمندر پار نہیں۔

حالانکہ ان کی مراد دور دراز کی مسافت بتانا تھا یعنی سات سمندر پار کنایہ تھا دور کی مسافت سے مگر اس غیر مقلد نے حقیقی سمندر مراد لے کر اس پر جھوٹ کی پھبتی کس دی اور پھر اپنے غیر مقلدین سے داد بھی وصول کر لی۔

۲۵۸ مسلمان و مسلمین ہونے کا دعوی تو آپ لوگوں نے کر رکھا ہے، مگر اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ غیر مقلدین اپنے ہم مذہب علماء پر کفر و شرک کے فتوے بھی لگا چکے ہیں اور بعض کے بارے انہوں نے مزید یہ وضاحت بھی لکھ دی ہے کہ اگر یہ اپنے عقیدہ پر مر جائیں تو ان کا جنازہ نہ پڑھا جائے اور انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن بھی نہ کیا جائے۔حوالہ جات کے لیے ''رسائل اہل حدیث'' نامی رسالوں کا مطالعہ کیا جائے۔

یہاں علی زئی صاحب کہنا یہ چاہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں ''غیر مقلد'' نہ کہا جائے۔لیکن خود کئی مسلمانوں کو وہ ''غیر مقلد'' کہہ چکے ہیں۔حوالہ جات آگے حاشیہ:۲۶۱ میں آرہے ہیں۔

۲۵۹ علی زئی صاحب نے یہاں یہ نہیں بتایا کہ اہل حدیث نام انگریز نے الاٹ کر کے دیا ہے۔محمد حسین بٹالوی صاحب کی درخواست پر یہ نام غیر مقلدین کو انگریز حکومت کی طرف سے دیا گیا۔[اشاعۃ السنۃ:۸۹/۲۳]

اور یہ بھی معلوم رہے کہ خود غیر مقلد علماء نے اپنے ہم مذہب لوگوں کو ''اہلحدیث'' ماننے سے انکار کر دیا ہے اور انہیں شرم بھی دلائی ہے۔عبدالعزیز سابق سیکرٹری اہلحدیث ہند لکھتے ہیں:

''ان لوگوں کو شرم کرنی چاہیے جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں۔'' [فتنۂ ثنائیہ:۲۶]

عبدالقادر حصاروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس زمانہ کے مدعیان عمل بالحدیث کس منہ سے اہل حدیث بنتے ہیں۔'' [سیاحۃ الجنان:۱۵]

مزید تفصیل ''رسائل اہل حدیث'' نامی رسالوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

۲۶۰ اہل حدیث نام رکھنے والوں کو خود ان کے اپنے لوگ ''بدعتی'' قرار دے چکے ہیں۔دیکھئے رسائل اہل حدیث۔

ہم پیچھے حاشیہ:۱۵۰ر میں عبیداللہ رحمانی صاحب غیر مقلد کی عبارت ''فتاوی علمائے حدیث ۲ر ۹۰'' سے اور عبدالقادر حصاروی صاحب غیر مقلد کی تحریر ''سیاحۃ الجنان:۱۳'' سے نقل کر آئے ہیں کہ انہوں

نے اپنے اہل حدیثوں کو ''بدعتی'' تسلیم کیا ہے۔

غیر مقلدین میں جو بدعات پائی جاتی ہیں یا جوانہوں نے اپنے ہم مذہب لوگوں کو بدعتی کہا ہے اس کی طویل فہرست میرے پاس ہے۔اللہ نے توفیق دی تو اس موضوع پر مستقل کتاب لکھوں گا۔

حاصل یہ کہ غیر مقلدین کو ''اہل سنت'' خود ان کے اپنے علماء نہیں مانتے ،مگر علی زئی صاحب وغیرہ کی خواہش ہے کہ دوسرے لوگ انہیں ''غیر مقلد'' کی بجائے ''اہل سنت'' تسلیم کرلیں۔

علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ: ہمارا پسندیدہ نام اہل حدیث/اہل سنت ہے، وہی ہمیں کہا جائے۔

اول تو غیر مقلدین کا اہل حدیث واہل سنت ہونے کا دعویٰ کرنا محتاجِ دلیل ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ جب دوسرے فرقہ والے اپنا پسندیدہ نام رکھے ہوئے ہیں غیر مقلدین انہیں ان کے پسندیدہ نام کی بجائے دوسرے ناموں سے کیوں پکارتے ہیں؟

بلکہ غیر مقلدین کے اندر کئی فرقے ہیں جنہوں نے اپنے ذہن سے من پسند نام رکھے مثلاً: غرباء والوں نے اپنا نام ''غرباء اہلحدیث'' رکھا،مگر دوسرے غیر مقلدین انہیں ''فرقہ امامیہ'' کہتے ہیں۔

[مولانا احمد دین گکھڑوی: ۱۱۵،اصلی اہل سنت کی پہچان: ۲۰۹]

کراچی میں غیر مقلدین کی ترقی یافتہ شاخ کے لوگ اپنے آپ کو ''جماعت المسلمین'' کہتے ہیں، مگر عام غیر مقلدین انہیں ''مسعودی فرقہ'' کہتے ہیں۔اسی طرح کراچی میں ایک اور فرقہ ہے اس فرقہ والے اپنے آپ کو ''حزب اللہ'' کہلواتے ہیں،مگر علی زئی صاحب اور ان کے شاگرد ندیم ظہیر صاحب نے دونوں: جماعت المسلمین اور حزب اللہ کو ''مسعودی فرقہ'' کہہ کر مخاطب کیا ہے۔[علمی مقالات: ۱/۶۰۷]

۲۶۱ علی زئی صاحب ''تنابز بالالقاب'' کہہ کر تاثر دے رہے ہیں کہ انہیں یا ان کے ہم مذہب لوگوں کو ''غیر مقلد'' کہنا بُرا لقب ہے اور کسی کو بُرے لقب سے یاد کرنے کی قرآن میں ممانعت ہے: ولا تنابزو ابالالقاب ۔(سورۃ الحجرات) دیکھئے علمی مقالات: ۵/۵۶۰۔

(الف)...... پہلے تو یہ بتایا جائے کہ جب غیر مقلدین نے غرباء والوں کو ''فرقہ امامیہ'' کہا اور جماعت المسلمین اور حزب اللہ والوں کو ''مسعودی فرقہ'' کہہ کر مخاطب کیا۔یہ تنابز بالالقاب تھا؟ اگر تھا تو خود غیر مقلدین لاتنابزوا بالالقاب آیت کی زد میں ہیں اور اگر نہیں تو کیوں؟ وجہ فرق کیا ہے؟

(ب)...... ''غیر مقلد'' اگر بُرا لقب ہے تو کسی کا ''غیر مقلد'' ہونا بُرا کیوں نہیں؟ کیا ایسے ہوسکتا ہے کہ کسی کو چور کہنا تو بُرا کہلائے اور چور ہونا بُرا نہ ہو۔کسی کو زانی کہنا تو بُرا ہو اور مگر اس کا زانی ہونا بُرا نہ ہو؟

(ج)...... خود غیر مقلدین دوسرے لوگوں کو ''غیر مقلد'' کہا کرتے ہیں، بلکہ معترض علی زئی صاحب بھی اس معاملہ میں پیچھے نہیں رہے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''بریلوی حضرات عقائد میں امام ابوحنیفہ کے مقلد نہیں بلکہ غیر مقلد ہیں۔''[علمی مقالات:۴/۴۰۶]

آگے لکھتے ہیں: ''بریلوی حضرات عقیدہ میں غیر مقلد... ہیں۔''[علمی مقالات:۴/۴۰۷]

مزید فرماتے ہیں: ''نیم غیر مقلد تراب الحق قادری بریلوی رضاخانی۔''[علمی مقالات:۴/۴۰۷]

مزید پڑھیے! ''غیر مقلد بریلوی کا دعوی یہ ہے کہ...''[علمی مقالات:۴/۴۰۷]

پڑھتے جائیں! ''نیم غیر مقلد تراب الحق۔''[علمی مقالات:۴/۴۰۹]

''غیر مقلد رضاخانی... نے جھوٹ بولا ہے۔''[علمی مقالات:۴/۴۱۰]

مزید دیکھیے، علمی مقالات:۴/۴۱۸، ۴۱۹۔

علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''سیوطی صاحب غیر مقلد۔''[علمی مقالات:۵/۲۹۰..... ماہنامہ الحدیث:شمارہ:۹۰ص۲۵]

علی زئی صاحب نے درج ذیل حضرات کو بھی صراحۃً ''غیر مقلد'' کہا ہے:

امام شافعی، امام احمد اور حافظ ابنِ حجر رحمہم اللہ۔[اوکاڑوی کا تعاقب:۵۳، ۵۴] دیکھیے حاشیہ:۱

حافظ ابن حزم۔[علمی مقالات:۲/۲۴۵] دیکھیے حاشیہ:۱

امام مزنی اور بویطی۔ [علمی مقالات:۳/۵۳] دیکھیے حاشیہ:۱

اسی طرح اپنی جماعت کے بزرگ نواب صدیق حسن خان صاحب کو بھی ''غیر مقلد'' لکھا ہے۔

[علمی مقالات ۳/۴۶۳، توضیح الاحکام:۲/۵۳۷] دیکھیے حاشیہ:۱

۲۶۲ ہم کہتے ہیں کہ اہل حدیث ہونے کے دعویدار بھی اپنے آپ کو ''غیر مقلد'' کہا کرتے ہیں۔

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد کسی کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:

''آپ کے مرید مقلد ہیں اور ہم غیر مقلد۔''[رسائل بہاول پوری:۲۵۲]

ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''میں انہی معنی سے غیر مقلد (اہل حدیث) ہوں۔''

[مظالم روپڑی:۲۳ مشمولہ رسائل اہل حدیث جلد دوم]

محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''میں نے بھی غیر مقلد ہونے کے باوجود اس معاملے میں ان کی تقلید کی اور جس طرح انہوں نے کھایا میں نے بھی اسی طرح کھایا۔''[کاروانِ سلف:۹۵]

بھٹی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''ہم نہایت مسرت کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ہم کسی امام کی تقلید نہیں کرتے ،ہم غیر مقلد ہیں۔'' [کاروانِ سلف:۳۱۴]

نذیر احمد رحمانی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''بھلا ہم ''غیر مقلد'' ہو کر اس کو کس طرح اختیار کر سکتے ہیں۔''

[نوافل کی جماعت کے ساتھ فرض کا حکم:٦٨]

عبدالمتین میمن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہم غیر مقلدوں کے خلاف اگر کچھ لکھنے کو دل کرے تو...'' [حدیثِ نماز:۸۴]

غیر مقلدین کے استاذ الاساتذہ عبدالغفار محمدی صاحب لکھتے ہیں:

''ہم اور ائمہ اربعہ غیر مقلد ہیں۔'' [۳۵۰ سوالات:۴۳۸]

محمدی صاحب آگے لکھتے ہیں:

''ہم نے کب کہا ہے کہ ہم کو غیر مقلد نہ کہو؟ ہم غیر مقلد ہیں غیر مقلد۔'' [۳۵۰ سوالات:۴۳۹]

۲٦۳ اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ غیر مقلد حضرات اپنے کو آپ اعلانیہ ''غیر مقلد'' کہتے ہیں جیسا کہ اوپر گزر چکا۔اور غیر مقلد اور آلِ غیر مقلدیت میں ''غیر مقلد'' کا لفظ مشترک ہے۔

علی زئی صاحب نے غیر مقلد لفظ کو ''گالی'' [علمی مقالات:۵۳۴/۴] ''بکواس'' [علمی مقالات: ٦۷/۳] اور ''برالقب'' کہا ہے۔[الحدیث: شمارہ ۹۰ ص ۳۴] دیکھیے حاشیہ:ا

اب ہم پوچھ سکتے ہیں کہ اگر غیر مقلد کا لفظ گالی ،بکواس اور بُرا لقب ہے تو اہل حدیث ہونے کے دعویدار دوسروں کو اور خود اپنے آپ کو غیر مقلد کہہ کر گالی دینے ،بکواس کرنے اور بُرا لقب پکارنے کے مرتکب رہے ہیں؟ (جاری۔۔۔۔)

اطلاع

بندہ نے غیر مقلدین کی کتابوں سے وہ عبارات سرسری طور پر جمع کی ہیں جن میں انہوں نے صحابہ،فقہاء،محدثین،صوفیاء اور اپنے غیر مقلدین وغیرہ کو صراحۃً ''غیر مقلد'' کہا ہے۔وہ اتنی زیادہ عبارات ہو گئیں کہ انہیں اس جگہ لانا طوالت کا باعث محسوس ہوا۔اِس لیے ان عبارتوں کو الگ مستقل مضمون کی شکل دے کر عنقریب کسی ماہنامہ میں اشاعت کے لیے بھیج دوں گا،ان شاءاللہ۔اِس مضمون کا عنوان ''غیر مقلد کہنے پہ غصہ کیوں؟'' تجویز کیا ہے۔ [رب نواز عفی عنہ،احمد پور شرقیہ]

وحدت الوجود اور آلِ غیر مقلدیت

......قسط:۲......

زبیرعلی زئی:

:۲ ''دیوبندیوں کے عقائد''

عرب علماء کو بھی دیوبندیوں کے عقائد سے سخت اختلاف [۲۶۴] ہے۔مثلاً شیخ حمود [۲۶۵] بن عبداللہ التویجری [۲۶۶] (سعودی حنبلی) کی کتاب ''القول البلیغ فی [۲۶۷] التحذیر عن جماعة التبلیغ '' کا مطالعہ کریں،لہٰذا اِس سلسلے میں صرف اہل حدیث [۲۶۸] اہلِ سنت کو موردالزام قرار دینا غلط [۲۶۹] ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے ''کشف الستار عما تحمله بعض الدعوات من خطار ''یعنی ''تبلیغی جماعت علمائے عرب کی نظر میں'' [۲۷۰] تالیف:محمد بن ناصر العرینی۔

الجواب:

۲٦٤

(الف)......علمائے عرب کے ہاں علمائے دیوبند کی کیا حیثیت ہے وہ آپ قاضی محمد اسلم سیف صاحب غیر مقلد کی زبانی سنیں۔

علمائے دیوبند اہل حرمین کی نظر میں

سیف صاحب لکھتے ہیں۔:

''مولانا احمد رضا خان بریلوی بانی فرقہ بریلویہ نے ''حسام الحرمین'' میں دیوبندیوں...کی طرف منسوب کر کے جن غلط مسائل کے بارے میں فتوی طلب کیا تھا۔ دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے محقق علماء نے دہلی میں جمع ہو کر منسوب کردہ غلط مسائل کا ایک ایک کر کے رد کیا، پھر مکہ ومدینہ کے علماء کے پاس ان کو بھیجا اور انہیں تحریراً مطلع کیا کہ یہ مسائل ہماری طرف غلط منسوب کیے گئے ہیں، ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ حرمین کے علمائے کرام اور شیوخ نے مولانا احمد رضا خان بریلوی کو شیطان بصورت انسان قرار دیا اور دھوکے باز اور فریبی گردانا۔ جب کہ علمائے دیوبند کے عقائد کو اہل السنّت والجماعت کے عقائد قرار دیا اور سوال وجواب کی صورت میں ''المهند علی المفند '' کے نام سے شائع کیا۔اس لئے کہ ''حسام الحرمین'' کا معنی مکہ ومدینہ کی تلوار ہے اور اس (المهند علی المفند، ناقل) کا معنی فریب کار پر ہندی تلوار

ہے کیونکہ عربوں میں ہندی تلوار سب سے عمدہ تلوار سمجھی جاتی تھی۔'' [تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینے میں:۳۰۹]

علی زئی صاحب تو مطلق عرب علماء کی بات کر رہے ہیں جب کہ مذکورہ عبارت میں تو یہ صراحت موجود ہے کہ خاص کر مکہ و مدینہ کے علماء نے دیوبندیوں کو ''اہل السنّت والجماعت'' کہا اور ساتھ ہی یہ بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ جو دیوبندیوں کے عقائد کو غلط کہتا ہے وہ غیر مقلد مؤرخ کی نقل کے مطابق انسان کی صورت میں شیطان ہے نیز وہ دھوکے باز اور فریبی ہے۔

(ب)......ثناء اللہ مدنی صاحب غیر مقلد، عربوں میں تکفیری لوگوں کے پائے جانے کا دعوی کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''عرب ممالک میں جو نوجوان جذباتیت اور کم علمی کی بناء پر زیر زمین تحریکوں میں شامل ہو کر اہل علم کی تکفیر وغیرہ میں پیش پیش ہیں جن سے جہاد افغانستان میں روابط کی وجہ سے بعض اہل حدیث بھی متاثر ہو رہے ہیں۔'' [فتاوی ثنائیہ مدنیہ:۶۷۹]

مدنی صاحب حاشیہ میں مزید لکھتے ہیں:

''آج کل عرب ممالک میں انہیں ''اصحاب الهجرة والتكفير'' کہا جاتا ہے کیوں کہ یہ معاشرے میں پائی جانے والی خرابیوں پہ سیخ پا ہو کر فوراً کفر کا فتوی لگانے لگتے ہیں اور عموماً بڑی خرابی کو نظر انداز کر کے چھوٹی برائی ہی کے خلاف جہاد پر اُبھارتے ہیں اور اسلام کے کھلے دشمنوں کی بجائے مسلمانوں سے قرب رکھنے والوں سے ہجرت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ خوارج کا یہی طریق تھا۔'' [حاشیہ فتاوی ثنائیہ مدنیہ:۶۷۹]

جب خود غیر مقلد مصنف کو اقرار ہے کہ عربوں میں تکفیری لوگ بھی موجود ہیں لہٰذا اگر تکفیری ذہن کے مالک کسی عربی نے دیوبندیوں کے عقائد کو غلط کہا ہو تو اس میں کیا تعجب ہے؟ ورنہ صحیح بات وہی ہے جو سیف صاحب نے نقل کی ہے کہ عرب علماء نے دیوبندیوں کو ''اہل السنّت والجماعت'' کہا ہے۔ بلکہ دیوبندی عقائد کو خود غیر مقلدین نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ حوالہ جات آگے اپنے مقام پر درج ہوں گے ان شاءاللہ۔

(ج)......اب ذرا غیر مقلدیت کو عرب علماء کی کسوٹی پر دیکھیے۔

غیر مقلدین عرب علماء کی کسوٹی پر

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

''ہم جو ہندوستان کے مسلمان ہیں، اہل حدیثوں کو لے لیں جن کو ہم بڑا معیاری کہتے ہیں کہ اہل حدیث کا عقیدہ بڑا اچھا ہوتا ہے اور اہل حدیث کو بڑی معلومات حاصل ہوتی ہیں، عرب ہمیں دیکھ کر حیران

ہوتے ہیں کہ ان کا ایمان کیسا ہے۔ اللہ کے بارے میں یہ کیا تصور رکھتے ہیں اور پھر اس کے بعد ہماری نمازوں کو دیکھ کر، ہماری زندگی کے اور دھندوں کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیسا اسلام ہے ان کا۔"

[خطبات بہاول پوری:۱/۳۲۵]

غیر مقلدین کے حلقہ میں "شیخ الاسلام" کا لقب پانے والوں میں ایک نمایاں نام ثناء اللہ امرتسری صاحب کا ہے، ان کے پیرو کار لوگوں کو "ثنائی گروہ" کہا جاتا ہے۔ "فیصلہ مکہ" نامی کتاب میں امرتسری صاحب مذکور کی گمراہی کو عرب علماء کے زبانی بیان کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں "مکہ معظمہ میں مجلس فیصلہ" کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ جلالۃ الملک نے امرتسری صاحب سے کہا تھا کہ:

"یہ جھگڑا تمہارا اور غزنویوں کا نہیں بلکہ تمہارا اور اللہ کا جھگڑا ہے۔" [فیصلہ مکہ:۱۳]

شیخ محمد بن عبداللطیف آل شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ، امرتسری صاحب کے متعلق فرماتے ہیں:

"صفاتِ الٰہی کے متعلق اِس کی تفسیر کو دیکھنے کے بعد میں اِس رائے پر پہنچا ہوں کہ یہ ایک بدعتی اور گمراہ کی کلام ہے... مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں حلولیہ، اتحادیہ، جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب کو جمع کر رکھا ہے... میں نے اس پر اپنی حجت قائم کردی مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا۔ پس اس کے کفر اور مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں۔" [فیصلہ مکہ:۱۷]

حضرت الشیخ حسن بن یوسف الدمشقی مدرس حرم فرماتے ہیں:

"یہ تفسیر مولوی ثناء اللہ کی طرف منسوب ہے اور وہ ایک بُرا آدمی ہے، اپنی خواہشات کا غلام ہے اور اپنے نفس کا قیدی اور بدعتی ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی کلام میں کوئی ایسی جرأت نہیں کرسکتا مگر وہی جس کو شیطان نے گمراہ کردیا اور شیطان اس کی بدعت اور خواہشات نفس کا رفیق بن چکا ہو... مولوی ثناء اللہ یہ چاہتا ہے کہ ان لوگوں میں اس کا شمار ہو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر کیا ہے کہ: اہل کتاب میں ایک فرقہ ہے جو کتاب (توراۃ) پڑھتے وقت اپنی زبان کو مروڑتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ پڑھ رہے ہیں وہ کتاب الٰہی کا جزو ہے، حالانکہ وہ کتاب الٰہی کا جزو نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں سے اترا ہے، حالانکہ وہ اللہ کے ہاں سے نہیں اترا... مولوی ثناء اللہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح احادیث اور تفسیر صحابہ کے مخالف ہے اور سلف صالحین اور قرون ثلاثہ کے اجماع کے خلاف ہے۔" [فیصلہ مکہ:۱۹]

سلیمان بن محمد جمہور النجدی فرماتے ہیں:

"میں نے مولوی ثناء اللہ کی تفسیر "تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن" دیکھی ہے اس کو سلف صالحین اور ائمہ

خلف کے مسلک کے خلاف پایا۔ پس تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن میں جن آیات کی تفسیر میں نے دیکھی ہے اس کا مفسر خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ جہمی ہے، اس کی تمام کوششیں اس تصنیف میں ضائع ہوگئیں اور الٹا ان سب لوگوں کا گناہ سمیٹ لیا جنہوں نے اس کی مبتدعات کی اتباع کی، پس مولوی ثناء اللہ شرعاً ہر طرح پایہ عدالت سے ساقط ہے...وہ توبہ نہ کرے تو نہ تو اس کو سلام کہا جائے اور نہ اس کے ساتھ نشست و برخواست کی جائے اور نہ اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور نہ اس کی قبر پر دعا کے لیے کھڑا ہو۔'' [فیصلہ مکہ:۲۰]

شیخ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل بشر، امرتسری صاحب کی تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تفسیر کلام الٰہی، صحیح احادیث نبویہ، اہل حدیث اور مسلمانوں کی بڑی جماعت کی تفسیر کے خلاف ہے۔'' [فیصلہ مکہ:۲۱]

یہ فیصلہ مکہ کے حوالے ہیں، اسی طرح ایک اور کتاب ''الفیصلة الحجازیة'' ہے، اس میں بھی امرتسری صاحب کو گمراہ کہا گیا ہے۔ گویا مکہ وحجاز کا فیصلہ یہی ہے کہ غیر مقلدین کے سردار ثناء اللہ امرتسری صاحب گمراہ ہیں۔ فیصلہ مکہ اور الفیصلة الحجازیة دونوں کتابوں کو غیر مقلدین نے ترتیب دیا ہے اور یہ رسائل اہلحدیث جلد اول میں شامل ہیں۔

غیر مقلدین کی ایک کتاب میں لکھا ہے:

''جماعت وہابیہ نجد اور گروہ اہل حدیث میں مذہباً اور اصولاً قدیماً اور حدیثاً فرق عظیم ہے۔''

[مآثرِ صدیقی ۱۶۰/۳]

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ اہل نجد عربیوں سے غیر مقلدین کا اصولی یعنی عقیدہ کا اختلاف ہے۔

پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اسی کتاب میں آگے مزید لکھا ہے کہ:

''بعض محدثین نے ملک نجد کی بُرائی میں صحیحین سے ایک روایت بھی حضرت ابن عمرؓ سے نقل کی ہے: وہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ملک یمن اور شام کے لیے دعائے برکت کی، تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے مُلک نجد کے لیے بھی دعا فرمائیے، ابن عمر کہتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ جب اُن لوگوں نے تین بار یہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہاں سے جھگڑے اُٹھیں گے اور فتنے پیدا ہوں گے اور وہیں سے قرن شیطان نکلے گا۔'' [مآثرِ صدیقی ۱۶۲/۳]

(د)......زبیر علی زئی سمیت بہت سے غیر مقلدین ''تقلید'' کو حدِ فاصل کہتے ہیں اور اسے عقیدہ کا مسئلہ قرار دیتے ہیں۔ جب کہ آلِ غیر مقلدیت کو یہ بھی اعتراف ہے کہ عرب علماء تقلید کیا کرتے ہیں اور وہ

مقلد ہیں۔حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

اپنے حلقہ میں وکیل اہل حدیث کالقب پانے والے محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''رفع یدین وآمین بالجہر شافعی وغیرہ تمام بلاد عرب (مکہ مدینہ وغیرہ) اور بعض بلاد ہند (بمبئی کلکتہ وغیرہ) میں کرتے ہیں۔'' [اشاعۃ السنہ:۴/۲۷۱]

بٹالوی صاحب نے اظہار کر دیا کہ مکہ ومدینہ وغیرہ عرب کے علاقوں میں شافعی مقلد پائے جاتے ہیں۔انہوں نے ایک اور بات سے بھی پردہ اُٹھادیا کہ عرب میں رفع یدین کرنے والے اور آمین بالجہر کے قائلین شوافع مقلد ہیں۔لہٰذا انہیں ''غیر مقلد'' قرار دینا درست نہیں۔

عبدالعزیز سیکرٹری جمعیت مرکز یہ اہلحدیث ہند،سعودیہ کے جلالۃ الملک رحضرت امام کے بارے کہتے ہیں کہ انہوں نے ثناء اللہ امرتسری صاحب سے فرمایا:

''آپ ہمیں تو امام احمد کی تقلید سے منع کرتے ہیں اور خود رازی اور شاہ ولی اللہ کی تقلید کرتے ہو۔'' [فیصلہ مکہ:۱۲]

اسماعیل سلفی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جہاں جس مکتب فکر کا زور ہوا اس کی فقہ چل نکلی ،نجد میں حنبلی فقہ جادا اور مصر میں شافعی فقہ، سوڈان اور الجزائر وغیرہ میں مالکی فقہ۔'' [کیا فقہ حنفی اسلام کی صحیح اور کامل تعبیر ہے:۲۴]

سلفی صاحب اہل نجد کے بارے لکھتے ہیں:

''طعن کے طور پر لوگ وہابی کہتے ہیں لیکن دراصل عام لوگ حنبلی ہیں،فقہ میں امام احمد کو پیشوا مانتے ہیں،ہمارے ملک میں عام لوگ حنفی ہیں،نجد میں اکثر لوگ حنبلی کہلاتے ہیں۔'' [تحریک آزادی فکر:۵۰۳]

سلفی صاحب مسلک پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس مسلک کے لیے وہابیت کا عنوان بڑا جھوٹ ہے، وہابیوں کا مرکزی مقام نجد اور حجاز ہے، لیکن وہ لوگ حنبلی ہیں۔'' [تحریک آزادی فکر:۱۰۱]

سلفی صاحب ہی لکھتے ہیں:

''حجاز میں شوافع ،نجد میں حنابلہ،سوڈان ،الجزائر اور افریقہ میں مالکی،ان ہوا پرستی کے کارخانوں پر قابض اور متصرف ہیں۔'' [تحریک آزادی فکر:۲۲۷]

عبدالغفار حسن صاحب غیر مقلد،سلفیوں کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''دوسری قسم میں وہ نجدی علماء شمار کیے جاسکتے ہیں جو عقیدہ میں سلفی ہیں لیکن عملی لحاظ سے حنبلی یعنی

امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں۔‘‘[الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیادعطاء اللہ حنیف: ۱۷۵]

شیخ محمد بن عبدالوہاب کا سعودیہ میں بہت بڑا مقام ہے اور بہت سے لوگ ان کے پیروکار ہیں وہ بھی حنبلی مقلد ہیں جیسا کہ ہم حاشیہ: ۶۷ میں غیر مقلدین کی زبانی لکھ چکے ہیں۔

(ح)......علی زئی صاحب نے یہاں عرب علماء کا تذکرہ کیا ہے شاید کسی کے ذہن میں آئے کہ وہ ان کے ساتھ اعمال میں پوری موافقت رکھتے ہیں اس لیے ہم وضاحت کردینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہیں۔

علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

’’یہاں بطور تنبیہ عرض ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ اس حدیث پر سعودیہ کا عمل نہیں ہوتا۔ سعودی علماء نے اپنی تاویلاتِ باطنیہ کا نشانہ بنا کر عملاً رد کردیا ہے۔‘‘

[علمی مقالات: ۴۹۵/۲]

علی زئی صاحب آگے لکھتے ہیں:

’’ایک سعودی شیخ عبداللہ المعتاز سے اس سلسلے میں، ریاض سعودی عرب میں میری بات ہوئی تھی۔ یہ شیخ لاجواب ہونے کے باوجود اپنی ضد اور حدیث کی مخالفت پر ڈٹا رہا۔‘‘[علمی مقالات: ۴۹۵/۲]

علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

’’امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف ’الفقہ الاکبر‘‘ کے نام سے ایک کتاب منسوب کی گئی ہے جسے ’’الکوکب الازھر شرح الفقہ الاکبر‘‘ کے نام سے مصطفیٰ احمد الباز نے ’المکتبہ التجاریہ ، مکہ مکرمہ‘‘ نے سعودی عرب سے شائع کیا ہے۔‘‘[توضیح الاحکام ۱۳۵/۱]

علی زئی صاحب بتا رہے ہیں کہ سعودیہ کے شہر مکہ سے ’’من گھڑت‘‘ کتاب شائع ہوئی ہے۔

امام حرم شیخ خالد نے صحن کعبہ میں خطبہ دیا، ان کے خطبہ میں سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث مذکور ہے جس میں ہرنی کا قصہ ہے۔ علی زئی صاحب نے اس حدیث کو ’’من گھڑت‘‘ کہا اور آخر میں لکھا:

’’خلاصۃ التحقیق: ہرنی والا یہ قصہ ثابت نہیں ہے، لہٰذا اسے بغیر جرح کے بیان کرنا جائز نہیں ہے۔‘‘[توضیح الاحکام ۴۶۳/۲]

۲۶۵

شیخ حمود سے نہ ہماری کوئی واقفیت ہے اور نہ ہی ان کی کوئی کتاب پڑھنے کا موقع ملا۔ اوپر سیف

صاحب غیر مقلد کی زبانی مذکور ہوا کہ سعودی علماء نے علمائے دیوبند کو"اہل السنۃ والجماعت" قرار دیا ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ حمود صاحب کو علمائے دیوبند کے بارے میں صحیح معلومات نہیں یا پھر وہ کوئی تکفیری ذہن کے مصنف ہیں۔خاص کر جب غیر مقلدین کو یہ اعتراف بھی ہے کہ عرب میں تکفیری لوگ بھی پائے جاتے ہیں، جیسا کہ حاشیہ: ۲۶۴ میں گزر چکا، اور انہیں یہ اقرار بھی کہ دیوبندیوں کے عقائد درست ہیں جیسا کہ آگے باحوالہ بیان ہوگا، ان شاءاللہ۔

یہاں ہمیں یہ بھی بتلایا جائے کہ شیخ حمود مقلد ہیں یا غیر مقلد؟ اگر مقلد ہیں تو غیر مقلدین کا ان سے عقیدہ کا اختلاف ہوا کیونکہ وہ تقلید کو بنیادی مسئلہ کہتے ہیں۔اس لیے خود غیر مقلدین کا سعودی عالم سے سخت اختلاف شمار ہوگا۔اور اگر وہ غیر مقلد ہیں تو یہ مخالف کی جرح ہے جو علی زئی صاحب کے اصول میں معتبر نہیں۔

۲۶۶

شاید کوئی کہے کہ شیخ حمود نام کے ساتھ علی زئی صاحب نے ان کے "حنبلی" ہونے کی تصریح کر دی ہے جو کہ ان کے مقلد ہونے کی دلیل ہے تو عرض یہ ہے کہ علی زئی صاحب بارہا اپنی تحریروں میں کہہ چکے ہیں کہ کسی عالم کے ساتھ حنبلی وغیرہ کا لاحقہ اس کے مقلد ہونے کی دلیل نہیں۔اس لیے محض "حنبلی" کی تصریح کو مقلد ہونے کا مدار بنانا کافی نہیں۔

۲۶۷

کتاب کے نام سے معلوم ہو رہا ہے کہ شیخ حمود نے بزعم خود تبلیغی جماعت کی مذمت کی ہے، جب کہ عرب ممالک میں تبلیغی جماعت کا کام بہت وسیع پیمانہ پر جاری ساری ہے اور عربی لوگ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لے رہے ہیں اور اس کے مشاہدہ کے لیے کسی عربی ملک جانے کی بھی ضرورت نہیں، پاکستان کے مختلف چھوٹے اور بڑے شہروں میں عرب لوگ تبلیغی جماعت کے ساتھ آئے رہتے ہیں، ہر شخص اپنی آنکھوں سے ان لوگوں کو دیکھ سکتا ہے۔لاکھوں عرب علماء و عوام کا جماعت کے ساتھ وقت لگانا اور اپنے ممالک میں مراکز قائم کر کے تبلیغی اعمال کو کرتے رہنا ایک ایسا انقلاب ہے کہ شیخ حمود وغیرہ اسے روکنے سے بالکل عاجز و بے بس ہیں۔بلکہ اس انقلاب نے نام نہاد اہل حدیث کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے وہ بھی تبلیغی جماعت میں وقت لگاتے ہیں اور اس جماعت کی خوب مدح سرائی کرتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کی مدح غیر مقلدین کی زبانی

غیر مقلدین کے ہاں"مولانا و حافظ" کہلائے جانے والے بزرگ حمید اللہ سدید صاحب (قلعہ

میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ) فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ میں اپنے کسی مسئلے میں الجھا ہوا تھا اور پریشانی کے عالم میں اس کے حل کے لئے بہت دعائیں کرتا تھا۔ ایک دن عصر کی نماز پڑھی تو میں نے دیکھا کہ ہماری مسجد میں بیرون ملکیوں کی تبلیغی جماعت آئی ہے وہ اپنے چہرے مہرے سے غیر ملکی نظر آتے تھے۔ میں نے انہیں دیکھتے ہی اللہ تعالی سے دعا مانگی کہ یا اللہ! یہ تیرے بندے تیری راہ میں نکلے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو تیری رضا کے سوا کچھ نہیں چاہیے۔ الٰہی میں اِنہی کے وسیلے کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا مسئلہ حل کر دے۔ یقین جانیے مغرب کے وقت میرا مسئلہ حل ہو گیا۔ اس دن کے بعد میری محبت تبلیغی جماعت کے ساتھ اور بڑھ گئی۔ اس دن کے بعد سے میں ان کی قدر بھی بہت کرتا ہوں اور اپنے نمازیوں سے کہا کرتا تھا کہ بیٹھ کر ان کا بیان سُنا کرو، یہ اتنی دُور سے آتے ہیں۔ یہ خیال کرو کہ یہ اللہ کے مہمان ہیں، اللہ کا دین پھیلا رہے ہیں، ان کے پاس بیٹھنے سے حقیقتاً نفع ہوتا ہے۔ الحمدللہ جماعت کے آنے سے مسجد میں کافی برکات ہیں۔'' [علمائے اہل حدیث کا ذوق تصوف:۱۵۴]

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد اور محمد طارق خاں غیر مقلد دونوں فرماتے ہیں:

''تبلیغی جماعت اکثر اوقات یہ دعوی کرتی ہے کہ اس تبلیغی جماعت میں صرف حنفی مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد شامل نہیں بلکہ اہل حدیث اور شافعی بھی شامل ہیں۔ اور یہ بات کسی حد تک صحیح بھی ہے۔'' [تبلیغی جماعت عقائد، افکار، نظریات اور مقاصد کے آئینے میں:۱۵]

اس عبارت میں تبلیغی جماعت میں اہل حدیث کی شمولیت کا اقرار کیا گیا ہے۔

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد فرماتے ہیں:

''اہل حدیثوں کو دیوبندی کھا گئے، ملتان جا کر دیکھ لو جو اہل حدیث دیوبندیوں کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں، جو اہل حدیث تبلیغی جماعت کے چکروں میں ان کے پھیروں میں پھرتے ہیں، چلا کرتے ہیں بالکل ختم ہو گئے۔'' [خطبات بہاول پوری:۴۴۲/۴]

مزید تفصیل اور حوالہ جات کے لیے بندہ کا مضمون ''تبلیغی جماعت کی مدح سرائی، غیر مقلد علماء کے قلم سے'' ملاحظہ فرمائیں۔ یہ مضمون مجلّہ پیغام حق فیصل آباد شمارہ:۱۱، ۱۲ میں دو قسطوں میں شائع ہو چکا ہے۔

اگر کوئی شخص کتابوں سے ہٹ کر خارج میں مشاہدہ کی آنکھوں سے دیکھنا چاہے تو پاکستان کے متعدد شہروں میں دیکھ سکتا ہے کہ غیر مقلدین کے بہت سے افراد تبلیغی جماعت کو مفید سمجھتے ہوئے اس میں وقت لگایا کرتے ہیں۔ احمد پور شرقیہ کے کئی غیر مقلد میرے علم و مشاہدہ میں ہیں جو جماعت کے ساتھ وقت لگاتے ہیں، میں ان کی زیارت کرا سکتا ہوں بلکہ انہیں اس حالت میں دکھا سکوں گا کہ وہ جماعت کے ساتھ

گئے ہوں گے یا پھر اپنے مقام پر جماعت کا ہفتہ وار گشت کر رہے ہوں گے، فضائل اعمال کی تعلیم کراتا ہوا بھی دکھا سکوں گا، ان شاء اللہ۔

۲٦۸

اہل حدیث کا لفظ بول کر علی زئی صاحب نے اپنی جماعت کو مراد لیا ہے جنہیں ''غیر مقلدین'' کہا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ حقیقی اہل حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتے۔ عطاء اللہ ڈیروی اور عادل خاں غیر مقلد کہتے ہیں:

''اس سے کسی کو یہ مغالطہ نہیں ہونا چاہیے کہ محض اہل حدیث نام رکھ لینے سے کوئی جماعت یا شخص ناجی فرقہ میں شامل ہو جائے گا اور جنت کا ٹھیکدار بن جائے گا بلکہ حقیقت میں اہل حدیث صرف وہی ہے جو قرآن وحدیث کے حکم کو ہر شخص کے قول پر عملی طور پر بالا رکھتا ہو اور کسی بھی علامہ کی بات کو قرآن وحدیث کے مقابلے میں حجت نہ سمجھتا ہو اور اپنے کسی عالم کی بات کو راجح کرنے کے لیے قرآن وحدیث میں تاویل نہ کرتا ہو۔'' [تبلیغی جماعت عقائد، افکار، نظریات:۱۵]

اس تعریف کے مطابق انگریز حکومت سے اہل حدیث کا نام حاصل کرنے والا فرقہ حقیقی اہل حدیث ثابت نہیں ہوسکتا۔ اگر کسی کو میری بات سے اختلاف ہے وہ مجھے چیلنج کرے میں غیر مقلدین کی کتابوں سے ثابت کروں گا کہ وہ اس تعریف کے مطابق اہل حدیث ہرگز ہرگز نہیں۔ ہے کوئی غیر مقلد جو مجھے اس حوالہ سے چیلنج کرنے کی ہمت کرے، دیدہ باید۔

تنبیہ: بندہ یا کسی دیوبندی نے اگر غیر مقلدین کو کسی جگہ ''اہل حدیث'' کہا ہے تو وہ ان کے اہل حدیث نام رکھنے کی وجہ سے کہا ہے نہ کہ حقیقی اہل حدیث سمجھ کر۔ جیسے منکرین حدیث کو ان کے پسندیدہ نام ''اہل قرآن'' کی وجہ سے ثناء اللہ امرتسری صاحب [فتاوی ثنائیہ ۱/۲۸۰] سمیت بہت سے لوگ ''اہل قرآن'' کہہ دیتے ہیں حالانکہ وہ حقیقی معنوں میں ''اہل قرآن'' نہیں۔ اسی طرح کسی کالے رنگ کے آدمی کا نام اگر بگے خاں (یا چٹے شاہ) ہو تو لوگ اس کے نام کی وجہ سے اسے بگے خاں کہہ دیتے ہیں اگرچہ وہ حقیقۃً بگا (یا چٹا یعنی سفید) نہیں ہوتا۔

غیر مقلدین کا گروہ ''اہل السنّت'' بھی نہیں بلکہ ان کے اپنے علماء کی گواہیوں سے ثابت ہے کہ یہ لوگ بدعتی ہیں جیسا کہ ہم سیاحۃ الجنان:۱۳، فتاوی علمائے حدیث ۹/۲، کتاب التوحید والسنۃ:۲٦۲ کے حوالے سے حاشیہ:۱۵۰ میں نقل کر آئے ہیں۔ یہاں چونکہ علی زئی صاحب عرب علماء کی بات چھیڑ چکے ہیں تو اسی مناسبت سے ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

عبدالعزیز سیکرٹری جمعیت مرکزیہ اہلحدیث ہند ثناءاللہ امرتسری صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مکہ مکرمہ میں فیصلہ مولوی صاحب موصوف کے خلاف ہوا اور ان کی تمام توقعات مجروح ہوئیں۔نہیں معلوم بیچارے کیا نقشہ باندھ کر گئے تھے اور کیا کیا تجویزیں ذہن میں لے کر گئے تھے،مگر واپس آئے تو اُلٹا بدعتی ہونے کا فتوی لے کر آئے جو ہمیشہ ان کی پیشانی پر چپکا ہوا نظر آئے گا الا ان یتوب۔''

[فتنہ ثنائیہ:۱۰]

غیر مقلدین میں شیخ الاسلام،سردار اہلحدیث ،امت محمدیہ کا ہیرو لقب پانے والے امرتسری صاحب کو مکہ مکرمہ والوں نے ''بدعتی'' قرار دیا۔جب ان کے شیخ الاسلام،سردار اور ہیرو کا یہ مقام ہے تو باقی کس شمار میں؟ یہ بھی معلوم رہے کہ امرتسری صاحب علی زئی کے استاذ الاستاذ/ دادا استاد ہیں۔

۲۶۹

علی زئی صاحب تو کہہ رہے ہیں کہ صرف اہل حدیث کو الزام نہ دو۔میں کہتا ہوں عرب علماء تو جہاں رہے،نام نہاد اہل حدیث کے بھی سبھی علماء،دیوبندیوں کے عقائد کو غلط نہیں کہتے بلکہ ان میں سے تکفیری ذہن والے فتوی بازی کیا کرتے ہیں،ورنہ دوسرے بہت سے غیر مقلد علماء نے دیوبندی عقائد کی حقانیت کو تسلیم کیا ہے جیسا کہ آگے آئے گا،ان شاءاللہ۔

۲۷۰

اس کتاب کے بھی نام سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس میں تبلیغی جماعت کے حوالہ سے بحث ہے۔
حاشیہ:۲۶۷ میں ہم اس حوالے سے کچھ معروضات درج کر چکے ہیں انہیں ملاحظہ فرما لیا جائے۔

یہاں یہ بھی عرض کر دوں کہ اگر کوئی شخص عرب علماء کی تبلیغی جماعت سے محبت وحمایت جاننا چاہے تو وہ حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ کی دو کتابوں:'تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب'...اور...'تبلیغی جماعت اور عرب علماء' کا مطالعہ کرے۔

تنبیہ:القول البلیغ اور کشف الستار دونوں کتابیں میرے پاس نہیں ہیں،اِس لیے اِن پر کوئی تبصرہ فی الحال نہیں ہو سکتا۔کسی کے پاس کسی کتاب کا نہ ہونا یہ ایسی مجبوری ہے کہ خود علی زئی صاحب کو بھی یہ معاملہ پیش آتا رہا اور وہ اس کا اظہار بھی کر دیتے ہیں،مثلاً دیکھیے علمی مقالات ۲۱۹/۵۔

(جاری۔۔۔۔)

☆......☆......☆......☆

وحدۃ الوجود اور غیر مقلدیت

قسط:۳

زبیر علی زئی:

۳:''پے در پے شکستوں سے دو چار''!!!

یہ دعوی حقیقت کے سراسر خلاف[۲۷۱] ہے، مثلاً کوہاٹ[۲۷۲] والے مناظرے میں راقم الحروف نے وتعاونوا علی البر والتقوی[۲۷۳] کے اصول پر طالب الرحمٰن صاحب[۲۷۴] کی معاونت کی تھی، جب کہ مدمقابل ماسٹر امین اوکاڑوی صاحب تھے اور مناظرے کے اختتام پر سلطان نامی دیوبندی نے اہل حدیث ہونے[۲۷۵] کا اعلان کر دیا تھا۔

۴: اہل حدیث نے وحدت الوجود کو کفریہ عقیدہ[۲۷۶] قرار دیا ہے۔(مفہوم)

عرض ہے کہ ملا علی قاری[۲۷۷] (حنفی) نے بھی "الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود" کے نام سے اس باطل عقیدے کے رد میں ایک کتاب[۲۷۸] لکھی ہے، جو دار المامون للتراث دمشق (شام) سے شائع شدہ ہے۔

تنبیہ: مروجہ[۲۷۹] وحدت الوجود کا عقیدہ قرآن وحدیث کے سراسر خلاف بلکہ کفر و باطل ہے۔

تفصیل کے لیے دیکھئے میری کتاب:''بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم[۲۸۰]''اور ماہنامہ[۲۸۱] الحدیث:۵۴

الجواب:

۲۷۱

یہ دعوی خلاف حقیقت نہیں، بلکہ اس قدر حقیقت پر مبنی ہے کہ اس کا غیر مقلدین کو بھی اعتراف ہے۔

محمد اسماعیل سلفی صاحب غیر مقلد (سابق امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان) لکھتے ہیں:

''علماء دیوبند کو اُن کی علمی خدمات نے اتنا اونچا کیا ہے جتنا مناظرات نے ہم کو نیچا دکھایا اور ذہنی طور پر جماعت کو قلاش کر دیا۔''[نتائج التقلید:ق]

ایم حسن محمد صاحب غیر مقلد نے سابق دیوبندی ہونے کا دعوی کیا اور اپنے دیوبندی دور کے ایک مناظرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا:

''حافظ عبدالسلام بھٹوی، حافظ عبدالمنان شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ آف رڑیالہ اور مولانا محمد اشرف سلیم آف قلعہ دیدار سنگھ بسلسلہ مسئلہ رفع الیدین تشریف لائے۔ تحریری مناظرہ طے پایا۔ علماء اہل حدیث کی طرف سے مولانا محمد اشرف سلیم صاحب نے تحریری مناظرہ کی ذمہ داری اٹھائی، تیرہ ماہ تک مناظرہ چلتا رہا۔

مولانا ممدوح کا رقعہ آتا، میں جواب بھیج دیتا۔ بار بار تیرہ مہینے تک سلسلہ جاری رہا۔ آخر اہل حدیث میدان چھوڑ گئے۔'' [ہم اہل حدیث کیوں ہوئے؟:۳۰۹]

غیر مقلدین میدان چھوڑ گئے پھر مسلک تبدیل کیوں؟ اس کا جواب حصاروی صاحب کی زبانی آگے حاشیہ:۲۷۵ میں آرہا ہے۔

علی زئی صاحب کے شیخ الشیخ ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد کا مولانا عبدالعزیز صاحب (گوجرانوالہ) کے ساتھ صحیح مسلم کی ایک حدیث: اذاقرا فانصتوا کے حوالہ سے تحریری مناظرہ ہوا فریقین کی طرف سے علامہ سید سلیمان ندوی صاحب کو منصف قرار دیا گیا۔ ندوی صاحب نے مولانا عبدالعزیز صاحب کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس مناظرہ کی روئیداد ''کیفیت مناظرہ تحریری'' عنوان سے شائع ہے۔

عنایت اللہ اثری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اخبار اہل حدیث امرتسر مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۳۳ء میں ایک دیوبندی خیال کے مولوی [عبدالعزیز (ناقل)] صاحب کے بالمقابل حدیث ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ میں و اذاقرا فانصتوا کا مولانا [ثناء اللہ امرتسری (ناقل)] موصوف نے صاف طور پر انکار کر دیا کہ ''صحیح مسلم میں درج نہیں'' حالانکہ صحیح مسلم میں صاف موجود ہے اور جس حدیث میں و إذاقرا فانصتوا کو امام مسلم نے صحیح قرار دے کر بھی درج نہیں فرمایا وہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ میں نے اس پر بھی موصوف [ثناء اللہ امرتسری (ناقل)] کو ایک نہایت مفصل عریضہ کے ذریعہ اُسی وقت توجہ دلائی جس کا جواب بھی موصوف کی طرف سے بصورت شکریہ موصول ہوا مگر چونکہ تیر نکل چکا تھا اس لئے وہی ہوا جس کا خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔ [یعنی دیوبندیوں کی جیت اور غیر مقلدین کی ہار کا اعلان ہو گیا۔ (ناقل)] محترم مولانا صاحب چونکہ اخباری مشاغل اور مناظرانہ استحضار کی وجہ سے تدریس حدیث کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اس لئے مخارج حدیث میں موصوف کی نظر وسیع نہیں ہو سکی۔'' [البیان المستطاب :۳۸ مشمولہ مجموعہ رسائل اثری ا/۲۸۴]

پھر وقت آیا اسی حدیث مسلم ''إذاقرا فانصتوا'' کی صحت پر بحث کا تو حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''احسن الکلام'' میں اس کی صحت کو ثابت کیا اور کہا: اگر آپ ووٹوں کی دنیا میں آتے ہیں تو اس حدیث کو صحیح قرار دینے والے زیادہ ہیں۔ حضرت کے الفاظ یہ ہیں:

''اگر محض مردم شماری سے مبارک پوری صاحب میدان جیتنا چاہتے ہیں تو اس میں بھی ان کی شکست یقینی ہے۔'' [احسن الکلام:۲۵۹]

اس پر ارشاد الحق اثری غیر مقلد نے کہا:

''ووٹوں کی دنیا میں جن حضرات کا ذکر کیا گیا ہے وہ محض ووٹوں میں دھاندلی کا نتیجہ ہے۔''

[توضیح الکلام طبع جدید:۲۷۶]

مگر اللہ کی قدرت کہ خود غیر مقلدین کے مصنف علی زئی صاحب نے اس حدیث کی صحت پر ایک مستقل مفصل مضمون لکھ کر اعلان کر دیا کہ یہ حدیث جمہور کے نزدیک صحیح ہے۔[علمی مقالات جلد دوم]

یعنی دوبارہ ووٹنگ ہوئی اور گنتی سمیت ووٹوں کی ساری کاروائی غیر مقلدین کے ہی نمائندہ علی زئی صاحب نے کی، وہاں کوئی دیوبندی موجود نہ تھا جس پر دھاندلی کا الزام جڑ دیا جائے۔ جب علی زئی صاحب نے نئی ووٹنگ میں اس حدیث کو صحیح قرار دے دیا ہے تو اسے میں اپنی تعبیر میں یوں کہہ سکتا ہوں کہ فریق مخالف کے نمائندہ نے نام لیے بغیر اثری وغیرہ غیر مقلدین کی شکست کا اور دیوبندیوں کی جیت کا کھلے لفظوں میں اعلان کر دیا۔

چند سال پہلے بہاول پور میں مسئلہ رفع یدین کے موضوع پر طالب الرحمٰن کے استاد پروفیسر عبداللہ بہاول پوری کے بیٹے عبدالمنان صاحب سے مناظرہ ہوا۔ جس میں دیوبندیوں کی طرف سے مناظر مولانا شہباز باجوہ صاحب تھے، صدارت مولانا عبداللہ وڑائچ صاحب کی تھی۔ جب کہ معاونت کے لیے میرا اور مولانا عبدالغفار ذہبی صاحب کا نام پیش ہوا۔ اس مناظرہ میں غیر مقلد مناظر عبدالمنان صاحب کو عبرت ناک شکست ہوئی، یہاں تک کہ تین گھنٹے کی پسپائی کے بعد وہ دورانِ مناظرہ ہی کتابیں وہیں پہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس کا بھاگ جانا شاید غیر مقلدین نہ مانتے مگر اللہ کی قدرت کہ مناظرہ ویڈیو ہے اور وہ دیکھنے والوں کو بھاگتے ہوئے صاف نظر آتا ہے۔ مووی نے ہمیشہ کے لیے غیر مقلدین کی اس شکست کو محفوظ کر لیا جو چاہے اپنی آنکھوں سے اس کا نظارہ کر سکتا ہے، یہ مناظرہ نیٹ پر بھی موجود ہے۔

غیر مقلدین سالہا سال تک کہتے رہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی والے کی نماز نہیں ہوتی یہاں تک کہ فتاوی میں یہ لکھ دیا کہ:

''رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بامر اللہ تعالی صحابہ کرامؓ کو فرمایا میرے پیچھے سورۂ فاتحہ ضرور پڑھا کرو ورنہ تمہاری نماز باطل ہو جائے گی۔'' [فتاویٰ ثنائیہ:۱/۴۸۹]

لیکن جب اس حوالہ سے حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ نے ''احسن الکلام'' کتاب لکھی تو غیر مقلدین کے نامی گرامی علماء نے مان لیا کہ فاتحہ نہ پڑھنے والی کی نماز ہو جاتی ہے۔ چنانچہ محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہمارا تو یہ مسلک ہے کہ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ فروعی اختلافی ہونے کی بناء پر اجتہادی ہے پس

جو شخص حتی الامکان تحقیق کرے اور یہ سمجھے کہ فاتحہ فرض نہیں خواہ نماز جہری ہو یا سری، اپنی تحقیق پر عمل کرے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔'' [خیر الکلام:۳۳]

علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ الاسلام، حجة الاسلام، شیخ القرآن والحدیث، الامام، الثقه، المتقن، الحجه، المحدث، الاصولی، محمد گوندلوی رحمة الله علیه۔'' [فاتحہ خلف الامام:۱۱]

ارشاد الحق اثری صاحب غیر مقلد نے مذکورہ عبارت کو نقل کر کے اس سے اتفاق کیا ہے۔[توضیح الکلام:۴۵]

بلکہ اثری صاحب نے بقلمِ خود لکھا:

''امام بخاریؒ سے لے کر دورِ قریب کے محققین علمائے اہل حدیث تک کسی کی تصنیف میں یہ دعوی نہیں کیا گیا کہ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز باطل ہے اور وہ بے نماز ہے وغیرہ۔ اس لئے اگر آج بعض حضرات نے جو قدم اُٹھایا ہے اسے پیش قدمی نہیں کہا جاسکتا۔ پھر جماعت کے نامور اور ذمہ دار حضرات میں بھی ان کا شمار نہیں ہوتا۔'' [توضیح الکلام:۴۳]

اس عبارت کو طبع جدید میں بھی باقی رکھا گیا ہے۔ دیکھئے [توضیح الکلام طبع جدید:۷۱]

علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی لاجواب کتاب ''توضیح الکلام فی وجوب القراءۃ خلف الامام'' [نور العینین:۴۷]

اثری صاحب نے اپنی جماعت کے ان سب لوگوں کو غیر ذمہ دار قرار دے دیا ہے جو کہتے ہیں امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز باطل ہے۔

۲۷۲

مولانا امین اکاوڑی صاحب رحمہ اللہ کا کوہاٹ میں ایک مناظرہ عبدالعزیز نورستانی صاحب غیر مقلد سے ''مکمل نماز'' کے موضوع پر ہوا، یہ مناظرہ بہت دلچسپ رہا۔ شائقین حضرات اسے ''فتوحات صفدر'' میں پڑھ سکتے ہیں اور اس کی کیسٹیں مل جائیں تو اسے سُن بھی سکتے ہیں۔ حضرت اوکاڑوی صاحب اس مناظرہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

الحمد للہ اس مناظرہ کا اثر ملک گیر رہا۔ پورے ملک میں غیر مقلدین نے کان پکڑ پکڑ کر توبہ کی کہ آئندہ کبھی ہم اس بات پر مناظرہ نہیں کریں گے کہ اپنی مکمل نماز کی ترتیب و تفصیل قرآن و حدیث سے ثابت

کریں۔اس کے بعد لاہور، اوکاڑہ، گوجرانوالہ، وہاڑی، مظفر گڑھ، جہلم، گجرات وغیرہ مختلف شہروں میں اہل السنّت والجماعت نے ان سے مطالبہ کیا کہ آپ اپنی نماز مکمل ترتیب وتفصیل سے ثابت کریں مگر زمین جُنبد نہ جُنبد نورستانی والا معاملہ۔'' [تجلیاتِ صفدر: ۳/۴۴۱]

علی زئی صاحب نے مناظرہ کا موضوع نہیں بتایا اگر یہ مناظرہ مسئلہ تقلید پر ہوا ہے تو اس میں نورستانی صاحب بھی موجود تھے اور اس کی روئیداد اوکاڑوی صاحب نے اپنے ایک مضمون ''مناظرہ کوہاٹ کی جھلکیاں'' میں بیان فرمادی ہے۔اس کے آخر میں لکھتے ہیں:

''الحاصل! کوہاٹ کے اس مناظرہ میں اہل السنّت والجماعت کو اللہ تعالیٰ نے نمایاں کامیابی عطا فرمائی جب کہ غیر مقلدین اپنے دعویٰ کہ مجتہد کی تقلید شخصی شرک ہے اس کو ثابت کرنے میں سو فیصد ناکام رہے۔'' [تجلیاتِ صفدر: ۳/۴۶۷]

۲۷۳

بندہ نے بھی تعاونوا علی البر والتقوی کے پیشِ نظر مناظرہ بہاول پور میں معاونت کی خدمت قبول کی تھی اور اس مناظرہ میں شکست غیر مقلدین کا مقدر بنی جیسا کہ اوپر حاشیہ ۲۷۱ میں بیان ہوا، والحمدللہ۔

۲۷۴

طالب الرحمٰن صاحب غیر مقلدین میں بہت بڑے مناظر شمار ہوتے ہیں، مگر ان کی علمی استعداد کیسی تھی؟ اس کا اندازہ اِس سے لگائیں کہ اُن کا ایک مناظرہ حنیف قریشی سے ہوا، اُس میں عبارت پڑھتے ہوئے لفظ ''احمد'' کو دال کی تنوین کے ساتھ پڑھا۔حالانکہ ثانیہ جماعت کے طلباء بھی جانتے ہوں گے کہ لفظ ''احمد'' غیر منصرف ہے، اس پر تنوین نہیں آتی۔

طالب الرحمٰن کے مناظروں میں ایک مناظرہ اپنے ہی غیر مقلد شاہ محمد صاحب سے تعویذ کے جواز پر ہوا ہے جو شائع شدہ ہے، اس میں انہوں نے کہا ہے کہ اصحاب کہف کے وسیلہ سے دعا یا تعویذ کرنا نہ شرک ہے اور نہ ہی بدعت۔

بلکہ طالب الرحمٰن صاحب نے تعویذات کے جواز پر الگ سے مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔اللہ نے توفیق دی تو دونوں کتابوں کے مندرجات کی کچھ جھلکیاں آئندہ کبھی کسی رسالہ میں منظرِ عام پہ لائیں گے۔

۲۷۵

(الف)......عبد القادر حصاروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ہمارا تجربہ ہے کہ بعض لوگ کسی لالچ سے اہل حدیث ہوئے۔'' [معیارِ صداقت: ۲۷]

لالچ کی وضاحت کردی جاتی تو اچھا ہوتا کہ لالچ عورت ہے، مال ہے یا دونوں؟ یعنی چھوکری بھی اورنوکری بھی؟ یا کچھ اور؟ بہرحال جو بھی ہو اس کی تعیین نہ کرنا تشنگانِ تحقیق کے لیے باعثِ حسرت رہے گا۔

(ب)......علی زئی صاحب نے جو سلطان نامی شخص کے مسلک کی تبدیلی کا تذکرہ کیا ہے، اس پر کسی غیر جانب دار شخصیت کا حوالہ نہیں دیا۔ جب کہ اس کے بالمقابل غیر مقلدین کے شکست خوردہ ہونے پر ہم نے خود ان کے اپنے علماء کی عبارتیں حاشیہ ۱۷۲ میں درج کر دی ہیں، والحمدللہ۔

اگر کسی غیر جانب دار شخصیت کا حوالہ کہیں سے مل بھی جائے تو اس کا جواب خود علی زئی صاحب نے کئی سال پہلے درج ذیل الفاظ میں لکھ دیا ہے:

''میرے نزدیک اگر کوئی دیوبندی وغیرہ اہل حدیث ہو جائے تو صرف یہ ہو جانا مسلک اہل حدیث کے حق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔'' [علمی مقالات:۱/۵۹۹]

(ج)......اہل حدیث کہلوانے والے دوسرے احباب اگر علی زئی صاحب کے اِس جواب کو کافی نہ سمجھیں تو ان سے ہمارا سوال ہے کہ جو غیر مقلدین اپنا مسلک چھوڑ کر دوسرے فرقوں مثلاً مرزائیوں میں شامل ہو گئے کیا ان کا مرزائی ہو جانا مرزائیوں کے حق ہونے کی دلیل ہے؟

اہل حدیث کہلوانے والوں کے جو افراد مرزائی وغیرہ ہوئے ہیں ان کا ثبوت غیر مقلدین کی گواہیوں سے بندہ نے اپنی کتاب ''احادیثِ بخاری اور غیر مقلدین'' میں درج کر دیا ہے، اسے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ اختصار کے پیشِ نظر صرف ایک عبارت یہاں نقل کرتا ہوں۔ محمد حسین بٹالوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ بلا کادیانی کے اتباع کی اکثر اسی فرقہ میں پھیلی ہے جو عامی و جاہل ہو کر مطلق تقلید کے تارک و غیر مقلد بن گئے یا ان لوگوں میں جو نیچری کہلائے جو درحقیقت اس قسم کے غیر مقلدوں کی برانچ (شاخ) ہیں۔'' [اشاعۃ السنۃ:۱۵/۲۷۱]

۲۷۶

غیر مقلدین کے بہت سے لوگ اگرچہ وحدۃ الوجود کو کفریہ عقیدہ کہتے ہیں، مگر ان میں ایسے لوگوں کی بھی خاصی تعداد ہے جو وحدۃ الوجود کو صحیح سمجھتے ہیں یا وحدۃ الوجود کے قائلین کو مسلمان بلکہ اہل حدیث قرار دیتے ہیں۔ تفصیل کے لئے مجلّہ ''صفدر'' کی آٹھ قسطوں میں شائع شدہ بندہ کا مضمون ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' ملاحظہ فرمائیں۔ بقدرِ ضرورت حوالہ جات ہماری اِس کتاب میں بھی آئندہ درج ہوں گے، ان شاءاللہ۔

۲۷۷

ملا علی قاری رحمہ اللہ کے ساتھ اگر چہ لفظ ''حنفی'' مذکور ہے مگر علی زئی صاحب نے اپنی کتابوں میں لکھ رکھا ہے کہ کسی عالم کے ساتھ حنفی وغیرہ کا لاحقہ اس کے مقلد ہونے کی دلیل نہیں۔لہٰذا یہاں بتایا جائے کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ ''حنفی مقلد'' ہیں یا نہیں؟ تعیین کرنے پر ہم کچھ عرض کر سکیں گے۔

۲۷۸

متعدد غیر مقلدین کو اعتراف ہے کہ ''وحدۃ الوجود'' کا مسئلہ اپنی بعض تعبیرات کے ساتھ درست ہے، مثلاً ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود...سو اس کی تفسیر پر مدار ہے، جیسی اس کی تفسیر کی جائے ویسا ہی اس کا اثر ہوگا۔ خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہو سکتی ہے۔'' [فتاویٰ ثنائیہ ا/۲۳۴]

جب وحدۃ الوجود کی مختلف تعبیرات ہیں اور ان میں سے بعض صحیح ہیں تو ہمارے مخالف لوگ ملا علی قاری رحمہ اللہ سے اُس تعبیر کا رد پیش کریں جسے علمائے دیوبند نے بیان کیا ہے۔اگر ملا علی قاری رحمہ اللہ نے وحدۃ الوجود کی کسی اور تعبیر کا رد کیا ہے تو اس کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے، خاص کر جب کہ غیر مقلدین وحدۃ الوجود کی متعدد تعبیرات کو صحیح مانتے ہیں جیسا کہ امرتسری صاحب کا حوالہ اوپر گزرا اور مزید حوالہ جات آئندہ بیان ہوں گے، ان شاء اللہ۔

۲۷۹

مروجہ کا مطلب ہے رائج شدہ۔علی زئی صاحب نے یہ نہیں واضح کیا کہ جس ''وحدۃ الوجود'' کو انہوں نے کفریہ عقیدہ کہا ہے وہ غیر مقلدوں میں رائج شدہ ''وحدۃ الوجود'' ہے یا کوئی اور؟ اگر غیر مقلدین میں رائج شدہ ''وحدۃ الوجود'' کفریہ ہے تو اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں۔اگر وہ علمائے دیوبند کی بیان کردہ تعبیر کے ساتھ ''وحدۃ الوجود'' کو کفریہ کہتے ہیں تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔

یہاں یہ بھی جان لیں کہ وحدۃ الوجود کی جو تعبیر ہم نے مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہ کی زبانی ''فتاویٰ عثمانی'' سے پیچھے ایک جگہ نقل کی ہے۔یہ تعبیر و تعریف علی زئی صاحب کے سامنے بھی آئی ہے، وہ اسے نہ صرف یہ کہ کفریہ نہیں کہہ سکے بلکہ اس پر گمراہی یا بدعت کا فتویٰ بھی نہیں لگا سکے۔[علمی مقالات]

۲۸۰

علی زئی صاحب کے اِس رسالہ کا جواب اُن کی زندگی ہی میں حضرت مولانا حافظ ظہور احمد الحسینی صاحب دام ظلہ نے دے دیا تھا جو ''علمائے دیوبند پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات'' نام سے شائع ہے۔کتاب کے نئے ایڈیشن میں ''حرفِ اولین'' کے تحت الحسینی صاحب لکھتے ہیں:

''زبیر علی زئی کی تمام چیلنج بازی رک گئی اور ان کے غبارے سے ہوا نکل گئی۔ چنانچہ وہ اس کتاب کی اشاعت کے بعد تقریباً پانچ سال زندہ رہے اور اس کثیر عرصہ میں وہ نہ تو علمائے دیوبند کے عقائد پر دوبارہ لب کشائی کی کوئی جرأت کر سکے اور نہ ہی ہماری کتاب کا جواب دے سکے۔ البتہ انہوں نے اپنے حواریوں کو تسلی دینے کے لیے اِس کتاب کے خلاف ایک مختصر سا مضمون لکھا...اس مضمون کی بھی ہر ہر سطر سے ان کی بے بسی اور ناکامی نمایاں نظر آتی ہے، چنانچہ اس مضمون میں انہوں نے دیگر (آٹھ، دس) مسائل کو تو چھیڑا بھی نہیں، صرف ایک مسئلہ ''وحدۃ الوجود'' کا جواب الجواب دینے کی کوشش کی ہے اور اس میں بھی وہ بُری طرح ناکام ہوئے ہیں اور ہمارے دلائل کے مقابلے میں ان کی بوکھلاہٹ کا اندازہ اِس سے لگائیں کہ وہ اس مضمون میں ''وحدۃ الوجود'' سے متعلق اپنے سابقہ موقف کو بھی بھول گئے، وہ کل تک تو یہ باور کرا رہے تھے کہ: علمائے دیوبند، ابن عربی والے وحدۃ الوجود کے قائل ہیں۔[ماہنامہ الحدیث: ش۴۹، ص۲۶]

لیکن جب ہم نے اس کے جواب میں نامور غیر مقلد عالم مولانا عبداللہ روپڑی کے حوالے سے وحدۃ الوجود کے متعلق ابن عربی کے موقف کو درست ثابت کر دیا تو علی زئی نے اپنے سابقہ موقف کے بالمقابل یہ راگ الاپ دیا کہ:

''روپڑی صاحب، ابن عربی والے جس وحدۃ الوجود کو درست قرار دے رہے ہیں وہ وہ نہیں جو دیوبندیوں کا عقیدہ ہے۔[الحدیث: ش۵۴، ص۲۹]

اندازہ کریں، علی زئی بوکھلاہٹ میں کس طرح قلابازیاں کھا رہے ہیں۔[الزامات کے جوابات: ۱۴]

۲۸۱

بندہ نے علی زئی صاحب کے ''وحدۃ الوجود'' پر الحدیث وغیرہ میں لکھے گئے تمام مضامین پڑھے ہیں ان سب میں وہ علماء دیوبند کی بیان کردہ ''وحدۃ الوجود'' تعبیر کو کفریہ ثابت کرنے سے عاجز رہے ہیں، جسے علی زئی صاحب کی تحریریں دستیاب نہ ہوسکیں وہ حضرت مولانا حافظ ظہور احمد حسینی صاحب دام ظلہ کی کتاب ''علمائے دیوبند پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات'' کا مطالعہ کر کے حقیقت جان سکتے ہیں۔

(جاری۔۔۔) ☆......☆......☆......☆

توجہ فرمائیں!

پہلے بھی اعلان کیا جا چکا ہے کہ مجلّہ ''صفدر'' میں تبصرہ وتعارف بوجوہ موقوف ہے۔ لہٰذا رابطہ کیے بغیر تبصرے کے لیے کوئی بھی کتاب ارسال نہ فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا

مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت

قسط:۴

زبیر علی زئی:

۵: ''کہ خود غیر مقلدین کا وحدۃ الوجودی ہونا ثابت کیا جائے[۲۸۲]۔''

عرض ہے کہ اگر ''غیر مقلدین'' سے آپ لوگوں کی مراد[۲۸۳] اہلِ حدیث اہلِ سنت ہیں تو آپ اپنی کوششوں میں کبھی کامیاب نہیں[۲۸۴] ہوں گے۔ ان شاء اللہ

رب نواز دیوبندی نے اپنی سعی نا[۲۸۵]مسعود میں جو پانچ حوالے پیش کئے ہیں، اُن کی تحقیق اور مدلل رد درج ذیل ہے:

الجواب:

۲۸۲

غیر مقلدین کے وحدۃ الوجودی ہونے کو بندہ نے اپنے رسالہ ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' میں تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ آئندہ بہت سے اضافہ جات کے ساتھ اسے شائع کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

اس رسالہ میں محمد حنیف ندوی صاحب غیر مقلد کا حوالہ نہیں آسکا اسے یہاں درج کرتے ہیں۔ ندوی صاحب وحدۃ الوجود کے قائلین علماء کے موقف کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں:

'' یہ حضرات جب وحدۃ الوجود کا نعرۂ مستانہ بلند کرتے ہیں تو ان کا مطلب کسی فلسفہ کا اثبات نہیں ہوتا۔ ان کی غرض وغایت یہ ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے اور کوئی شے حسن و جمال کے وصف سے متصف نہیں ہے اور یہ کہ ان کی محبت اور ان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق خاطر تصورِ غیر کو کسی عنوان سے برداشت کرنے کے لئے آمادہ نہیں۔ یہ دیانت داری کے ساتھ محسوس کرتے ہیں کہ اس علم رنگ ونکہت اور معشوق ہزار شیوہ میں حسن اور نکھار و دلآویزی اور رنگا رنگی صبح ازل ہی کی تجلیات کا پرتو اور انعکاس ہے۔ ورنہ ان کی اپنی طبعیت، اپنا مزاج اور فطرت ہرگز اس لائق نہیں کہ محبوبی کے ان نمونوں کو سطحِ وجود پر نمایاں کر سکے۔ ان کے ہاں شخصیت کا تصور یکسر مفقود ہے۔ انا کی نمود اور اور پندار قطعی غائب ہے۔ ان کا مشاہدہ یہ ہے کہ جو شخص جس

حد تک اپنی فانی ومحدود ''انا'' کو اس کی سرمدی اور غیر محدود ''انا'' میں گم کر دینے کی کوشش کرے گا، اُسی حد تک وہ زندگی، ارتقاء اور روشنی سے بہرہ مندی حاصل کر سکے گا۔ اس سلسلے میں ان لوگوں کی عبارتوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے جس میں حلول واتحاد کی بو آتی ہے۔ کیونکہ یہ خود بھی ان سطحیات کو درخور اعتناء نہیں جانتے۔ ان سے ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ الفاظ و پیرایۂ بیان کی مجبوریوں کے باوجود اپنی واردات محبت کی تشریح کریں اور یہ بتائیں کہ عاشق ومحبت کی وادی پُر شوق میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ جہاں سالک اپنی ذات کو بھول جاتا ہے اور اس کی وسیع وبیکراں ذات میں جذب ہو جاتا ہے۔ ان اصحاب حال حضرات کی عبارتوں میں منطق ونحو کے تقاضوں کے مطابق معانی ومطالب ڈھونڈنا عبث ہے۔ یہاں تو ذوق ووجدان کی رہنمائی ہی میں آگے بڑھنا مفید ہو سکے گا۔ ولیم جیمز (william james) نے اس ضمن میں کتنی اچھی بات کہی ہے: اگر کوئی شخص ایسے کان نہیں رکھتا جو نغمہ وآہنگ کے لطائف سے آشنا ہوں اور ایسا تاثر پذیر دل نہیں رکھتا جس نے احوال واردات کی لذتوں کو کبھی نہ آزمایا، یا چکھا ہو، تو ایسی صورت میں یہ توقع رکھنا کہ یہ شخص موسیقی کی سحر آفرینیوں کو سمجھ سکے گا، یا قلب وذہن کی سرمستیوں میں علم وعرفان کی جھلک پا سکے گا، قطعی فضول ہے۔'' [عقلیات ابن تیمیہ: ۳۰۶، ۳۰۷ بحوالہ المهند الدیوبندی :۶۱]

۲۸۳

غیر مقلدین سے مراد وہ طبقہ ہے جسے محمد حسین بٹالوی نے انگریز سے اہل حدیث نام الاٹ کرا کے دیا ہے جس طبقہ کی علمی سند میاں نذیر حسین دہلوی تک پہنچتی ہے۔ ان لوگوں کا اپنے آپ کو ''اہل سنت'' کہنا محل نظر ہے۔ ان کی کتابوں کے کثیر حوالہ جات ہم پاس رکھتے ہیں جن میں انہوں نے اپنے مسلک میں بہت زیادہ بدعات کا اعتراف کیا ہے اور اپنے علماء پر بدعتی ہونے کے فتوے لگائے ہیں۔ اہل حدیث ہونے کا دعوی کرنے والوں کا حق بنتا ہے وہ جب چاہیں ہم سے ثبوت طلب کریں۔ ہم انہیں ایک مستقل کتاب کی شکل میں ثبوت پیش کریں گے، ان شاء اللہ۔

ہمارے اُس رسالہ میں اصل مقصود تو غیر مقلدین کا وحدۃ الوجودی ثابت کرنا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان علماء کی عبارات بھی درج کر دی ہیں جنھیں یہ لوگ اپنا ہم مسلک بزرگ سمجھتے ہیں۔

۲۸٤

عام قارئین کے ساتھ غیر مقلد علماء وعوام کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے رسالہ ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' کو ضرور پڑھیں۔ اس کے مطالعہ سے انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم اپنی کوشش میں کامیاب ہیں الحمد للہ۔

اُس رسالے میں ہم نے غیر مقلدین کی زبانی مسئلہ وحدۃ الوجود کا اثبات، اس مسئلہ کے ساتھ

شغف رکھنے والے لوگوں سے ان کی محبت، بلکہ وحدۃ الوجود والوں کو اہلحدیث یا غیر مقلد کہنا بھی نقل کیا حتی کہ وحدۃ الوجود کے بڑے داعی شیخ ابن عربی [توضیح الاحکام ۱/۶۳] کو بھی ان لوگوں نے اہل حدیث اور تارکِ تقلید قرار دیا۔

ہمارا یہ رسالہ مجلّہ صفدر گجرات میں آٹھ قسطوں پر مشتمل شائع ہوا، اس کی آخری قسط شمارہ: ۱۵ مئی ۲۰۱۲ء میں شائع ہوئی۔ اس کی اشاعت کے بعد زبیر علی زئی صاحب ایک سال کا طویل عرصہ زندہ رہے مگر نہ خود جواب لکھ سکے اور نہ ہی کسی سے لکھوا کر شائع کرا سکے۔ اب بھی غیر مقلدین میں ہمت ہے تو اس کا جواب لکھ کر شائع کریں۔ علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ جواب وہی معتبر ہے جس میں پورے مضمون کو نقل کر کے ہر مطلوبہ بات کا جواب دیا جائے۔ [توضیح الاحکام: ۱/۳۴۳]

اس لئے اگر کوئی غیر مقلد علی زئی صاحب کی شرط کے مطابق جواب دے گا تو اُس کی اُن سے وفاداری بھی ثابت ہوگی۔ ہے کوئی غیر مقلد جو ان کی شرط کی لاج رکھتے ہوئے ہمارے رسالہ ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' کو متن میں رکھ کر ہر مطلوبہ بات کا جواب دے، دیدہ باید۔

۲۸۵

ہماری سعی الحمدللہ مسعود رہی ہے جسے یقین نہ آئے وہ ہمارے رسالہ ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' کا مطالعہ کرے۔ نیز ان پانچ حوالوں کا علی زئی صاحب نے بزعم خود جو جواب دیا ہے اس کی حقیقت آئندہ آرہی ہے ان شاء اللہ۔ یہ بھی بتایا جائے کہ پانچ حوالوں پر تو کچھ لے دے کی ہے باقی رسالہ کا جواب کون دے گا؟ (جاری ہے۔۔۔)

☆......☆......☆......☆

مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت

قسط ۵

زبیر علی زئی:

۱: پروفیسر حافظ عبد اللہ بہاول پوری رحمہ اللہ (اہل حدیث) کا حوالہ۔

خطبات بہاول پوری کے ہمارے نسخے میں یہ حوالہ جلد نمبر ا ص ۳۲۶ (خطبہ نمبر ۱۳) میں ہے اور اگلے صفحے[۲۸۶] پر حافظ عبد اللہ بہاول پوری رحمہ اللہ کا درج ذیل فرمان لکھا ہوا ہے:

''اب وحدۃ الوجود کا عقیدہ صوفیوں کا بنیادی عقیدہ ہے[۲۸۷] آپ سب کچھ نہ کچھ سکول کی تعلیم رکھتے ہیں۔ یہ جدھر دیکھتا ہوں تو ہی تو ہے[۲۸۸] اور ہمہ اوست کا عقیدہ یہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ.....[۲۸۹] اور یہ خالصتاً کفر ہے۔ ایسا گندہ عقیدہ ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔'' (خطبات بہاولپوری ج ا ص ۳۲۷)

ثابت ہوا کہ حافظ بہاولپوری رحمہ اللہ نے وحدت الوجود کے عقیدے کو خالصتاً کفر اور گندا عقیدہ قرار دیا ہے[۲۹۰]، لہٰذا اہل حدیث اس عقیدے سے بری ہیں۔[۲۹۱]

آلِ دیوبند جس باطل اور گندے عقیدے کو اہل حدیث کے ذمہ ''مڑھنا'' چاہتے ہیں[۲۹۲]، اس عقیدے کا کفریہ ہونا خود رب نواز کی مذکورہ کتاب سے ثابت ہو گیا۔[۲۹۳]

الجواب:

۲۸۶ علی زئی صاحب نے یہاں چالاکی سے کام لیا۔ اُن کی عبارت ''اگلے صفحہ پر...'' سے یہ تاثر ملتا ہے کہ بندہ نے پروفیسر عبد اللہ بہاول پوری کے وحدۃ الوجودی ہونے کا حوالہ پیش کیا ہے۔ جب کہ اگلے صفحہ پر اس کے خلاف ہے۔ حالانکہ بندہ نے اُن کے وحدۃ الوجودی ہونے یا نہ ہونے پر کچھ بھی نہیں لکھا تھا، صرف اُن کے خطبات سے میاں نذیر حسین دہلوی اور اُن کے شاگردوں کے وحدۃ الوجودی ہونے کو نقل کیا تھا۔ اِس لیے میاں صاحب اور شاگردانِ میاں کے دفاع کا اُنہیں حق تھا مگر پروفیسر صاحب کے دفاع کی کوئی ضرورت نہیں تھی، علی زئی صاحب نے خوامخواہ تکلف کیا ہے۔ علی زئی صاحب نے اَب چونکہ پروفیسر صاحب کا حوالہ نقل کر دیا ہے تو ہم بھی اِس پر کچھ عرض کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ آنے والے حواشی ملاحظہ ہوں۔

۲۸۷ پروفیسر صاحب کہتے ہیں کہ وحدۃ الوجود صوفیوں کا بنیادی کا عقیدہ ہے۔ اگلی بات ہم عرض کرتے ہیں کہ آلِ غیر مقلدیت کو اِصرار ہے کہ صوفیاء کرام عامل بالحدیث، اہل حق اور اہل حدیث یا غیر مقلد تھے۔

حوالہ جات ہم نے اپنے رسالہ ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' میں تحریر کر دیے ہیں، دیکھئے مجلّہ صفدر شمارہ ۱۱ صفحہ ۱۰۔ یہ بات تو تاریخ دان جانتے ہیں کہ غیر مقلدین کا غزنوی اور لکھوی خاندان صوفی خاندان ہے۔

اور عبدالرشید عراقی غیر مقلد نے اپنی کتاب ''اہل حدیث کے چار مراکز'' میں چوتھا مرکز روحانی ر صوفیاء کا بتایا ہے اور اس کے تحت عبداللہ غزنوی، غلام رسول قلعوی، ابراہیم آروی، رفیع الدین شکرانوی، قاضی طلاء محمد خان پشاوری، عبدالرحمٰن لکھوی، عبدالمنان وزیرآبادی، غلام نبی الربانی سوہدری وغیرھم صوفیاء کا ذکر خیر کیا ہے۔ دیکھئے اہل حدیث کے چار مراکز: ۵۷تا۹۶۔

ابوالاشبال شاغف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ترکِ تقلید صوفیوں کا مسلمہ اصول ہے۔'' [مقالاتِ شاغف: ۲۶۵]

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ ہر صوفی کتاب وسنت کا پابند اور تارکِ تقلید ہے۔[التاج المکلل: ۳۲۷]

غیر مقلدین کے بقول جب وحدۃ الوجود صوفیاء کا بنیادی عقیدہ ہے تو اُنہیں اپنے مذہب کے صوفیوں کو وحدۃ الوجودی ماننا پڑے گا۔ اِسی طرح جب اُن کی تصریحات کے مطابق صوفیاء سب کے سب غیر مقلد ہیں تو وحدۃ الوجود کے قائل تمام صوفیاء غیر مقلدین کے بزرگ ہوئے ۔لہٰذا غیر مقلدین کا وحدۃ الوجودی ہونا ثابت ہوا۔

۲۸۸ جدھر دیکھتا ہوں تو ہی تو ہے ...مطلب ہر جگہ اللہ کو حاضر ماننا پروفیسر صاحب کے نزدیک وحدۃ الوجود کا عقیدہ ہے۔ مگر یہ بھی معلوم رہے کہ خود پروفیسر صاحب اللہ کو حاضر وناظر مانتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

''اللہ زندہ ہے، اللہ سنتا ہے، اللہ حاضر ہے، اللہ دیکھتا ہے۔'' [خطبات بہاول پوری: ۵/۱۷۰]

مزید فرماتے ہیں:

''میں جو بات کہہ رہا ہوں اِس میں مَیں اللہ کو گواہ کرتا ہوں جو حاضر وناظر ہے۔''

[خطبات بہاول پوری: ۵/۱۹۵]

علی زئی صاحب نے ''اللہ ہر جگہ ہے'' کے متعلق صالح بن فوزان کی زبانی لکھا ہے کہ:

''یہ جہمیہ اور حلولیہ کا عقیدہ ہے اور یہ اللہ تعالی کے ساتھ کفر ہے۔'' [علمی مقالات ۴/۹۶]

کسی شخص نے اللہ کے بارے میں کہا ''کرنے والا اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے۔'' علی زئی صاحب نے اسے نقل کیا پھر اسے وحدۃ الوجود قرار دیتے ہوئے یوں تبصرہ کیا:

''اللہ کی قسم !وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والے وجودیوں کی ایسی عبارات نقل کرنے سے دل ڈرتا اور قلم کانپتا ہے۔'' [توضیح الاحکام:۱/۵۹]

اس تبصرہ کے بعد پروفیسر صاحب کا کلام پڑھیے۔ وہ کہتے ہیں:

''دیکھو کرنا، کروانا جو کچھ ہے وہ اللہ ہی نے ہے۔'' [خطبات بہاول پوری:۴/۳۵۶]

۲۸۹ علی زئی صاحب نے نقطے لگا کر جس عبارت کو چھپایا ہے ہم اسے یہاں درج کرتے ہیں۔

''ہمارا ہر شاعر جو ہے وہ اس کا شکار ہے اور جتنے سکولوں سے پڑھ کر آتے ہیں اور جتنے یہ مولویوں کے چکروں سے نکلتے ہیں سب کے سب اس کے کسی نہ کسی حد تک شکار ہوتے ہیں۔''

اس عبارت میں پروفیسر صاحب نے اقرار کیا ہے کہ ہمارا یعنی غیر مقلدوں کا ہر شاعر وحدۃ الوجود کا شکار ہے۔ چونکہ یہ عبارت غیر مقلدین کے وحدۃ الوجودی ہونے کو ظاہر کر رہی تھی، اِس لیے علی زئی صاحب نے اِس کے حذف کر دینے کو پسند کیا ہے۔

۲۹۰ عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد کی کتاب ''توحید الرحمٰن'' کے ایک حوالہ کا جواب دیتے ہوئے علی زئی صاحب نے لکھا:

''روپڑی صاحب کو اِس کی تصویب (تصحیح) وتسوید کا موقع نہ مل سکا...لہٰذا روپڑی صاحب اِس کتاب کے ذمہ دار نہیں۔'' [علمی مقالات ۶/۴۶۳]

عرض ہے جب علی زئی صاحب کے نزدیک صاحبِ کتاب کی طرف سے کتاب کی ''تصویب (تصحیح) وتسوید'' ضروری ہے تو خطبات بہاول پوری سے استدلال کا حق انہیں تب ہو سکتا ہے جب وہ بہاول پوری صاحب کی طرف سے اُس پر ''تصویب (تصحیح) وتسوید'' ثابت کر دیں۔ اِس لیے سب سے پہلے اُن کی طرف سے ''تصویب (تصحیح) وتسوید'' ثابت کی جائے۔

۲۹۱ اول: علی زئی صاحب اپنے اُصول کے مطابق خطبات بہاول پوری کے حوالہ کو پیش کرنے کا حق نہیں رکھتے جیسا کہ ہم حاشیہ ۲۹۰ میں عرض کر آئے ہیں۔

دوم: اگر بہاول پوری صاحب وحدۃ الوجود کے مخالف ثابت ہو بھی جائیں تو اِس سے یہ لازم کیسے آئے گا کہ تمام غیر مقلدین وحدۃ الوجود کے مخالف ہیں؟ اگر صرف ان کی عبارت کو تمام آلِ غیر مقلدیت کا عقیدہ قرار دینا ہے تو سنئے! جس صفحہ سے علی زئی صاحب نے عبارت نقل کی ہے اسی صفحہ میں پروفیسر صاحب نے کھلے لفظوں میں کہا ہے کہ:

''اہلِ حدیث عالموں کو آپ کبھی ٹوہ کر دیکھیں آپ حیران ہوں گے، اللہ کے بارے میں عقیدہ صحیح نہیں ہے۔'' [خطبات بہاول پوری:۱/۳۲۷]

کیا علی زئی صاحب کی اس عبارت پہ نگاہ نہیں پڑی تھی؟ اس عبارت کو مدار بنا کر اپنے اہل حدیثوں کو بدعقیدہ قرار کیوں نہیں دیا؟ اہل حدیثوں کے بدعقیدہ ہونے کا اقرار پروفیسر صاحب کر رہے ہیں یا یہ عبارت کسی دیوبندی کی ہے کہ اس نے بدعقیدہ ہونے کو غیر مقلدین کے ذمے مڑھ دیا ہے؟

نیز پروفیسر صاحب نے جو وحدۃ الوجود والوں کی علامات بتائی ہیں اُس کے مطابق آلِ غیر مقلدیت وحدۃ الوجودی ثابت ہوتے ہیں۔ دیکھئے حاشیہ: ۲۸۷، ۲۸۸۔

بلکہ خود پروفیسر صاحب کے متعلق بھی ہم کچھ عرض کر آئے ہیں۔ دیکھئے حاشیہ: ۲۸۸

۲۹۲ وحدۃ الوجود عقیدہ کو آلِ غیر مقلدیت کی طرف بندہ نے نہیں مڑھا بلکہ اُنہوں نے خود اِس کا اقرار کیا ہے۔ ثبوت کے لیے ہمارا رسالہ ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' دیکھا جائے۔ ہماری اس کتاب میں بھی بقدرِ ضرورت آئندہ اس حوالہ سے شواہد پیش ہوں گے، اِن شاء اللہ۔

نیز پروفیسر صاحب نے کہا ہے کہ میاں نذیر حسین دہلوی اور اُن کے شاگرد وحدۃ الوجود کے قائل ہیں۔ [خطبات بہاول پوری: ۱/۳۲۶]

اُنہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمارا ہر شاعر وحدۃ الوجود کا شکار ہے۔ دیکھئے حاشیہ: ۲۸۹

اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ اہل حدیث کا عقیدہ توحید صحیح نہیں ہے۔ دیکھئے حاشیہ: ۲۹۱

ہمارے نزدیک اُن کا میاں صاحب وغیرہ کی طرف وحدۃ الوجود کا انتساب کرنا درست ہے مگر علی زئی صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے ذوق کے پیش نظر کہہ دیتے کہ پروفیسر صاحب نے میاں صاحب اور اُن کے شاگردوں کی طرف بلکہ ہر غیر مقلد شاعر کی طرف اِس باطل اور گندے عقیدہ کو مڑھا ہے۔

اِسی طرح اُن کا اہل حدیثوں کو بدعقیدہ قرار دینا بھی صحیح ہے مگر علی زئی صاحب اپنے انداز میں یوں فرما دیتے کہ پروفیسر صاحب نے اہل حدیثوں کے ذمہ بدعقید ہونے کو مڑھا ہے۔ عقیدہ مڑھنے کا ہمیں طعنہ اور پروفیسر صاحب کو ''رحمہ اللہ'' الفاظ سے دعا، یہ کیسی تقسیم ہے؟ تلك اذاً قسمة ضيزىٰ.

۲۹۳ ''ثابت ہو گیا...'' علی زئی صاحب تب کہہ سکتے ہیں جب وہ اپنے اُصول کے مطابق اِن خطبات پر پروفیسر صاحب کی نظرِ ثانی ثابت کریں ورنہ ''ثابت ہو گیا...'' کہنا محض خوش فہمی ہے اور علی زئی صاحب کے الفاظ میں یہ اُصول شکنی ہے۔

نیز پروفیسر صاحب کو اگر وحدۃ الوجود کا منکر مان بھی لیں تو اِس سے دوسرے آلِ غیر مقلدیت کا منکر ہونا ثابت کیسے ہوگا؟ بلکہ اُنہوں نے تو میاں نذیر حسین دہلوی صاحب، اُن کے شاگردوں اور ہر غیر مقلد شاعر کو وحدۃ الوجودی بتایا ہے بلکہ غیر مقلدین کے عقیدہ توحید کو غلط قرار دیا ہے جیسا کہ حاشیہ: ۲۸۹، ۲۹۱ میں حوالہ موجود ہے۔ (جاری ہے۔۔۔) ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

مسئلہ وحدۃ الوجود اور آل غیر مقلدیت

قسط ۶

زبیر علی زئی:

اگر کوئی کہے کہ بہاولپوری[۲۹۴] صاحب[۲۹۵] رحمہ اللہ نے میاں نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کی طرف اِس عقیدہ کا انتساب کر رکھا ہے؟ تو عرض ہے کہ میاں صاحب رحمہ اللہ ۱۹۰۲ء میں فوت ہوئے اور حافظ عبداللہ بہاولپوری رحمہ اللہ (اپنے پاسپورٹ کے مطابق) ۱۹۲۴ء میں پیدا ہوئے تھے، لہٰذا یہ سند مرسل[۲۹۶] و منقطع[۲۹۷] ہے اور اہل حدیث[۲۹۸] کے نزدیک مرسل و منقطع روایت[۲۹۹] ضعیف ہوتی ہے۔ امام مسلم نے فرمایا:

''والمرسل من الروايات في أصل قولنا وقول أهل العلم بالاخبار ليس بحجة

''اور ہمارے اور علمائے حدیث[۳۰۰] کے اصل قول میں مرسل روایات حجت نہیں ہیں۔

[مقدمہ صحیح مسلم ص۲۰ ب، طبع دارالسلام]

سید نذیر حسین رحمہ اللہ تو مذکورہ الزام سے بری الذمہ ہوئے[۳۰۱] اور وحدت الوجود کے خلاف حافظ بہاولپوری رحمہ اللہ کا اپنا قول ثابت[۳۰۲] ہے۔

الجواب:

۲۹۴

علی زئی صاحب ''اگر کوئی کہے ...'' کہہ کر بات کو فرضی بنا رہے ہیں۔ حالانکہ بندہ نے تو وحدۃ الوجودی میاں صاحب ہی کو ظاہر کیا تھا نہ کہ بہاول پوری صاحب کو۔

۲۹۵

بہاول پوری سے مراد پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب ہیں ان کی عبارت یہ ہے:

''ہمارا اہل حدیثوں کا سلسلہ میاں نذیر حسین صاحب اور پھر دوسرے ان کے شاگرد وغیرہ ہیں، سب تصوف کے قائل ہیں، کوئی وحدۃ الوجود کا شکار ہے، کوئی وحدۃ الشہود کا شکار ہے۔'' [خطبات بہاول پوری: ۱/۳۲۶، دوسرا نسخہ: ۲۸۶]

مذکورہ بالا عبارت ڈاکٹر شفیق الرحمٰن غیر مقلد نے بھی نقل کی ہے۔

[اہلِ توحید کے لئے لمحہ فکریہ: ۲۲ مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد دوم]

۲۹۶

(الف) بہاولپوری صاحب نے تو یہ بھی کہا ہے کہ میاں صاحب کے شاگرد بھی وحدۃ الوجود کے قائل ہیں۔ اس کا جواب کون دے گا؟ علی زئی صاحب اس کو کیوں نظر انداز کر گئے؟ کیا بہاول پوری صاحب نے ان کے شاگردوں کا زمانہ بھی نہیں پایا؟

میاں نذیر حسین دہلوی اور وحدۃ الوجود

(ب)......سند کو مرسل تو کہہ دیا۔ اگلی بات بھی سن لیں کہ جب مرسل معتضد ہو تو سب کے نزدیک قابلِ قبول ہوتی ہے۔ اس سند کو اعتضاد حاصل ہے جس کے درج ذیل شواہد ہیں۔

۱)......آلِ غیر مقلدیت نے تصریح کر رکھی ہے کہ ''وحدۃ الوجود'' صوفیاء کا عقیدہ ہے۔

چنانچہ پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد نے کہا:

''وحدۃ الوجود کا عقیدہ صوفیوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔'' [خطبات بہاول پوری: ۱/۳۲۷]

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود ہر صوفی کا عقیدہ ہے۔'' [عقیدہ صوفیت: ۹۲]

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کہتے ہیں:

''مسئلہ وحدۃ الوجود کا دار و مدار حضراتِ صوفیہ کے کشف و شہود پر ہے۔'' [مآثرِ صدیقی: ۴/۳۸]

ڈاکٹر محمد سلیم صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ عقائد وحدت و حلول دینِ طریقت یا تصوف کی جان ہیں۔''

[تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں: ۷۵]

خود علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

معلوم ہوا کہ ابنِ حجر کے نزدیک وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے بے حد غالی صوفی ہیں۔''

[علمی مقالات: ۲/۴۶۲]

علی زئی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''ایک پیر نے اپنے مرید سے کہا: یہ عقیدہ رکھو کہ تمام چیزیں باطنی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ متحد ہیں اور ظاہری لحاظ سے اس کے علاوہ ہیں اور اس کا مغائر (غیر) ہیں۔'' [علمی مقالات: ۲/۴۶۲]

جب آپ نے یہ جان لیا کہ آلِ غیر مقلدیت کی تصریحات کے مطابق ''وحدۃ الوجود'' صوفیاء کا

بنیادی کا عقیدہ ہے تو اگلی بات سنئے کہ میاں صاحب بھی صوفی تھے۔

چنانچہ فضل الرحمٰن بہاری صاحب غیر مقلدان کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اپنے زمانہ کے طبقہ صوفیائے کرام میں بھی آپ کو وہی درجہ حاصل تھا جو معشر علمائے عظام میں تھا۔[الحیات بعد الممات:۲۵۵]

میاں صاحب کی صوفیت کو''الحیات بعد الممات'' کے درج ذیل صفحات میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

۲۲۴،۲۲۵،۲۶۶،۲۶۸،۳۷۳

۲)......عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''جو لوگ ان کو اولیاء و بزرگان سمجھتے ہیں وہ انہی کی طرح زندیقیت والحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں، مثال کی طور پر مشہور زندیق ابن عربی الصوفی مؤلف فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کو...قدس سرہ لکھتے ہیں اور حلاج جیسے ملحد و زندیق کو...ولی اللہ لکھا ہے۔''[عقیدہ صوفیت:۱۹۰]

اس کا حاصل یہ ہے کہ''وحدۃ الوجود'' کے قائل بزرگ ابن عربی وغیرہ کو''ولی اللہ'' سمجھنے والا وحدۃ الوجودی ہے۔

ڈیروی صاحب کی عبارت پڑھنے کے بعد میاں صاحب کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں۔

فضل الرحمٰن بہاری صاحب غیر مقلد، میاں صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

''شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی بڑی تعظیم کرتے اور خاتم الولایۃ المحمد یہ فرماتے۔''

[الحیات بعد الممات:۲۲۴]

یہی بات غیر مقلدین کی کتاب''تراجم علمائے حدیث ہند:۱۴۶'' پہ ہے۔

وحدۃ الوجود والے کو ولی اللہ ماننے والا جب وحدۃ الوجودی کہلائے گا تو جو اسے''خاتم الاولیاء'' کہے اس کا کیا حکم ہے؟ وہ وحدۃ الوجودی لوگوں کا''خاتم'' کہلائے گا یا کچھ اور؟

۳)......وحدۃ الوجود کے قائل بلکہ بہ اعتراف آلِ غیر مقلدیت وحدۃ الوجود کے سب سے بڑے علمبردار ابن عربی کو میاں صاحب''شیخ اکبر'' کہتے ہیں۔

چنانچہ میاں صاحب لکھتے ہیں:

''شیخ اکبر کبریت احمر۔''[معیار الحق:۱۸۹]

ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔

''مولانا نذیر حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی شیخ ممدوح (ابن عربی) کو''شیخ اکبر''

لکھتے ہیں۔[فتاویٰ ثنائیہ:۱/۳۴۴]

۴)......فضل الرحمٰن بہاری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولانا ابوالطیب شمس الحق نے بھی میاں (نذیر حسین) صاحب سے کئی دن متواتر شیخ کبر کی نسبت بحث کی اور فصوص الحکم (مؤلفہ) شیخ اکبر پر اعتراضات جمائے، میاں صاحب نے پہلے تو بہت سمجھایا مگر جب دیکھا کہ ابھی لانسلم ہی کے کوچہ میں ہیں تو فرمایا کہ فتوحاتِ مکیہ آخری تصنیف شیخ اکبر کی ہے، اس لیے اپنی سب تصانیف ماسبق کی یہ ناسخ ہے۔اس جملہ پر یہ بھی سمجھ گئے۔''[الحیات بعد الممات:۲۲۵]

امام خان نوشہروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''قاضی بشیر الدین قنوجی، ابن عربی کے سخت مخالف تھے اور ابنِ عربی کی برتری و بزرگی کے روادار نہ تھے۔میاں (نذیر حسین) صاحب سے صرف شیخ اکبر پر مناظرہ کرنے کے لیے دہلی تشریف لائے دو ہفتے متواتر گفتگو جاری رہی مگر میاں صاحب نے شیخ اکبر کا احترام ہاتھ سے جانے نہ دیا اور آخر کار قاضی صاحب بھی آپ سے متفق ہو گئے۔اسی طرح علامہ شمس الحق ڈیانوی نے بھی کئی روز شیخ اکبر پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا اور دورانِ گفتگو میں ''فصوص الحکم'' پیش کرتے رہے، میاں صاحب نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں مانتے تو فرمایا کہ ''فتوحاتِ مکیہ'' شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے، اس پر مولانا شمس الحق حقیقت کو پا کر خاموش ہو گئے۔''

[تراجم علمائے حدیث ہند:۱۴۶]

مذکورہ بالا عبارت سے کئی باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔میاں صاحب نے ابن عربی کے اشد مخالف کو شکست دی، قنوجی اور ڈیانوی جیسے غیر مقلدوں سے ابن عربی کی صداقت منوائی، قنوجی اور ڈیانوی جیسے لوگ میاں صاحب سے ابن عربی کا احترام نہ چھڑوا سکے، میاں صاحب ابن عربی کے خیالات کے محافظ اور مناظر ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ میاں صاحب ابن عربی کی کتب کا مطالعہ کیے ہوئے تھے محض سنی سنائی باتوں کی وجہ سے ابن عربی کے معتقد نہیں تھے، اور یہ بات بھی سامنے آئی کہ وہ ابن عربی کے دفاع میں دو ہفتے تک مناظرہ کرتے رہے۔

یہاں ہمیں بتایا جائے کہ شیخ ابن عربی کے دور سے لے کر آج تک سات صدیوں میں کوئی ایسا شخص پیدا ہوا جس نے شیخ مذکور کے دفاع میں مسلسل دو ہفتے محفل مناظرہ جمائے رکھی ہو۔؟

۵)......میاں صاحب نے متعدد بار شیخ ابن عربی کے اقوال کو اپنی تائید میں نقل کیا ہے۔مثلاً ایک جگہ ان کی وصیت نقل کی اور اس پر عنوان ''وصیت شیخ محی الدین ابن العربی کی'' قائم کیا۔[معیار الحق:۱۸۹]

۶)......علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''المرء مع من أحب کی رُو سے اس کا اور علمائے دیو بند کا ایک ہی حکم ہے۔''

[بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم:۱۳]

علی زئی بتانا چاہتے ہیں کہ جو کسی سے محبت رکھے اس کا حکم اس کے محبوب کے حکم کی طرح ہے۔ میاں صاحب کو ابن عربی سے محبت اتنی ہے کہ بقول غیر مقلدین ان کے دفاع میں دو ہفتے تک مسلسل مناظرہ کرتے ہیں اور انہیں قابلِ احترام سمجھتے ہیں کہ مخالف دو ہفتہ تک مناظرہ کر کے بھی ان سے وہ احترام نہ چھین سکے بلکہ الٹا شکست کا منہ دیکھتے ہیں۔

کاش! علی زئی صاحب اپنا ہی معیار مان کر کہہ دیتے کہ میاں صاحب چونکہ وحدۃ الوجود کے قائل ابنِ عربی سے محبت رکھتے ہیں اس لیے ان کا اور ابن عربی کا ایک ہی حکم ہے کہ دونوں وحدۃ الوجودی ہیں۔

۷)......علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''لہٰذا جب تک وہ اپنے ان اکابرین سے صحیح براءت نہ کریں اس وقت تک ان کا وہی حکم ہے جو ان کے اکابر کا ہے۔'' [بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم:۳۲]

ہم نے اپنے رسالہ ''وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' میں علی زئی صاحب کے مذکورہ بالا اُصول کے تحت لکھ دیا تھا:

''آلِ غیر مقلدیت کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی سے ثابت ہے کہ وہ وحدۃ الوجود کے قائل ابنِ عربی کو "خاتم الولاية المحمدية" کہتے ہیں۔ اور صریح براءت علی زئی صاحب ثابت کریں۔''

مگر تین سال کا عرصہ بیت گیا میاں صاحب کی ابن عربی سے براءت نہ تو علی زئی صاحب ثابت کر سکے اور نہ ہی کوئی دوسرا غیر مقلد۔ میاں صاحب کی ابنِ عربی سے حمایت ثابت ہے اور اس کی براءت ثابت نہیں تو علی زئی اصول کے مطابق ابنِ عربی اور میاں صاحب کا ایک حکم ہونا چاہیے کہ وہ دونوں وحدۃ الوجود کے قائل ہیں۔

اتنے شواہد سے اُمید ہے کہ مرسل روایت کو اعتضاد حاصل ہو گیا ہو گا۔ اگر اتنے شواہد سے اعتضاد حاصل نہیں تو پھر کسی مرسل کو معتضد بنانے کے لیے کتنے شواہد چاہییں؟

تنبیہ: بہاول پوری صاحب کی بات کو روایت کا نام ہم نے علی سبیل التنزل دیا ہے دیکھئے حاشیہ:۲۹۹

۲۹۷

(الف)......ارسال کی وجہ سے منقطع کہا ہے مگر مرسل روایت کو جب اعتضاد حاصل ہو گیا تب

انقطاع والااشکال بھی جاتا رہا۔

(ب)......ہم یہ بھی بتا دینا مناسب سمجھتے ہیں ایک طرف تو علی زئی صاحب انقطاع کی وجہ سے یہاں بات کا انکار کر رہے ہیں اور دوسری طرف بہت سے لوگوں کی اس گواہی کو قبول کر لیتے ہیں جہاں صدیوں کا انقطاع ہوتا ہے۔مثلاً علی زئی صاحب محمد بن اسحاق کے بارے میں لکھتے ہیں:

''انہیں درج ذیل علماء نے ثقہ وصدوق ،صحیح الحدیث یا حسن الحدیث وغیرہ قرار دیا ہے۔...

(۲۹)ابنِ قیم (۳۰)السبکی (۳۱)الہیثمی (۳۲)حافظ ابنِ حجر عسقلانی (۳۳)ابنِ حجر مکی [مبتدع] (۳۴)خفاجی (۳۵)ابنِ علان (۳۶)السخاوی (۳۷)ابنِ کثیر (۳۸)القرطبی (۳۹)شوکانی (۴۰)نواب صدیق حسن (۴۱)احمد شاکر (۴۲)عبدالرحمٰن مبارک پوری (۴۳)شمس الحق عظیم آبادی (۴۴)بشیر احمد سہسوانی۔'' [نور العینین:۴۵]

علی زئی صاحب آگے لکھتے ہیں:

''ان کے علاوہ (۶۱) شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ (۶۲)ابنِ خلکان (۶۳)السیوطی (۶۴)...وغیرہ نے بھی اسے ثقہ وصدوق قرار دیا ہے۔'' [نور العینین:۴۶]

علی زئی صاحب نے محمد بن اسحاق کی توثیق میں مذکورہ بالا جن شخصیات کے اسماء گرامی ذکر کیے ہیں یہ سب لوگ محمد بن اسحاق سے صدیوں بعد پیدا ہوئے۔ یہ کیسا انصاف ہے کہ ایک صدی سے کم کا انقطاع تو مضر ہو اور سات ،نو، گیارہ اور تیرہ صدیوں کا انقطاع معتبر ہو جائے؟

(ب)......علی زئی صاحب نے اپنے مخالفین پر جھوٹ کے جو الزام لگائے ہیں ان میں یہ تاثر بھی دیا ہے کہ چونکہ یہ بات فلاں آدمی سے ثابت نہیں ہے لہٰذا اس کی طرف یہ نسبت جھوٹ ہے۔ دیکھیے علمی مقالات ۲۹۸/۵ وغیرہ۔

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری صاحب غیر مقلد نے جو میاں صاحب کی طرف مسئلہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کو منسوب کیا ہے۔علی زئی صاحب کے نزدیک یہ بات ان سے ثابت نہیں،اس لیے انہیں اپنے اُصول کے مطابق اسے جھوٹ کہہ دینا چاہیے تھا مگر وہ یہ ہمت بھی نہ کر پائے۔

۲۹۸

علی زئی صاحب کو پوری بات لکھنی چاہیے تھی کہ اہل حدیث کے نزدیک مرسل و منقطع روایت ضعیف ہوتی ہے جب کہ وہ ان کے خلاف ہو۔ورنہ اگر ان کے ذوق کے موافق ہو تو پھر خوشی سے قبول کر لیتے ہیں۔مثلاً چار دن قربانی کے ثبوت میں پیش کی جانے والی روایت ''ایام تشریق ذبح کے دن ہیں'' بہ اعترافِ

علی زئی منقطع ہے اور اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف ہے۔[توضیح الاحکام ۱۷۹/۲]

مگر دو چار کے علاوہ پاک و ہند کے سب غیر مقلدین اسی منقطع اور ضعیف روایت کو مدار بنا کر چار دن قربانی کے قائل ہیں۔

۲۹۹

یہاں یہ بات بھی مدنظر رہے کہ بہاول پوری صاحب نے میاں صاحب کے وحدۃ الوجودی ہونے کو بطور روایت کے بیان نہیں کیا بلکہ بالجزم انہیں وحدۃ الوجودی قرار دے کر اس پر اپنا تبصرہ کیا ہے۔ اگر علی سبیل التنزل مان لیں کہ بہاول پوری صاحب نے میاں صاحب کے وحدۃ الوجودی ہونے کو بطور روایت کے بیان کیا ہے تو ہم کہتے ہیں یہ مرسل معتضد ہے دیکھئے حاشیہ:۲۹۶

نیز متعدد غیر مقلدین نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھ رکھا ہے کہ ضعیف روایت اگر صحیح روایت کے خلاف نہ ہو تو قابل قبول ہوتی ہے۔ دیکھئے میرا مضمون ''ضعیف احادیث کی اہمیت غیر مقلد علماء کے قلم سے'' شائع شدہ مجلہ پیغامِ حق فیصل آباد شمارہ:۱۴۔

عرض ہے کہ بہاول پوری صاحب کی مذکورہ بات کو روایت کا نام دے کر اسے ضعیف بھی مان لیں تو یہ کسی صحیح روایت کے خلاف نہیں۔اس لیے اصولی طور پر غیر مقلدین کے ہاں یہ روایت قابلِ قبول ہونی چاہیے۔

۳۰۰

امام نووی رحمہ اللہ مرسل روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''...واکثر الفقهاء انه يحتج به اور اکثر فقہاء کے نزدیک وہ قابلِ حجت ہے۔''

[مقدمہ شرح مسلم ۱۷/۱]

محمد اسماعیل سلفی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام شافعیؒ سے پہلے جمہور اہلِ علم مرسل کو حجت سمجھتے رہے، سب سے پہلے اس کے متعلق تنقید امام شافعیؒ نے فرمائی۔''[مقالاتِ حدیث:۳۷۱]

سلفی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''خود امام شافعیؒ جنہیں مرسل کی حجیت پر نقض کا شرف حاصل ہے، مرسل کو بالکلیہ رد نہیں فرماتے، اور ائمہ حدیث جو اس فن کے مختلف گوشوں پر ناقدانہ نظر رکھنے کے عادی ہیں، وہ بھی مرسل کو علی الاطلاق رد نہیں فرماتے۔''[مقالاتِ حدیث:۳۷۳ بحوالہ رکعاتِ تراویح، ایک تحقیقی جائزہ:۱۰۱]

محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد حافظ ابنِ قیم رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں:

''امام احمد کے فتاویٰ کی بنا پانچ اصول پر ہے... چوتھا اصول: مرسل اور ضعیف حدیث کو لینا، جب کہ اس باب میں کوئی اور دلیل اس کے مخالف نہ ہو۔'' [الاصلاح:۱۳۶]

تنبیہ: بندہ نے یہ عبارت مرسل کی حجیت کے حوالے سے نقل کی ہے نہ کہ ضعیف کی مقبولیت بناء پر۔

صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پانچ اصولوں (جس میں بقول حافظ ابن قیم مرسل کو قبول کرنا بھی ہے) کے متعلق لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ یہ پانچ اصول صرف امام احمد ہی کے نہیں بلکہ ان کے علاوہ تینوں ائمہ (امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم) کے بھی ہیں۔ علاوہ ازیں محدثین یعنی اہل حدیث کے نزدیک بھی تقریباً یہی اصول ہیں، صرف مرسل روایت سے حجیت واستناد کے وہ قائل نہیں لیکن مذکورہ اقتباس میں مرسل کا حوالہ جس اعتبار سے آیا ہے وہ ہے قیاس کے مقابلے میں مرسل روایت سے استدلال کرنا اور یہ بات ایک حد تک صحیح ہے۔'' [مقدمہ، الاصلاح:۱۲]

ائمہ اربعہ یوسف صاحب کی نقل کے مطابق مرسل کی حجیت کو مانتے ہیں۔ یہاں انہوں نے ائمہ اربعہ کو محدثین کے مقابل ٹھہرایا ہے جب کہ آلِ غیر مقلدیت کے اعتراف کے مطابق وہ محدثین ہی ہیں بلکہ غیر مقلدین انہیں اپنی قائم کردہ اصطلاح والا اہلحدیث کہتے ہیں اگر کوئی مطالبہ کرے تو ہم اس کے ثبوت پر غیر مقلدین کی کتب سے دسیوں حوالے پیش کر سکتے ہیں۔

محمد گوندلوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مرسل اور ضعیف پر تب عمل جائز ہے جب کتاب وسنت کے خلاف نہ ہو۔'' [الاصلاح:۱۳۶]

یاد رہے کہ پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد کا میاں نذیر حسین دہلوی کی طرف ''وحدۃ الوجود'' کے عقیدہ کو منسوب کرنا کتاب وسنت کے خلاف نہیں ہے۔ کتاب وسنت کے خلاف تب ہوتا جب کتاب وسنت میں یہ صراحت ہوتی کہ میاں صاحب وحدۃ الوجود کے قائل نہیں۔

علی زئی صاحب نے گوندلوی صاحب مذکور کو ''شیخ الاسلام، حجۃ الاسلام'' کہا ہے۔

[فاتحہ خلف الامام:۱۱]

تنبیہ: مرسل کی حجیت میں ہم نے یہاں صرف انہی لوگوں کے حوالے دیئے ہیں جو غیر مقلدین ہیں یا وہ لوگ ان کے ہاں اہل حدیث شمار ہوتے ہیں۔ نیز مقدمہ شرح مسلم کے علاوہ سب حوالے غیر مقلدین کی کتابوں کے پیش کیے ہیں اس لئے ان کی تصحیح کی ذمہ داری بھی انہی پر ہے۔

۳۰۱

جی! علی زئی صاحب کے خیال میں بریٔ الذمہ ثابت ہوئے ہوں گے ورنہ دلائل کی دنیا میں تو وہ وحدۃ الوجودی ہی ثابت ہوئے ہیں۔ دیکھئے حاشیہ: ۲۹۶

۳۰۲

بہاول پوری صاحب کے بارے بندہ نے وحدۃ الوجود کی بابت کچھ نہیں کہا تھا، اِس لیے اُن کے دفاع کی ضرورت نہ تھی۔ نیز علی زئی صاحب جسے ثابت فتوی قرار دے رہے ہیں وہ خود اُن کے اصول کے مطابق غیر ثابت ہے۔ کیونکہ ہم حاشیہ: ۲۹۰ میں اُن کی کتاب ''علمی مقالات ۴۶۳/۶'' سے نقل کر آئے ہیں کہ جب تک صاحب کتاب کی طرف سے کتاب پر نظرِ ثانی ثابت نہ ہو تو وہ اُس کتاب کے ذمہ دار نہیں۔ پروفیسر صاحب کی جس بات کو علی زئی صاحب نے ثابت فتوی کا نام دیا ہے یہ اُن کی طرف منسوب خطبات ''خطبات بہاول پوری'' کی بات ہے جس پر پروفیسر صاحب کی طرف سے نظرِ ثانی ثابت نہیں۔

(جاری۔۔۔۔)

مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت

قسط: ۷

زبیر علی زئی:

۲: رب نواز دیوبندی نے نواب صدیق حسن خان بھوپالی کا گول مول[۳۰۳] حوالہ[۳۰۴] اُن کے بیٹے کی کتاب "مآثر صدیقی"[۳۰۵] (حصہ چہارم ص ۳۹) سے پیش کیا ہے۔ حالانکہ نواب صاحب نے خود[۳۰۶] اپنے قلم سے اپنی خود نوشت کتاب میں لکھا ہے:

"اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ وحدت الوجود کا مسئلہ کتاب وسنت کے واضح اور صریح نصوص کی بنیاد پر بے شک وشبہ کفر بواح ہے۔ لیکن ہم متعین طور پر اس کے قائل اولیاء کرام کو خواہ وہ مغلوب تھے یا ماٴول، کافر نہیں کہہ سکتے وقس علی ھذا۔" (ابقاء المنن: ۱۹۳، دوسرا نسخہ: ۲۵۸)

اس صریح[۳۰۷] حوالے کے مقابلے میں سید محمد علی حسن خان کا[۳۰۸] حوالہ[۳۰۹] شاذ یا منسوخ[۳۱۰] ہے، لہٰذا اصولِ حدیث کی رُو سے اس سے استدلال غلط[۳۱۱] ہے۔

الجواب:

۳۰۳

غیر مقلدین کا دعوی ہے کہ ہم اہل حدیث لوگوں کے سامنے قرآن وحدیث کی واضح تعلیمات پیش کرتے ہیں مگر علی زئی صاحب گواہی دے رہے ہیں ان کے غیر مقلد نے عقیدہ کے مسئلہ میں گول مول بات لکھی ہے۔

یہاں علی زئی صاحب تشریح کر دیتے کہ وہ بات "گول مول" کیسے ہے؟ اس تشریح کے پیش نظر ہم علی زئی صاحب کا نقل کردہ حوالہ دیکھتے کہ وہ گول مول ہے یا نہیں؟

۳۰۴

نواب صدیق حسن اور وحدۃ الوجود: وہ حوالہ یہ ہے۔ نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

"مذہب وحدۃ الوجود اور مذہب وحدۃ الشہود دونوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو جس طرح ایک جانب

بہت دلائل ہیں اسی طرح دوسری طرف بھی بہت دلیلیں ہیں، ہم پر اعتقاداً لازم ہے کہ ہم کسی جانب بھی ضلالت اور گمراہی کا خیال دل میں نہ لائیں، کیونکہ اس میں بہت سے علماء کرام اور مشائخ عظام کی تضلیل وتکفیر لازم آتی ہے۔'' [مآثرِ صدیقی حصہ چہارم صفحہ ۳۹]

نواب صاحب مزید لکھتے ہیں:

''مسئلہ وحدت وجود و شہود جس سے مراد ہستی حق اور نیستی خلق ہے اور یہی اعتقاد اس مسئلہ کا روح الروح ہے اگر مخلوقات کی نیستی کو زمانہ حال و استقبال میں پیش نظر رکھا جائے تو یہ امر شرع کے اصل مقصد کے منافی نہیں ہے البتہ جو اختلافات اقوال و احوال اس کے شرح وبسط میں پیدا ہو گئے ہیں کچھ شک نہیں کہ وہ شریعت سے کسی قدر بُعد رکھتے ہیں اور ایک عالم کی گمراہی کا سبب بن گئے ہیں اگر یہ خدشہ مانع نہ ہوتا تو میں اس مسئلہ وحدت وجود کو متکلمین کے ہفوات چھوڑ کر محدثین کے اقوال واشارات اور دلائل عقلی و نقلی سے اس طرح ثابت کرتا کہ علماء ظاہری میں سے بھی کسی کو اس سے انکار نہ ہوتا اور وہ اس کے خلاف میں لب کشائی نہ کرسکتا مگر کیا کیا جائے مصیبت تو یہ ہے کہ جو ارباب رسوم ہیں وہ الفاظ و معانی سے بیگانہ رہتے ہیں اور جو ارباب علم ہیں ان کو تفنن عبارات کی طرف توجہ رہتی ہے نہ معانی کی طرف ورنہ اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو اس میں کوئی مابہ النزاع بات نہیں ہے۔'' [مآثرِ صدیقی حصہ چہارم صفحہ ۴۰]

نواب صاحب کی عبارت میں تین باتیں قابلِ غور ہیں:

۱)......وحدۃ الوجود شرع کے اصل مقصد کے منافی نہیں۔ ۲)......وحدۃ الوجود پر نقلی وعقلی دلائل اور محدثین کے اقوال اس قدر پیش کیے جاسکتے ہیں جس کے بعد کسی کے لیے وحدۃ الوجود کے خلاف اعتراض کی گنجائش نہ ہو۔ ۳)......اس میں کوئی مابہ النزاع بات نہیں ہے۔

۳۰۵

''مآثرِ صدیقی'' نواب صدیق حسن خاں کے حالات پر مشتمل کتاب ہے جسے ان کے بیٹے علی حسن خان صاحب نے ترتیب دیا ہے۔ اس کے چار حصے ایک ہی جلد میں ہیں۔

۳۰۶

علی زئی صاحب کی عبارت ''حالانکہ نواب صاحب نے خود اپنے قلم'' سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ابقاء المنن کا حوالہ تو نواب صاحب کا اپنے قلم سے لکھا ہوا ہے اور مآثرِ صدیقی کا حوالہ نواب صاحب کا خودنوشت نہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ مآثرِ صدیقی میں بھی نواب صاحب ہی کی کتاب سے حوالہ نقل کیا گیا ہے۔ یعنی وہ وحدۃ الوجود کی تائید والا حوالہ بھی نواب صاحب کا اپنا خودنوشت ہی ہے۔

مآثر کا جو اقتباس ہم نے ذکر کیا تھا وہ اُس طویل عبارت کا حصہ ہے جس کے شروع میں علی حسن صاحب نے لکھا۔

''والا جاہ لکھتے ہیں....'' [صفحہ ۳۸] والا جاہ سے مراد نواب صاحب ہیں۔ یعنی علی حسن صاحب نے نواب کی عبارت نقل کی ہے۔

۳۰۷ مآثرِ صدیقی والا حوالہ بھی تو صریح ہے کہ اس میں وحدت الوجود کے موافق ومخالف دونوں فریق کو بادلیل کہا ہے۔

اور جس حوالہ کو علی زئی صاحب صریح کہہ کر ناز کر رہے ہیں اس میں وحدۃ الوجود والوں کو ''اولیائے کرام'' کہا گیا ہے اور انہیں کافر کہنے سے گریز کیا ہے۔

۳۰۸

کوئی یہ تاثر نہ لے کہ وحدۃ الوجود کے بادلیل ہونے کو علی حسن از خود اپنی طرف سے نواب صاحب کی طرف منسوب کر رہے ہیں بلکہ انہوں نے نواب صاحب کا اپنا لکھا ہوا نقل کیا ہے۔ دیکھئے حاشیہ: ۳۰۶۔

۳۰۹

شاذ کی تعریف غیر مقلدین کی کتابوں میں یوں لکھی ہے: ''ثقہ راوی اوثق کی مخالفت کرے۔''

مگر یہاں ثقہ اور اوثق کا تقابل نہیں ہے بلکہ دونوں عبارتیں نواب صاحب کی اپنی ہی کتابوں کی ہیں۔ دیکھئے حاشیہ: ۳۰۶۔

۳۱۰

منسوخ کہنے کے لیے دو باتوں کی وضاحت ضروری تھی:

۱)...... پہلے دونوں عبارتوں کو متضاد ثابت کرتے اور پھر کسی ایک کو ناسخ اور دوسری کو منسوخ کہتے۔ بتایا جائے کہ یہاں دونوں عبارتوں میں کون سا جوہری فرق یا تضاد ہے؟ مآثر کی عبارت میں وحدۃ الوجود کے موافق ومخالف دونوں فریق کو دلائل والا کہا ہے اور ابقاء میں وحدۃ الوجود کو کفر کہنے کے ساتھ وحدۃ الوجود کے قائل احباب کو اولیاء کرام بھی مانا ہے۔

دونوں کتابوں میں وحدۃ الوجود کے قائلین کو اولیاء کرام قرار دے کر انہیں کافر کہنے سے انکار کیا ہے۔

۲)...... کسی بات کو منسوخ قرار دینے کے لیے اسے مؤخر ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے مگر علی زئی صاحب نے جس بات کو منسوخ کہا ہے اس کا مؤخر ہونا ثابت نہیں کیا۔

غیر مقلدین ایک اور بات بھی کہا کرتے ہیں کہ منسوخ بات کی تاریخ بتائی جائے کہ کب منسوخ ہوئی ہے؟ لہٰذا دوسروں سے تاریخ کے تعین کا مطالبہ کرنے والے خود بھی نسخ کی تاریخ یہاں متعین کریں۔

ناسخ و منسوخ بحث کی یہاں ضرورت نہیں تھی۔ اگر یہ بحث ضرور کرنی ہی ہے تو ابقاء المنن والے حوالے کو منسوخ کہا جائے جس پر درج ذیل قرائن ہیں۔

(۱)......غیر مقلدین کو اصرار ہے کہ وحدۃ الوجود صوفیاء کا عقیدہ ہے۔

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد نے کہا:

''وحدت الوجود کا عقیدہ صوفیوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔[خطبات بہاول پوری ۳۲۷/۱]

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد نے لکھا:

''وحدت الوجود ہر صوفی کا عقیدہ ہے۔''[عقیدہ صوفیت:۹۲]

علی زئی صاحب نے فتح الباری کی عبارت نقل کر کے لکھا:

''معلوم ہوا کہ ابن حجر کے نزدیک وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والے بے حد غالی صوفی ہیں۔''
[علمی مقالات:۴۶۲/۲]

ڈاکٹر محمد سلیم صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''یہ عقائد وحدت الوجود...دینِ طریقت یا تصوف کی جان ہیں۔''
[تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں:۷۵]

اتنا پڑھ لینے کے بعد اگلی بات پڑھیے کہ نواب صاحب بھی صوفی ہیں۔ان کے حالات میں ان کے بارے میں لکھا ہے۔

''اصحابِ طریقت و سلوک و ارشاد کی صحبتوں میں رہ کر وہ اقتباس انوار باطن اور اکتساب علوم ظاہر و فنون ادبیہ کی تکمیل کرتے رہے۔''[مآثرِ صدیقی حصہ دوم صفحہ ۱۳]

آگے لکھا ہے:

''خانقاہ میرزا مظہر جانجاناں شہید قدس سرہ میں مشائخ عصر شاہ احمد سعید صاحب اور شاہ عبدالغنی صاحب کی بزم خلت و صفا میں شریک ہو کر لذاتِ روحانی سے متمتع ہوتے رہے۔[مآثرِ صدیقی:۱۵/۲]

امام خان نوشہروی غیر مقلد نے نواب صاحب کے حالات میں تصوف کے موضوع پر لکھی گئی ان کی متعدد کتابوں کے نام درج کیے ہیں۔[تراجم علمائے حدیث ہند:۳۱۰]

محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد،نواب صاحب کی کتابوں کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سترہ کتابیں تصوف کے موضوع پر ہیں۔'' [دبستان حدیث:۲۲۴]

خودنواب صاحب لکھتے ہیں:

''میرے کتب خانہ میں کتبِ تفسیر وحدیث کے بعد سب سے زیادہ کتب علم تصوف اور طبقاتِ اولیاء کی ہیں۔مثلاً رسالہ قشیری مع شرح، احیاء العلوم عربی واردو مع ملخص احیاء، عوارف، تعرف، طبقات کبریٰ للشعرانی رحمۃ اللہ علیہ، اخبار الاخیار، مدارج السالکین اور قطر الولی وغیرہ۔ میں نے ان کتابوں سے بہت کچھ فائدہ حاصل کیا ہے بلکہ اس باب [تصوف (ناقل)] میں میری اپنی تالیفات بھی موجود ہیں مثلاً ریاض المرتاض، مکارم اخلاق ترجمہ ریاض الصالحین، خیرۃ الخیرۃ وغیرہ۔'' [ابقاء المنن :۲۰۰]

(۲)......نواب صاحب لکھتے ہیں:

''مسئلہ وحدۃ الوجود کا دارومدار حضراتِ صوفیہ کے کشف وشہود پر ہے اور علماء اور صوفیہ نے اس کے متعلق بہت سی کتابیں اور رسائل لکھے ہیں، مثلاً طبقہ قادریہ میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی...وغیرہ اکابر گزرے ہیں۔'' [مآثرِ صدیقی حصہ چہارم:۳۸]

نواب صاحب نے یوں بھی لکھا:

''محدثین وظاہریہ صوفیائے کرام سب میں حق محقق ہے بلکہ یہ لوگ افضل اہل حق ہیں۔''

[مآثرِ صدیقی:۴/۳]

نواب صاحب نے صوفیاء کو وحدۃ الوجود کا قائل مانا اور اس کے ساتھ صوفیاء کو اکابر، اہل حق بلکہ اہل حق میں سے بھی افضل تسلیم کیا ہے۔اس کے ساتھ یہ کہ نواب صاحب نے صوفیاء کو ''تارکِ تقلید'' بھی کہا ہے چنانچہ انہوں نے لکھا۔

''انك لا تجد عالما صوفيا و سالكا فاضلا الا و هو يتقيد بالكتاب و السنة و لا يقلد احدا من الائمة۔ بے شک تو کسی صوفی عالم اور سالک فاضل کو نہیں پائے گا جو کتاب وسنت کا پابند نہ ہو اور وہ ائمہ میں سے کسی کا مقلد نہیں ہوگا۔[التاج المکلل :۳۲۷]

(۳)......نواب صاحب وحدۃ الوجود والوں کا دفاع کرتے ہیں۔

نواب صاحب نے لکھا:

''وحدت وجود کے اثبات یا ابطال میں لب کشائی نہ کرنی چاہیے اگر خود ذی فہم ہے تو اپنی فہم پر قناعت کرے اور اگر وہ نہیں سمجھتا تو ان کے اقوال کو ان کے قائلین پر چھوڑ دے۔'' [مآثرِ صدیقی:۴/۳۹]

(۴)......وحدۃ الوجود کے بڑے مبلغ ابن عربی [تبلیغی جماعت، عقائد وافکار:۴۷] سے نواب صاحب کو

بڑی گہری عقیدت ہے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

نواب صاحب ابنِ عربی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔[فتاویٰ ثنائیہ ۱/۳۴۴]

نواب صاحب نے ابنِ عربی کو صاحبِ کرامت ولی مانا ہے۔[التاج المکلل:۱۷۶]

نواب صاحب نے وحشرنا في زمرة أحبابه کہہ کر ابن عربی کے گروہ میں اُٹھنے کی دعا مانگی اور اس دعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ دیا ہے۔[التاج المکلل:۱۸۰]

نواب صاحب نے ابن عربی کا دفاع کیا ہے۔[التاج المکلل:۱۲۴]

نواب صاحب نے ابنِ عربی کے اقوال سے استدلال کیا ہے۔

[کتاب التعویذات:۱۶۴،۱۶۶،۱۸۲،التاج المکلل:۹۰]

نواب صاحب نے ابن عربی کے حالات میں ان کی قبر سے تبرک حاصل کرنا نقل کیا ہے۔

[التاج المکلل:۱۲۴]

نواب صاحب نے لکھا ہے کہ تمام محققین نے ابنِ عربی کی جلالتِ شان پر اجماع کیا ہے۔

[التاج المکلل:۱۲۳]

نواب صاحب نے نقل کیا ہے کہ ابن عربی کی دعائیں آسمانوں کو چیر دیتی تھیں اور ان کی برکات نے پھیل کر جہان کو پُر کر دیا تھا۔[التاج المکلل:۱۲۳]

(۵)......حسین بن منصور الحلاج نے وحدۃ الوجود کے عقیدہ کو اعلانیہ پیش کیا ہے۔[علمی مقالات ۲/۲۶۷]

نواب صاحب نے حلاج کو "عالمِ ربانی....اور...ولی اللہ" تسلیم کیا ہے۔[التاج المکلل:۷۷]

(۶)......وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں میں ایک شخص ابن الفارض ہیں۔[علمی مقالات ۲/۲۶۱]

نواب صاحب نے ابن الفارض کو کثیر خوبیوں کا مالک، صاحبِ کرامات بزرگ قرار دیا ہے اور یہ دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ ان پر کلام کا دروازہ کھولتے اور ایک ایسا منفرد قصیدہ وجود میں آتا جو بے نظیر اور بے مثال ہوتا۔[التاج المکلل:۲۲۲]

(۷)......عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد نے لکھا جو وحدۃ الوجود کے قائلین کو ولی کہتا ہے وہ انہی کا ہم عقیدہ ہے۔[عقیدہ صوفیت ۱۹۰]

نواب صاحب ابنِ عربی، ابن الفارض اور حلاج وغیرہ وحدۃ الوجود کے قائلین کو ولی اللہ، صاحبِ کرامت بزرگ مانتے ہیں تو ڈیروی صاحب کے اصول کے مطابق وہ بھی انہی کے ہم عقیدہ ہوئے۔

تنبیہ : التاج المکلل کتاب میں نواب صاحب نے وحدۃ الوجود کے قائلین کو جی بھر کے خراجِ عقیدت پیش

کیا ہے۔اس کتاب کا مقام ومرتبہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

محمد اسحاق بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''التاج المکلل اور ریاض الجنۃ فی تراجم اہل السنۃ خزینہ علم کی حیثیت رکھتی ہیں۔'' [دبستان:۲۷۱]

خود نواب صاحب نے لکھا:

''میری تالیفات میں سے جو کتابیں علم الھدیٰ کا درجہ رکھتی ہیں...تاج المکلل''

[تراجم علمائے حدیث ہند:۲۸۸]

تنبیہ : ہم نے اختصار کے پیشِ نظر یہاں التاج المکلل وغیرہ کتب کی عبارتیں نقل نہیں کیں۔عبارتیں اصل کتابوں میں دیکھیں، جسے اصل کتابیں نہ مل سکیں وہ ہماری کتاب ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' کا مطالعہ کرے اس میں ہم نے لفظ بہ لفظ عبارتیں نقل کر دی ہیں۔

اب علی زئی صاحب کی زبانی کچھ سنیں!

(۸)......علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''اہل وحدت مطلقہ سے مراد صوفی حضرات ہیں جو وحدت الوجود اور حلولیت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔'' [توضیح الاحکام:۱/۱۶۳]

یعنی وحدت مطلقہ کا قائل ان کے نزدیک وحدۃ الوجودی ہے۔جب کہ نواب صاحب اہل حدیث کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہی لوگ وحدت مطلقہ والے ہیں۔'' [التاج المکلل:۵۸ ترجمہ ابن حزم]

(۹)......علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''المرء مع من أحب کی رو سے اس کا اور علمائے دیوبند کا ایک ہی حکم ہے۔'' [بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم:۱۳]

مطلب یہ ہے کہ جو شخص جس کسی سے محبت رکھتا ہے اس محب اور اس کے محبوب کا ایک ہی حکم ہے۔

اس اصول کے پیشِ نظر ہم کہتے ہیں کہ نواب صاحب کو ابنِ عربی، ابن الفارض اور حلاج وغیرہ وحدۃ الوجود کے قائلین حضرات سے نہ صرف محبت ہے بلکہ کمال درجہ کی عقیدت ہے جیسا کہ اوپر با حوالہ مذکور ہوا۔لہٰذا علی زئی اصول کے مطابق یہ بھی انہی کی طرح ان کے ہم عقیدہ / وحدۃ الوجودی ہوئے۔

(۱۰)......علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''جب تک وہ اپنے اکابر سے صحیح براءت نہ کریں اس وقت تک ان کا وہی حکم ہے جو ان کے اکابر کا

ہے۔'' [بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم:۳۲]

ہم ان کا یہ اصول انہی کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نواب صاحب نے ابن عربی، ابن الفارض اور حلاج وغیرہ وحدۃ الوجود کے قائلین حضرات سے عقیدت ومحبت کا اظہار کیا ہے، ان کی بزرگی کے گیت گائے ہیں اور احسن انداز میں ان کا ذکرِ خیر کیا وغیرہ۔ لہٰذا جب تک نواب صاحب کی ان سے صحیح براءت غیر مقلدین ثابت نہیں کرتے تب تک ان کا وہی حکم ہے یعنی وہ بھی انہی کی طرح وحدۃ الوجودی ہیں۔

علی زئی صاحب کے اصولوں کے مطابق بھی نواب صاحب وحدۃ الوجودی ثابت ہوتے ہیں اور علی زئی صاحب کی یہ عبارت بھی ذہن میں رہے کہ:

''اپنے ہی اصول خود توڑ کر پاش پاش کر دینا مذہبی خودکشی کی بدترین مثال ہے۔''

[توضیح الاحکام: ۲۵۶/۳]

۲۱۱

(الف)......''استدلال غلط ہے'' والی بات علی زئی صاحب تب کہہ سکتے تھے جب اسے شاذ ومنسوخ ثابت کر دیتے مگر وہ ایسا نہیں کر سکے جیسا کہ اوپر حاشیہ: ۳۱۰ میں ہم عرض کر آئے ہیں۔ بلکہ نواب صاحب تو علی زئی صاحب کے تراشیدہ اصولوں کے مطابق بھی وحدۃ الوجودی ثابت ہوتے ہیں دیکھئے حاشیہ: ۳۱۰۔

(ب)......علی زئی صاحب ''ابقاء المنن'' کی عبارت کو مدار بنا کر مآثر صدیقی کی عبارت کو منسوخ کہہ رہے ہیں جس سے تاثر ملتا ہے کہ ابقاء المنن متاخر کتاب ہے اور وہ ناسخ کی حیثیت رکھتی ہے۔ لہٰذا ابقاء المنن میں جتنی باتیں ہیں علی زئی جماعت انہیں ناسخ مان لے۔ مثلاً ابقاء المنن میں نواب صاحب نے لکھا ہے:

(۱)......''میرا یہ سارا کفر وضلالت موت سے قبل، حسن خاتمہ کے باعث ان شاء اللہ ختم ہو جائے گا۔'' [۲۲]

(۲)......''جب کسی انسان کو کشف ویقین سے معلوم ہو جائے کہ...'' [۲۳]

(۳)......''مولانا [فضلِ رحمٰن گنج مراد آبادی (ناقل)] صاحب کی شخصیت قناعت اور زہد وتقویٰ کے اعتبار سے یادگارِ روزگار ہے۔'' [۳۸]

(۴)......''مواعظ میں احیاء علوم الدین بہترین کتاب ہے۔'' [۵۱]

(۵)......''اختلاف توبذات خود مذموم نہیں۔''[۵٦]

(٦)......''میں صرف اہلِ سنت کوفرقہ ناجیہ سمجھتا ہوں۔''[٦١]

(۷)......''ان [ائمہ کرام (ناقل)] کے جو مقلد کتاب وسنت کے دلائل کے واضح ہو جانے کے بعد بھی ان کی محض رائے کی تقلید پر جمے ہوئے ہیں، میں ان کو خاطی سمجھتا ہوں، گمراہ نہیں۔''[٦٢]

(۸)......''عوام میں ایمان تو عصرِ نبوت سے تقلیدی چلا آ رہا ہے۔''[٦٣]

(۹)......''یادر ہے محقق علماء نے اگر چہ ایسے انسان کے لیے اس کی جہالت کی وجہ سے تقلید کو جائز قرار دیا ہے....''[٦٤]

(۱۰)......''شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ظاہری مذہب سے وابستہ تھے جب کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حنبلی مشرب سے پیوستہ۔''[٦۵]

(۱۱)......''حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے...توحید ومعرفت کے حقائق بیان فرمانا شروع کیے۔''

[٦۵]

(۱۱)......''صوفیہ بھی حق پر ہیں بلکہ یہ لوگ اہل حق میں سے سب سے افضل ہیں۔''[٦۷]

(۱۲)''تشہد کے صیغوں کے مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب زیادہ صحیح ہے۔''[٦۸]

(۱۳)''شیخ جیلانی حنبلی المذہب تھے۔''[٦۸]

(۱۴)''میں بیعت کے وجوب کا قائل نہیں ہوں، البتہ اسے مستحب ضرور جانتا ہوں۔''[۷۵]

(۱۵)''امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔''[۱۹۱]

(۱٦)''شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی...ایک حنبلی المذہب عالم تھے۔''[۱۹۳]

(۱۷)''احیاء العلوم اور فتوحات مکیہ کو دیکھو کہ ان میں تقلید اختیار کرنے سے کس قدر تحذیر اور اتباع سنت اختیار کرنے پر کس قدر تحریض ہے۔''[۲۰۱]

(۱۸)''اکثر صوفیاء علم ظاہری میں ظاہری المشرب تھے جیسے ابن عربی وغیرہ۔''[۲۰۱]

تنبیہ: إبقاء المنن کی مذکورہ تمام عبارتوں سے ہمارا اتفاق ضروری نہیں، البتہ علی زئی گروہ والے انہیں نواب صاحب کی طرف سے حرفِ آخر سمجھیں اور ان کے ناسخ ہونے کا اعلان کر دیں۔

(جاری۔۔۔۔)

☆......☆......☆......☆

مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت

......قسط:۸......

زبیر علی زئی:

۳ وحیدالزمان حیدر[312] آبادی متنازعہ[313] شخصیت ہیں اور جمہور اہلِ حدیث[314] علماء مثلاً مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا محمد حسین لاہوری، مولانا عبداللہ غازی پوری اور مولانا فقیر اللہ پنجابی وغیرھم[315] نے اُن پر جرح[316] کر رکھی ہے۔ (دیکھئے لغات الحدیث کتاب ش، ص:۵۰، حیات[317] وحید الزمان ص:۱۰۱)

جب اہل حدیث کے نزدیک عندالجمہور مجروح راوی[318] کی روایت[319] ضعیف و مردود ہوتی ہے تو[320] ہمارے خلاف ایسے مجروح راوی کا قول کیوں کر پیش کیا جا سکتا ہے[321]!؟

نیز دیکھئے امین اوکاڑوی دیوبندی کی تجلیات صفدر[322]۔ [۱/۴۷۶، ۳/۲۷۸]

دوسرے یہ کہ وحیدالزمان نے اپنی رسوائے[323] زمانہ کتاب ہدیۃ المہدی[324] میں صاف لکھا ہے "ولا یحل فی غیرہ" اور اللہ اپنے غیر میں حلول نہیں کرتا۔ [ص:۴]

معلوم ہوا کہ وحیدالزمان حلول کے قائل نہیں[325] تھے، جب کہ وحدت الوجود کا مطلب درج ذیل ہے:

"تمام موجودات کو اللہ تعالیٰ کا وجود[326] خیال کرنا" الخ [حسن اللغات فارسی اردو: ۹۴۱]

"صوفیوں کی اصطلاح میں تمام موجودات کو خدا تعالیٰ کا وجود[327] ماننا اور ماسوا کے وجود کو محض اعتباری سمجھنا۔" [علمی اردو لغت، ص: ۱۵۵۱]

اس تعریف کی رُو سے وحدت الوجود کا عقیدہ صریحاً حلول[328] کا عقیدہ ہے۔

الجواب:

۳۱۲ وحیدالزمان صاحب غیر مقلدین کے ہاں بڑے جید عالمِ دین سمجھے جاتے ہیں۔ زبیر علی زئی کے استاذ بدیع الدین راشدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"نواب عالی جناب، عالم باعمل، فقیہِ وقت، محبِ السنۃ وحیدالزمان بن مسیح الزماں دکنی"

[ھدایۃ المستفید ترجمہ فتح المجید: ۱/۱۰۴، بحوالہ حدیث اور اہل حدیث: ۱۳۵]

رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد نے وحیدالزمان صاحب کو اپنی تحریروں میں بار بار "امام اہل حدیث" کہا ہے۔ دیکھئے: سلفی تحقیقی جائزہ: ۹۴۵ وغیرہ۔

۳۱۳ متنازعہ ہونے کی وضاحت کردی جاتی تو اچھا ہوتا۔ اگر ''متنازعہ'' کا مطلب یہ ہے کہ کچھ غیر مقلدین انہیں اہلِ حدیث مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے۔ تو عرض ہے کہ کیا وحیدالزمان صاحب، ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد سے بھی زیادہ متنازعہ ہیں؟ غیر مقلدین نے امرتسری صاحب کے خلاف اُن کی زندگی میں الاربعین، فیصلہ مکہ، الفیصلۃ الحجازیہ، فتنۂ ثنائیہ وغیرہ مستقل کتابیں لکھی گئیں۔ جب کہ ہماری معلومات کے مطابق وحیدالزمان صاحب کے خلاف اُن کی زندگی میں کسی غیر مقلد نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔

امرتسری صاحب کے خلاف غیر مقلدین کی طرف سے جو کتابیں لکھی گئیں اُن میں اُنہیں کافر، مشرک، ملحد، معتزلی، اکفرالکافرین کہا گیا ہے۔ اِس کے بالمقابل وحیدالزمان صاحب کو اُن کی زندگی میں کسی غیر مقلد نے کافر، مشرک، ملحد، زندیق، معتزلی اور اکفرالکافرین کہا ہو، میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں۔ بلکہ شاید غیر مقلدین اَب بھی وحیدالزمان صاحب کو کافر، مشرک، ملحد، معتزلی اور اکفرالکافرین کہنے کی ہمت نہ کر پائیں۔ پھر بھی علی زئی صاحب امرتسری صاحب کو اہلِ حدیث مانتے ہیں اور وحیدالزمان صاحب کو اہلِ حدیث کے دائرہ سے باہر نکال دیتے ہیں۔

یاد رہے کہ وحیدالزمان صاحب کو اُن کی زندگی سے لے کر طویل عرصہ تک غیر مقلدیت کی طرف سے اہلِ حدیث کہا گیا ہے۔ اُن کی غیر مقلدیت سے انکاری موجودہ غیر مقلدین وحیدالزمان صاحب کی عبارتوں کا جب کوئی جواب نہیں دے پاتے تو جان چھڑانے کے لیے کہہ دیتے ہیں کہ وہ ہمارا نہیں۔ حالانکہ اُن کی کتابوں میں وحیدالزمان کے اہلِ حدیث، تارکِ تقلید بلکہ مخالفِ تقلید ہونے کی گواہیاں موجود ہیں۔ ہم نے اپنی اِسی کتاب میں غیر مقلدین کی کتب سے قریبا پچاس (۵۰) عبارتیں وحیدالزمان صاحب کے اہلِ حدیث ہونے پر نقل کردی ہیں۔ دیکھئے: حاشیہ ۹۹، ۱۰۱۔ چار سال کا عرصہ ہوگیا اِس کا جواب نہ علی زئی صاحب نے دیا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے غیر مقلد نے۔

وحیدالزمان صاحب کو متقدمین آلِ غیر مقلدیت نے اہلِ حدیث قرار دیا ہے اور علی زئی صاحب نے لکھ رکھا ہے کہ:

''متقدمین کے مقابلے میں متاخرین کی بات کب مسموع ہوسکتی ہے؟'' [نورالعینین: ۹۰]

علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ وحیدالزمان صاحب متنازعہ شخصیت ہیں۔ تو کیا خود علی زئی صاحب کی شخصیت متنازعہ نہیں؟ کیا اُن کے خلاف شریف شاکر، الیاس اثری، افضل اثری، کفایت اللہ سنابلی، عبدالرؤف سندھو اور خبیب اثری وغیرہ غیر مقلدین نے نہیں لکھا؟ اَبھی چند دن پہلے مجھے فون پر

ایک ساتھی نے بتایا کہ غیر مقلدین کے رسالہ ''الاعتصام'' میں زبیر علی زئی کے تناقضات پر کئی قسطوں میں اُن کے خلاف مضمون شائع ہوا ہے۔

عالم الغیب ذات اللہ کی ہے مگر ایک وجدانی کیفیت کے تحت ہم کہہ سکتے ہیں کہ وحیدالزمان سے علی زئی صاحب کو جتنی چڑ ہے آئندہ زمانہ میں غیر مقلدین کو علی زئی صاحب سے اِس سے زیادہ ہوگی بلکہ علی زئی صاحب کی حیات ہی میں اُن کے خلاف غیر مقلدین کی طرف سے مضامین کی بھرمار ہوگئی۔

۳۱۴ علی زئی صاحب کے ہاں جمہور اہل حدیث سے مراد جمہور غیر مقلدین ہیں۔ جمہور غیر مقلدین نے وحیدالزمان پر جرح کی ہے، یہ محض علی زئی صاحب کا دعویٰ ہے، جسے وہ دلائل سے ثابت کرنے میں ناکام رہے۔ بندہ نے علی زئی صاحب کی وحیدالزمان صاحب کے بارے میں لکھی گئی تمام تحریریں پڑھی ہیں، کہیں بھی وہ دلیل سے وحیدالزمان کا جمہور غیر مقلدین کے ہاں مجروح وضعیف ہونا ثابت نہیں کر سکے۔ اگر ضعیف ثابت ہو بھی جائیں تو اِس سے اُن کے وحدۃ الوجودی ہونے پر زد نہیں پڑتی۔

۳۱۵ ''وغیرھم'' میں ھم جمع کی ضمیر ہے۔ اِس کا مصداق بتایا جائے کہ وہ کون ہیں؟ جب کہ اصل عبارت میں تو ایک ثناءاللہ امرتسری کی تصریح ہے۔ اور خود اُن پر غیر مقلدین کی شدید جروح موجود ہیں۔ الاربعین وغیرہ کتب دیکھیں!

۳۱۶ (الف)......علی زئی صاحب نے دعویٰ کیا کہ جمہور اہل حدیث نے وحیدالزمان پر جرح کر رکھی ہے اور بطورِ مثال جن غیر مقلدین کا نام پیش کیا، اُن سے جرح ثابت ہی نہیں۔

اصل عبارت اِس طرح ہے۔ وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا کہ جب سے تم نے کتاب ''ہدیۃ المھدیٰ'' تالیف کی ہے تو اہل حدیث کا ایک گروہ جیسے مولوی شمس الحق مرحوم عظیم آبادی اور مولوی محمد حسین لاہوری اور مولوی عبداللہ صاحب غازی پوری اور مولوی فقیر اللہ پنجابی اور مولوی ثناءاللہ امرتسری وغیرہ تم سے بددل ہو گئے۔''

میں نے آج سے پانچ سال پہلے اِس پر تبصرہ لکھ دیا تھا کہ:

''اس روایت کا مدار ''ایک دوست'' پر ہے جو نہ صرف مجہول الحال ہے بلکہ مجہول الاسم بھی ہے۔ مگر علی زئی صاحب اس ''مجہول'' کی روایت کو وجہ بنا کر لکھتے ہیں:

''وحیدالزمان حیدرآبادی متنازعہ شخصیت ہیں اور جمہور اہل حدیث علماء مثلاً مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا محمد حسین لاہوری، مولانا عبداللہ غازی پوری اور مولانا فقیر اللہ پنجابی وغیرھم نے اُن پر جرح کر رکھی ہے۔'' [مجلّہ صفدر شمارہ:۱۱، جنوری ۲۰۱۲ء]

پانچ سال کے طویل عرصہ میں زبیرعلی زئی سمیت آج تک کوئی غیر مقلد وحیدالزمان کے اس دوست کا معروف اور ثقہ ہونا ثابت نہیں کر سکا۔ اب بھی کسی غیر مقلد سپوت میں دم خم ہے تو اس مجہول ذات شریف کو معروف ثقہ ثابت کر دے۔

ہم نے مجلّہ صفدر شمارہ :۱۱، جنوری ۲۰۱۲ء میں مزید یہ بھی لکھا تھا کہ وحیدالزمان صاحب کا دوست مجہول ہے اور علی زئی صاحب کے نزدیک مجہول کی روایت موضوع ہوتی ہے۔ [علمی مقالات ۴/۳۰۷] اور علی زئی صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ:

''وضاع کی روایت کو بطور حجت پیش کر کے...کذب بیانی کو فروغ دینے کی کوشش کی ہے۔''

[توضیح الاحکام ۲/۳۷۰] دیکھئے حاشیہ:۱

پانچ سال کی طویل مدت میں اِس کا بھی کوئی جواب غیر مقلدین کی طرف سے سامنے نہیں آسکا۔

اگر غیر مقلدین میں کوئی اہل انصاف ہے تو بتائے وحیدالزمان صاحب کے مجہول دوست کی روایت کو بطورِ حجت پیش کر کے علی زئی صاحب اپنے ہی اُصول میں کذب بیانی کو فروغ دے رہے ہیں یا نہیں؟

(ب)......علی زئی اُصول میں وحیدالزمان صاحب کے مجہول دوست کی روایت من گھڑت ہے۔ پھر اُس میں بھی صرف اتنی بات ہے کہ ایک گروہ اہل حدیث بددل ہوگیا۔ اُس میں جمہور کے بددل ہونے کی بات ہرگز نہیں۔

(ج)......اُس من گھڑت روایت میں ''...بددل'' ہوگئے'' الفاظ ہیں۔ علی زئی صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ ''بددل ہوگئے'' الفاظ کے جرح ہونے پر دلیل پیش کرتے، مگر وہ ایسا نہیں کر سکے۔

(د)......محمد حسین بٹالوی وغیرہ علمائے غیر مقلدین نے تو ثناءاللہ امرتسری صاحب پر سنگین جرح کر رکھی ہے، دیکھئے الاربعین وغیرہ۔ علی زئی صاحب امرتسری صاحب کو ضعیف و مجروح کیوں نہیں کہتے؟

۳۱۷ ''حیات وحیدالزمان'' کی عبارت ''لغات الحدیث'' سے منقول ہے اور لغات الحدیث کی عبارت ''مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا...'' اوپر ہم نقل کر چکے ہیں اور اس کا جواب بھی دیکھئے: حاشیہ:۳۱۶

۳۱۸ پہلے وحیدالزمان صاحب کو جمہور غیر مقلدین کے ہاں مجروح ثابت کریں بعد میں اگلی بات کریں۔ پہلے تخت بنائیں، نقش نگاری کا وقت بعد میں ہوگا۔

۳۱۹ یہاں وحیدالزمان صاحب کی کسی روایت پر بحث ہی نہیں کہ اُن کی روایت معتبر ہے یا نہیں؟ بلکہ اُن کے وحدت الوجودی ہونے کی بات ہے کہ وہ وحدۃ الوجود کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ علی زئی صاحب اُن کی روایت کو صحیح نہ بھی مانیں، اُن کے وحدۃ الوجودی ہونے کی وجہ سے اُن پر فتویٰ تو لگا سکتے تھے۔

۳۲۰ پوری بات لکھ دیتے کہ اہل حدیث کے نزدیک عندالجمہور مجروح کی روایت اُس وقت ضعیف ہوتی ہے جب کہ وہ اُن کی مرضی کے خلاف ہو۔ ورنہ اگر مرضی کے موافق ہو تو من گھڑت بھی قبول ہو جاتی ہے۔ جیسے علی زئی صاحب نے ''حیات وحیدالزمان'' اور ''لغات الحدیث'' کا من گھڑت حوالہ ''مجھ کو میرے ایک دوست نے لکھا...'' پیش کر دیا ہے۔

۳۲۱ علی زئی صاحب وحیدالزمان کو ''مجروح'' ثابت نہیں کر سکے۔ اگر وہ مجروح ثابت ہو بھی جائیں تو اِس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ وہ وحدۃ الوجودی نہیں یا ان پر فتویٰ لگانا حرام ہے؟ علی زئی صاحب اُن پر فتویٰ تو لگا سکتے تھے۔

۳۲۲ تجلیات کے دو حوالوں کی طرف علی زئی صاحب نے توجہ دلائی ہے۔ پہلا حوالہ جلد ۱ر صفحہ ۶۷۴ ر ہے۔ جب کہ جلد اول کے کل صفحات ۶۵۶ ہیں۔ ۶۷۴ صفحہ کہاں سے آ گیا؟

دوسرا حوالہ جلد ۳/۳۷۸ کا ہے۔ اُس میں اوکاڑوی صاحب نے لکھا ہے کہ: وحیدالزمان وغیرہ غیر مقلدین علماء نے اپنی کتابوں میں جن مسائل کو قرآن وحدیث کے مسائل قرار دیا ہے، اُنہیں قرآن وحدیث سے ثابت نہیں کیا جا سکتا.... وہاں ایسی کوئی تصریح نہیں کہ وحیدالزمان صاحب جمہور غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف راوی ہیں۔

۳۲۳ (الف)......علی زئی صاحب نے ''ہدیۃ المہدی'' کتاب کو ''رسوائے زمانہ'' کتاب کہا ہے۔ مگر وجہ نہیں بتائی کہ یہ رسوائے زمانہ کیوں ہے؟ اگر اس میں قرآن وحدیث کے مسائل لکھے ہوتے تو رسوائے زمانہ نہ کہا جاتا۔ اگر قرآن وحدیث کا نام لے کر قرآن وحدیث کی خلاف ورزی کی ہے تو مولانا امین اوکاڑویؒ صاحب کا دعویٰ سچا ہے کہ: وحیدالزمان صاحب نے نام تو قرآن وحدیث کا لیا ہے مگر مسائل قرآن وحدیث کے خلاف لکھے ہیں۔

(ب)......علی زئی صاحب نے تو ''ہدیۃ المہدی'' کو رسوائے زمانہ کہا مگر وحیدالزمان صاحب اسے ''محمدی فقہ'' کہتے ہیں، کتاب کا پورا نام ''ھدیۃ المھدی من الفقہ المحمدی'' ہے۔ اور مصنف کو اِس کتاب پہ اتنا ناز تھا کہ انہوں نے اِس کتاب کو امام مہدی کے لیے ہدیہ کے طور پر تحریر کیا اور اپنی تحریروں میں یہ بھی کہا کہ جب امام مہدی آ جائیں تو میری طرف سے انہیں یہ کتاب بطورِ ہدیہ کے پیش کر دیں۔

۳۲۴ علی زئی صاحب ہدیۃ المہدی کا حوالہ پیش کر رہے ہیں جس سے تاثر ملتا ہے کہ وحیدالزمان صاحب اِس کتاب کی تالیف کے وقت غیر مقلد تھے۔ ورنہ اس حوالہ کے پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

۳۲۵ ہدیۃ المہدی کے صفحہ ۴ پہ ''ولا یحل فی غیرہ'' کا جملہ بندہ کو نہیں ملا۔ اگر کسی اور صفحہ پر مل بھی

جائے تو اِس سے ان کے وحدۃ الوجودی ہونے کی نفی تو نہیں ہوتی۔

علی زئی صاحب نے بندہ کے جس مضمون کا بزعم خود جواب لکھا ہے، اُس میں وحیدالزمان کے وحدۃ الوجودی ہونے کا ذکر تھا، وہ حوالہ یہ ہے: وحیدالزمان صاحب نے لکھا:

''وحدۃ الوجود کا مسئلہ عوام کے فہم سے باہر ہے، بلکہ خواص بھی چکراتے ہیں۔ اور حاصل وحدتِ وجود کا یہ ہے کہ وجود اور تحقق اور مابہ الموجودیت، یہ عین خدا ہے اور تمام ممکنات اِس وجود اور وجودِ حقیقی کے ایک پرتَو اور عکس کی طرح ہیں۔ یا پرتو اور عکس کی مثال وحدتِ شہود میں دو، اور وحدتِ وجود میں یوں کہو کہ وجود سب ممکنات کا عینِ خدا ہے، لیکن ممکنات کا وجود مقید ہے اور پروردگار وجود مطلق ہے، جو تمام تعینات سے خالی اور پاک ہے۔'' [رفع العجاجة عن سنن ابن ماجه: ۱/۵۰۷]

اِس عبارت میں ''وجود سب ممکنات کا عینِ خدا ہے'' جملہ ذہن نشین رہے۔ علی زئی صاحب سے اِس کا کوئی جواب نہیں بن پایا تو اِس حوالہ کو پی گئے، اِس حوالہ کی طرف کوئی اشارہ بھی نہیں کیا۔

۳۲۶ وحیدالزمان صاحب حلول کے قائل تھے یا نہیں، اِس کے لیے حاشیہ ۳۲۵ ملاحظہ فرمائیں۔ نیز اگر وہ حلول کے قائل نہ بھی ہوں تو وحدۃ الوجودی تو ہیں۔ علی زئی صاحب ہدیۃ المہدی کا حوالہ پیش کر رہے ہیں، جب کہ اِسی کتاب میں وحدۃ الوجود والوں کا دفاع موجود ہے اور درج ذیل عبارت بھی:

"إنمايقولون إن الحق عين الخلق من وجه يعني من جهة الوجود، فإن الوجود واحد وهو وجود الحق وسائر الأشياء موجودة بهذا الوجود، ليس لها وجود مستقل.

بہرحال وہ (وحدۃ الوجود کے قائلین) کہتے ہیں کہ بے شک حق (تعالیٰ) ایک جہت یعنی وجود کی جہت سے عین مخلوق ہے، کیونکہ وجود تو ایک ہی ہے اور وہ حق (تعالیٰ) کا وجود ہے اور تمام چیزوں کا موجود ہونا اسی وجود کی وجہ سے ہے، اُن کا کوئی مستقل وجود نہیں۔ [ہدیۃ المہدی: ۱/۵۰]

وحدۃ الوجود کی مذکورہ بالا تعریف کرنے کے باوجود وحیدالزمان صاحب اس کے قائلین کا دفاع کرتے ہیں بلکہ اس عبارت کو تحریر کر دینے کے بعد حاشیہ میں لکھا:

''قال في الفصوص: الحمدلله الذي خلق الأشياء وهو عينها، معناه: أن وجوده سبحانه هو عين وجود المخلوقات. [ہدیۃ المہدی: ۱/۵۰۔ حاشیہ]

انہوں نے فصوص میں کہا ہے: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا اور وہ اللہ ان چیزوں کا عین ہے۔ مطلب یہ ہے کہ: اللہ سبحانہ کا وجود مخلوقات کے وجود کا عین ہے۔

فصوص الحکم ابنِ عربی کی کتاب ہے۔

وحیدالزمان صاحب نے ہدیۃ المہدی میں وحدۃ الوجود والوں کا دفاع کیا اور ابن عربی کو اہل حدیث اور ولی اللہ کہا ہے۔ علی زئی صاحب کو ہدیۃ المہدی میں ''و لا یحل فی غیرہ '' کا جملہ نظر آ گیا تھا ، کیا مذکورہ بالا عبارتیں نظر نہیں آئی تھیں؟

۳۲۷ علی زئی صاحب نے وحدۃ الوجود کی تعریف نقل کی ہے: ''تمام موجودات کو اللہ تعالیٰ کا وجود خیال کرنا''...... جب کہ وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے۔'' [رفع العجاجۃ عن سنن ابن ماجہ: ۱/۵۰۷]

بتایئے! علی زئی صاحب کی نقل کردہ تعریف کے مطابق وحیدالزمان صاحب وحدۃ الوجودی ثابت ہوتے ہیں یا نہیں؟ وحدۃ الوجود کو کفریہ قرار دینے والے غیر مقلدین سے ہماری گزارش ہے کہ ان کے نزدیک اگر وحیدالزمان کی مذکورہ عبارت اور دیگر عبارتوں سے اُن کا وحدۃ الوجودی ہونا ثابت نہیں ہوتا اور وہ عبارتیں قابلِ اعتراض نہیں تو ان کے صحیح ہونے پر دستخط کر دیں۔

وحیدالزمان صاحب ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فصوص الحکم میں جو الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ اُن کے قلم سے نکلے ہیں، اُن کا بھی یہ مطلب ہے کہ وجود ہمارا من وجہ وجودِ الٰہی کا عین ہے۔ یعنی اُس کا سایہ ہے، دوسرا کوئی مستقل وجود ہمارا نہیں۔''

[تیسیر الباری شرح بخاری: ۴/۳۲۶]

علی زئی صاحب کی نقل کردہ تعریف کے مطابق وحیدالزمان صاحب وحدۃ الوجودی ہی ثابت ہوتے ہیں۔

۳۲۹ وحدۃ الوجود کے عقیدہ کو علی زئی ''حلول'' کہیں یا جو مرضی اس کا نام رکھیں مگر اتنی بات ضرور ہے کہ وحیدالزمان صاحب وحدۃ الوجود کے قائل ہیں۔

نیز علی زئی صاحب کے دیگر اُصولوں کے مطابق بھی وحیدالزمان صاحب وحدۃ الوجودی ثابت ہوتے ہیں۔ مثلاً علی زئی صاحب نے لکھا ہے:

''المرء مع من أحب إليه. کی رُو سے اس کا اور علماء دیوبند کا ایک حکم ہے۔''

[بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم: ۱۳]

وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''ہم کو شیخ ابنِ عربی سے محبت ہے۔'' [لغات الحدیث: ۱/۴۸، ب]

علی زئی اُصول کے مطابق وحیدالزمان اور اُس کے محبوب ابن عربی کا حکم ایک ہوگا اور ابن

عربی کو علی زئی صاحب وحدۃ الوجودی کہتے ہیں۔

علی زئی صاحب ایک اور اُصول لکھتے ہیں:

''لہٰذا جب تک وہ اپنے اکابرین سے صحیح براءت نہ کریں اُس وقت تک اُن کا وہی حکم ہے جو اُن کے اکابر کا ہے۔'' [بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم: ۳۲]

وحید الزمان صاحب نے ہدیۃ المہدی [۱/۵۰،۵۱]، تیسیر الباری [۳۲۶/۴] وغیرہ کتابوں میں ابنِ عربی کو ولی اللہ کہا اور ان کا دفاع کیا ہے۔ لہٰذا جب تک غیر مقلدین ابن عربی سے وحید الزمان صاحب کی صحیح براءت ثابت نہیں کر پاتے تب تک ان کا وہی حکم ہے جو ابن عربی کا ہے۔ یعنی وہ بھی اُن کی طرح وحدۃ الوجودی ہیں۔ (جاری۔۔۔) ☆☆☆☆

فتنہ غامدی نمبر...... حضرت خواجہ خان محمدؒ کے خلیفہ حضرت مولانا عبد الغفور مدظلہم کا پیغام

بسم الله الرحمن الرحيم . بعد الحمد و الصلاة و إرسال التسليمات و التحيات

حقیر فقیر محمد زکریا عفی عنہ بطرف گرامی مکرم جناب محترم حمزہ حسانی صاحب زید حیاتکم

سلام مسنون کے بعد مطالعہ فرماویں!

آپ کا گرامی نامہ بمع ''فتنہ غامدی نمبر'' موصول ہوا۔ حضرت والد گرامی شیخ طریقت سیدنا و مولانا عبد الغفور صاحب دامت برکاتہم نے مطالعہ بھی شروع فرمایا، اور اظہارِ شکریہ کے لیے چند سطور لکھنے کا ارادہ بھی تھا، لیکن درمیان میں فقیر کی شادی تقریب واقع ۲۵ رشعبان حائل ہوئی، اس کے بعد ماہ رمضان المبارک میں عمرہ کی سعادت مقدر ہوگئی۔ مدینہ منورہ اعتکاف میں فقیر کا رابطہ ہوا تو حکم فرمایا کہ شکریہ کے ساتھ وصولی کی تحریر آپ کو روانہ کردوں۔ تعمیل حکم میں چند حروف روانہ کر رہا ہوں، قبول فرماویں۔

باقی دوسری جلد کا انتظار رہے گا۔ برائے وقیع مضامین پر مشتمل آپ جلد نمبر دو (۲) کی تیاری کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے، باطل کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کرنے اور ہمیشہ کی کامیابی و نصرت ایزدی سے آپ کو نوازے۔

اور اکابرین سلف کے نمبرات شائع کرنے پر مولا پاک جزائے خیر سے نوازے۔ ان کے فیوضات و نسبتوں کا حامل بنائے، بزرگوں کی توجہات کا آپ کو وافر حصہ عطا فرماویں۔ تاخیر کثیر پر معذرت کے ساتھ تمام احباب کی خدمت میں سلام و دعوات پیش فرماویں۔

مدینہ منورہ سے حضرت دامت برکاتہم آپ کو اور جملہ احباب ادارہ کو سلام پیش فرما رہے ہیں۔

والسلام محمد زکریا۔ خانقاہ سعدیہ نقشبندیہ مجددیہ، جامعہ عربیہ سراج المدارس ٹیکسلا شہر...... ۳ رشوال ۳۶ھ

مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت

......قسط:۹......

زبیر علی زئی:

حافظ عبداللہ روپڑی[۳۲۹] رحمہ اللہ نے وحدت الوجود کی تاویل[۳۳۰] میں جو گول مول[۳۳۱] باتیں لکھی ہیں ان سے استدلال کئی وجہ سے غلط ہے۔ مثلاً:

اول: ان کا کلام جمہور اہلِ حدیث[۳۳۲] کے خلاف ہے۔

دوم: خود حافظ روپڑی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

''اب رہی ''توحید الٰہی'' سواس کے متعلق بہت دنیا بہکی ہے۔ بعض تو اس کا مطلب ''ہمہ اوست'' سمجھتے ہیں یعنی ہر شی عین خدا ہے[۳۳۳]۔''

پھر اس کے بعد لکھا ہے:

''صحیح راستہ اس میں یہ ہے کہ اگر اس کا مطلب یہ سمجھا جائے کہ سوا خدا کے کوئی شے حقیقۃً موجود نہیں اور جو کچھ نظر آ رہا ہے یہ محض توہمات ہیں جیسے ''سوفسطائیہ'' فرقہ[۳۳۴] کہتا ہے کہ آگ کی گرمی اور پانی کی برودت وہمی اور خیالی چیز ہے تو یہ سراسر گمراہی ہے۔'' الخ (فتاویٰ اہلحدیث: ۱/۱۵۴)

ثابت ہوا کہ خود حافظ صاحب مروجہ[۳۳۵] وحدت الوجود کو گمراہی اور بہکنا[۳۳۶] سمجھتے تھے۔

سوم: جب حافظ روپڑی صاحب نے ابنِ عربی وغیرہ کے بارے میں غلط تاویل[۳۳۷] سے کام لیا تو مولانا ابوالسلام محمد صدیق سرگودھوی رحمہ اللہ نے درج ذیل الفاظ میں اُن کا رد فرمایا:

''یہ محدث روپڑیؒ کی اپنی رائے[۳۳۸] ہے ورنہ بعض علماء[۳۳۹] نے اعتقاد کی بناء پر ابن عربی کو کافر کہا ہے[۳۴۰]۔ (م)'' (فتاویٰ اہلحدیث: حاشیہ ص: ۱۵۵ ج ۱)

ذاتی رائے[۳۴۱] کو تمام اہلِ حدیث کے خلاف کیوں پیش کیا جا سکتا ہے[۳۴۲]؟!

الجواب:

۳۲۹ عبداللہ روپڑی صاحب کی شخصیت پر اُن کی زندگی میں غیر مقلد علماء نے جھوٹا، بدعقیدہ، ملحد،

مشرک، دوزخی، کافر، زندیق، قرآن وحدیث سے ناواقف، مرتد، خارج از اسلام، اس پر جنت حرام ہے، اکفر، قرآن وحدیث وتوحیدِ باری تعالیٰ سے سراسر کورا اور ناواقف ہے، نہ اس کا جنازہ کیا جائے اور نہ ہی مسلمانوں کی قبروں میں دفن کیا جاوے کے فتوے دیئے ہیں۔

[مظالمِ روپڑی: ۴۷تا۵۲، مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول]

روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

''خاوند بیوی کا تعلق اور ان کا اتفاق ومحبت سے رہنا اس کو شریعت نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اس کے لیے اللہ پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔'' [مظالم روپڑی: ۵۳]

روپڑی صاحب نے معارفِ قرآنی لکھے۔ ان معارف پر ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

''کیا یہ معارفِ قرآن ہیں یا کوک شاستر؟'' [مظالم روپڑی: ۵۵]

روپڑی صاحب کا کچھ تعارف غیر مقلدین کی زبانی مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ نے تجلیاتِ صفدر [۳/۶۲۴، ۶۲۵] میں کرادیا ہے۔

روپڑی صاحب کے اتنے تعارف کے بعد ان کے عقیدہ وحدۃ الوجود کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

۳۳۰ علی زئی صاحب کہہ رہے ہیں کہ روپڑی صاحب نے عقیدہ جیسے مسئلہ وحدۃ الوجود میں تاویل سے کام لیا ہے۔ جب کہ غیر مقلدین کا دعوی ہے کہ ان کا مذہب تاویلوں سے پاک ہے۔ غیر مقلدین دوسروں کو طعنہ دیتے ہیں کہ وہ تاویل سے کام چلاتے ہیں مگر اب تو اپنے ''حافظ، محدث'' کو تاویل کا شکار مان لیا ہے۔ مگر انہیں ''اہل تاویل'' کا لقب نہیں دیا۔

۳۳۱ اسی طرح غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے واضح تعلیمات پیش کرتے ہیں مگر یہاں علی زئی صاحب مان گئے ہیں کہ ان کے ''حافظ، محدث'' نے گول مول باتوں سے فتویٰ دینے کی جسارت کی ہے۔

۳۳۲ علی زئی صاحب کی عبارت ''ان کا کلام جمہور اہلِ حدیث کے خلاف ہے۔'' سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں:

اول: جمہور اہل حدیث وحدۃ الوجود کے قائل نہیں۔ اس سے خود بخود ثابت ہوجاتا ہے کہ بعض غیر مقلدین وحدۃ الوجود کے قائل ہیں۔ ان بعض کی تعیین کردی جائے اور ان پر فتویٰ لگانے کی جسارت بھی۔

دوم: اگر روپڑی صاحب کا عقیدہ وحدۃ الوجود جمہور غیر مقلدین کے خلاف ہو تو کیا ان پر فتویٰ

نہیں لگ سکتا؟ علی زئی صاحب وحدۃ الوجود کو کفریہ عقیدہ کہتے ہیں تو وہ اپنے زعم کے مطابق کہہ دیتے کہ روپڑی صاحب جمہور غیر مقلدین کے خلاف کفریہ عقیدہ رکھتے تھے۔

۳۳۳ اگر روپڑی صاحب ''ہمہ اوست'' کے قائل نہیں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ وحدۃ الوجود کی کسی تعبیر کو نہیں مانتے۔

روپڑی صاحب کا وحدۃ الوجود کا عقیدہ ان کی زبانی ملاحظہ فرمائیں!

روپڑی صاحب ''توحیدالٰہی'' کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرآن مجید میں ہے کل شیء ھالك الا وجھه. یعنی ہر شے ہلاکت والی ہے مگر خدا کی ذات۔ اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ ہر شے ہلاک ہو جائے گی، بلکہ ھالك کہا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اِس وقت بھی ہلاکت والی ہے یعنی نیست اور فانی ہے، اس کی مثال اس طرح ہے جیسے رسی جلا دی جائے تو اس کے بٹ بدستور نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ رسی قائم ہے حالانکہ حقیقت میں رسی فنا ہو چکی ہوتی ہے، اس حالت کے مشاہدہ کے لیے قیامت کا حوالہ دینا محجوبوں کے لیے ہے، ورنہ اربابِ بصیرت اور اصحابِ مشاہدہ جو زمان و مکان کے تنگ کوچہ سے گزر کر خلاصی پا گئے یہ وعدہ ان کے حق میں قیامت تک اُدھار نہیں بلکہ نقد ہے یعنی محجوبوں کے لیے جو مشاہدہ قیامت کو ہوگا اربابِ بصیرت کے لیے اِس وقت ہو رہا ہے...اور توحیدِ الٰہی وحدۃ الوجود ہے۔ یہ اصطلاحات زیادہ تر متاخرین صوفیا (ابن عربی وغیرہ) کی کتب میں پائی جاتی ہیں متقدمین کی کتب میں نہیں، ہاں مراد ان کی صحیح ہے۔'' [فتاویٰ اہل حدیث: ۱/۱۵۲]

روپڑی صاحب نے ابن عربی کے عقیدہ ''وحدۃ الوجود'' کو نہ صرف صحیح قرار دیا بلکہ اسے ''توحیدِ الٰہی'' باور کرایا ہے۔

روپڑی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''عاشق جس پر معشوق کا تخیل اتنا غالب ہوتا ہے کہ تمام اشیاء اس کی نظر میں کالعدم ہوتی ہیں اگر دوسری شیء کا نقشہ اس کے سامنے آتا ہے تو محبوب کا خیال اس کے دیکھنے سے حجاب ہو جاتا ہے، گویا ہر جگہ اس کو محبوب ہی نظر آتا ہے، خاص کر خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہو جائے تو چونکہ تمام اشیاء اور آثار اس کی صفات کا مظہر ہیں، اس لیے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کو ہر شیء سے خدا نظر آتا ہے وہ شے نظر نہیں آتی، جیسے شیشہ دیکھنے کے وقت چہرے پر نظر پڑتی ہے نہ کہ شیشہ پر۔''

[فتاویٰ اہل حدیث: ۱/۱۵۳]

اس عبارت میں ''ہر شیء سے خدا نظر آتا ہے'' جملہ پر نظر رہے۔ اور اوپر گزر چکا ہے کہ روپڑی

صاحب نے توحیدِ الٰہی کو وحدۃ الوجود قرار دے کر اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ہم ان شاء اللہ آئندہ غیر مقلدین کے رسالہ "ڈاکٹر اسرار صاحب کا نظریۂ توحید الوجودی اور اس کا شرعی حکم" سے ان کے مفتیوں کی عبارت پیش کریں گے کہ وحدۃ الوجود کی جو بھی تعبیر اختیار کی جائے خواہ وہ کتنے اچھے الفاظ میں ہو، وحدۃ الوجود اپنی ہر تعبیر کے ساتھ کفر و زندقہ ہے۔ لہٰذا روپڑی وغیرہ آلِ غیر مقلدیت نے وحدۃ الوجود کی جو جو بھی تعبیر اختیار کی ہو غیر مقلدین کی تصریح کے مطابق کفر و زندقہ ہے۔ اس لیے روپڑی وغیرہ آلِ غیر مقلدیت کے دفاع میں یہ کہنا باطل ہے کہ وہ وحدۃ الوجود کی جس تعبیر کو اختیار کیے ہوئے ہیں وہ کفر یہ نہیں۔

۳۲۴ روپڑی صاحب تو سوفسطائیہ کی تردید کر رہے ہیں، علی زئی اس سوفسطائیت کو وحدۃ الوجود قرار دے کر روپڑی صاحب کو وحدۃ الوجود کا مخالف گردان رہے ہیں۔ حالانکہ سوفسطائیت اور چیز ہے اور وحدۃ الوجود چیزے دیگر است۔ اس لیے دونوں کو ایک قرار دینا درست نہیں، بالخصوص جب کہ روپڑی صاحب کی وحدۃ الوجود کو صحیح قرار دینے کی عبارت موجود ہے۔

علی زئی صاحب کے نزدیک سوفسطائیت کی تردید کرنا وحدۃ الوجود کی مخالفت ہے، اس لیے جس کسی نے سوفسطائیت کی تردید کر رکھی ہو یا ذہناً سوفسطائیت کے خلاف ہو، اسے وحدۃ الوجودی کہنے کی بجائے اس کا مخالف کہیں۔ پھر دیکھتے ہیں کہ علی زئی صاحب کی فہرست میں کتنے وحدۃ الوجودی باقی بچتے ہیں۔

۳۲۵ مروّجہ کی قید کس لیے لگا رہے ہیں؟ کیا وہ غیر مروجہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے؟ علی زئی صاحب! روپڑی صاحب وحدۃ الوجود کے قائل تھے جیسا کہ اوپر فتاویٰ اہل حدیث کی عبارت گزر چکی ہے۔ اور آپ کا یہ اعتراف کہ "ان کا کلام جمہور اہلِ حدیث کے خلاف ہے۔" بھی دلیل ہے کہ روپڑی صاحب وحدۃ الوجودی ہیں۔ اسے مروجہ وحدۃ الوجود کا قائل کہیں یا غیر مروجہ کا۔ متعدد غیر مقلد مفتیوں کے نزدیک وحدۃ الوجود اپنی ہر تعبیر کے ساتھ کفر و زندقہ ہے، جیسا کہ آگے غیر مقلدین کے رسالہ "ڈاکٹر اسرار صاحب کا نظریۂ توحید الوجودی اور اس کا شرعی حکم" کے حوالے سے یہ بات مذکور ہوگی۔ اِن شاء اللہ

۳۲۶ روپڑی صاحب نے تو سوفسطائیت کی تردید کی ہے نہ کہ وحدۃ الوجود کی۔ وحدۃ الوجود کی نہ صرف یہ کہ تردید نہیں کی بلکہ اسے تو صحیح کہہ کر توحید الٰہی کا نام دیا ہے جیسا کہ اوپر حاشیہ ۳۲۳ میں ہم نے ان کی عبارت نقل کر دی ہے۔ کاش غیر مقلدین میں کوئی ایسا شخص ہوتا جو علی زئی صاحب کو یہ آسان چیز سمجھا دیتا کہ وحدۃ الوجود اور چیز ہے اور سوفسطائیت دوسری شیء ہے۔ اگر سوفسطائیت کی تردید سے وحدۃ الوجود کی مخالفت ثابت ہو جاتی ہے تو آپ نے روپڑی صاحب کے عقیدہ وحدۃ الوجود کا دفاع کرتے ہوئے "ان کا کلام جمہور اہلِ حدیث کے خلاف ہے۔" کیوں کہا ہے؟ دیکھئے حاشیہ ۳۳۲ کا متن۔

۳۳۷ غیر مقلدین دعوی دار ہیں کہ اہل حدیث کا مسلک اتنا صاف ہے کہ اس میں تاویلوں سے کام نہیں لینا پڑتا، مگر علی زئی صاحب کا انکشاف بتا رہا ہے کہ ان کی جماعت کے ''محدث العصر'' روپڑی صاحب نے تاویل سے کام لیا اور وہ بھی کسی فروعی مسئلہ میں نہیں بلکہ اس عقیدہ کے اثبات میں جسے کوئی غیر مقلد توحید قرار دیتا ہے اور کوئی کفر۔ اور تاویل بھی بقول علی زئی غلط ہے۔

۳۳۸ اول: سرگودھوی صاحب کے قول ''یہ محدث روپڑیؒ کی اپنی رائے ہے'' سے روپڑی صاحب وحدۃ الوجود عقیدہ سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ روپڑی صاحب نے ابن عربی کا دفاع کیا ہے اور ان کے عقیدہ وحدۃ الوجود کو صحیح کہا ہے۔ لہٰذا ذاتی رائے کہہ کر ان کو اس عقیدہ سے بری نہیں قرار دیا جا سکتا۔

دوم: جب آپ کے نزدیک وحدۃ الوجود کا عقیدہ کفریہ ہے تو کوئی اسے جماعتی طور پہ اپنائے یا انفرادی طور پر، آپ لوگوں کو اسے کفریہ کہنا پڑے گا۔

سوم: غیر مقلدین دوسروں کو ''اہل الرائے'' کہہ کر مطعون کرتے ہیں مگر یہاں اپنے محدث العصر روپڑی صاحب کو ''اہل الرائے'' مان لیا ہے کہ انہوں وحدۃ الوجود اور ابن عربی کے بارے میں رائے سے کام لیا ہے، لہٰذا رائے کی مذمت پر غیر مقلدین اپنے مزعومہ تمام دلائل: مثلاً یہ کہ اہل رائے سنت نبوی کے دشمن ہیں وغیرہ روپڑی صاحب پر چسپاں کر دیں۔

روپڑی صاحب کے فتاوی کے مجموعہ کا نام ''فتاویٰ اہل حدیث'' ہے۔ کیا ہم یوں سوال کر سکتے ہیں کہ: اوپر لیبل اہل حدیث اور اندر غلط رائے کی پیروی، گول مول باتیں اور تاویل پہ گزارہ؟

علی زئی صاحب کہتے ہیں صحیح بات کی پیروی اتباع ہے اور غلط بات کی پیروی تقلید۔

[دین میں تقلید کا مسئلہ]

اس لیے یہاں ہمیں بتایا جائے کہ غلط تاویل والے روپڑی فتوے کی پیروی کرنے والے نام کے اہل حدیث روپڑی صاحب کے متبع ہیں یا مقلد؟

۳۳۹ لفظِ بعض سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر علماء نے ابن عربی کو کافر نہیں کہا بلکہ ایک کثیر تعداد ان علماء کی ہے جو ابن عربی کو ولی اللہ کہتے ہیں۔ انہیں اللہ کا ولی ماننے والوں میں آلِ غیر مقلدیت بھی ہیں، بلکہ میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد نے تو ابن عربی کو خاتم الولایۃ المحمدیہ تسلیم کیا ہے۔

[الحیات بعد الممات: ۲۲۴، تراجم علمائے حدیث ہند: ۱۴۶]

۳۴۰ اول: ......اگر ابن عربی کو بعض علماء نے کافر کہا تو کیا غیر مقلدین کو کافر نہیں کہا گیا؟ بلکہ خود غیر مقلد علماء نے اپنے مولویوں: ثناء اللہ امرتسری، عبداللہ روپڑی اور غرباء اہل حدیث کے قائدین وغیرہ کو

کافر و مشرک قرار دیا ہے، ثبوت کے لیے رسائل اہلحدیث وغیرہ کتابیں دیکھیں۔ اہل دانش بتائیں کیا یہ انصاف کی بات ہوگی کہ ابن عربی کے خلاف تو مخالفین کا فتویٰ کفر معتبر ہو اور غیر مقلدین کے خلاف ان کے اپنے مولویوں کے فتاویٰ تکفیر معتبر نہ ہوں؟

دوم:......وحیدالزمان وغیرہ آلِ غیر مقلدیت نے ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے یہ بات لکھی ہے کہ جن لوگوں نے ابن عربی کو اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا ہے انہوں نے ان کے کلام کو سمجھا ہی نہیں۔

[ہدیۃ المہدی ۱/۵۵]

سوم:......غیر مقلدین نے یہ اعتراف بھی کیا ہے کہ ابن عربی کی کتابوں میں بعد میں مخالفین نے تحریف کر دی تھی جن عبارات کو قابل اشکال سمجھا گیا وہ عبارتیں الحاقی ہیں۔

[فتاویٰ نذیریہ: ۱/۱۵۰، فتاویٰ علمائے حدیث: ۹/۲۰۱، لغات الحدیث: ۱/۶۷، مادہ جفرہ]

چہارم:......اگر کسی نے ابن عربی پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے تو مقابلہ میں ابن عربی کے نظریات کے محافظ میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد بھی میدان میں آئے ہیں جنہوں نے دو ہفتہ تک محفل مناظرہ جمائے رکھی بالآخران کی بزرگی کو منوا کے چھوڑا۔ [تراجم علمائے حدیث ہند: ۱۴۶]

علی زئی صاحب کو ابن عربی کے مخالفین تو نظر آجاتے ہیں مگر انہیں ولی اللہ بلکہ خاتم الولایۃ المحمدیہ تسلیم کرنے والے اور ان کے دفاع میں دو ہفتہ تک مناظرہ کرنے والے میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد نگاہوں سے کیوں سے چھپ جاتے ہیں؟

خود عبداللہ روپڑی صاحب بھی ابن عربی کا دفاع کرتے ہیں۔

روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

''ابنِ عربیؒ، رومیؒ اور جامیؒ کے کلمات اس توحید (وحدۃ الوجود) میں مشتبہ ہیں، اس لیے بعض لوگ ان کے حق میں اچھا اعتقاد رکھتے ہیں، بعض بُرا۔ ابنِ تیمیہ وغیرہ ابن عربی سے بہت بدظن ہیں، اسی طرح رومیؒ اور جامیؒ کو کئی علماء بُرا کہتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ جب ان کا کلام محتمل ہے جیسے جامی کا کلام اوپر نقل ہو چکا ہے اور وہ درحقیقت ابن عربیؒ کا ہے، کیونکہ ابن عربی کی کتاب ''عوارف المعارف'' سے ماخوذ ہے تو پھر ان کے حق میں سوءظنی ٹھیک نہیں، اسی طرح رومی کو خیال کر لینا چاہیے۔ غرض حتی الوسع فتویٰ میں احتیاط چاہیے، جب تک پوری تسلی نہ ہو فتویٰ نہ لگانا چاہیے خاص (کر) جب وہ گزر چکے ہیں اور ان کا معاملہ خدا کے سپرد ہو چکا تو اب کرید کی کیا ضرورت؟ بلکہ صرف اس آیت پر اکتفا کرنی چاہیے تلك امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون.'' [فتاویٰ اہل حدیث: ۱/۱۵۵]

ڈاکٹر اسرار صاحب نے ابن عربی کے عقیدہ وحدۃ الوجود کو صحیح کہا اور اس کا دفاع کیا تو علی زئی صاحب نے اس پر یوں تبصرہ لکھ دیا:

''معلوم ہوا کہ جس طرح ابنِ عربی وحدت الوجود کا قائل تھا، ڈاکٹر اسرار احمد کا بھی بعینہ وہی عقیدہ ہے۔'' [الحدیث شمارہ:۴۷]

روپڑی صاحب نے بھی ابن عربی کے عقیدہ وحدۃ الوجود کو صحیح کہا اور ان کا دفاع کیا تو یہاں علی زئی صاحب نے یوں نہیں کہا کہ روپڑی صاحب ابنِ عربی کی طرح وحدۃ الوجود کے قائل ہیں۔

۳۴۱

ذاتی رائے ہو یا عطائی، اپنی ہو یا کسی سے چُرائی ہوئی، کچھ بھی ہو یہ بات مبنی برحقیقت ہے کہ روپڑی صاحب ابن عربی کے عقیدہ وحدۃ الوجود کو صحیح مان کر اسے توحیدِ الٰہی کا نام دیتے ہیں۔ علی زئی صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ اپنا اُصول استعمال کرتے ہوئے کہہ دیتے روپڑی صاحب اور ابن عربی کا حکم ایک ہی ہے کہ وہ دونوں وحدۃ الوجودی ہیں۔

۳۴۲

ذاتی رائے کو غیر مقلدین کے خلاف کیوں پیش نہیں کیا جا سکتا؟ کیا ذاتی رائے سے غیر مقلدین جو چاہیں کرتے رہیں ان پر کوئی فتویٰ نہیں لگاؤ گے؟ جب آپ لوگوں کے نزدیک وحدۃ الوجود کفریہ عقیدہ ہے تو اسے کوئی ذاتی رائے سے اپنائے، کسی کی اتباع سے اختیار کرے یا اس پر اپنے زعم میں قرآن وحدیث سے دلائل دے آپ پر لازم ہے کہ آپ اس پر کفر کا فتویٰ لگائیں۔ یا پھر کوئی دلیل شرعی ذکر کریں کہ کفریہ نظریہ کوئی ذاتی رائے سے قبول کرے تو اس کی گنجائش ہے۔ (جاری ہے۔۔۔۔)

مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت

قسط:۱۰

زبیر علی زئی:

۵: شیخ ثناء اللہ امرتسری[۲۴۳] نے ''وحدۃ الوجود'' کی دو قسمیں[۲۴۴] بیان کیں:

''مابہ الموجودیت......وحدۃ الموجودات''

پھر انھوں نے ''وحدۃ الموجودات'' کے تحت وحدت الوجود والے لوگوں کے ''ہمہ اوست''[۲۴۵] وغیرہ عقائد کا ذکر کیا اور فرمایا:

یہ تشریح ایسی ہے کہ اس کو کوئی اہل شرع[۲۴۶] نہیں مان سکتا۔ بدقسمتی سے یہی تشریح زیادہ مشہور بھی ہوگئی ہے۔'' [فتاویٰ ثنائیہ:۱/۱۴۹۔۱۵۰]

ثابت ہوا کہ امرتسری صاحب بھی مروّجہ[۲۴۷] وحدت الوجود کے سخت[۲۴۸] خلاف تھے اور اسے خلاف شریعت سمجھتے تھے۔

بطورِ فائدہ[۲۴۹] عرض ہے کہ مولانا ابوسعید شرف الدین الدہلوی رحمہ اللہ نے فتاویٰ شرفیہ میں فرمایا:

''میں کہتا ہوں یہ (مروّجہ) تصوف جوگیوں[۲۵۰] اور سادھوں کا فلسفہ ہے۔ ہمہ اوست کا عقیدہ صریح کفر ہے یہ قرآن وحدیث کی تکذیب ہے۔ اس عقیدہ پر نہ اللہ تعالیٰ معبود رہتا ہے نہ خالق، نہ رازق، نہ عابد، نہ معبود۔ پھر نہ کچھ حلال نہ حرام۔ ایسے خیالات رکھنے والے اور پھر مسلمانی کا دم بھرنے والے حقیقت میں شیطان کے بندے[۲۵۱] ہیں۔ بے ایمان ہیں۔ یہ لوگ محض تقیہ اور نفاق کے طور پر شریعت کا دم بھرتے ہیں۔ رسمی طور پر نہ دل سے۔'' [فتاویٰ شرفیہ بر فتاویٰ ثنائیہ:۱/۱۴۸]

رب نواز دیوبندی کے مشار الیہ مضمون میں پانچ حوالے[۲۵۲] پیش کئے گئے، حالانکہ مذکورہ پانچوں علماء صوفیاء کے مروّجہ[۲۵۳] وحدت الوجود (جس میں خالق ومخلوق میں فرق نہیں کیا جاتا[۲۵۴] بلکہ ہر چیز کو ''خدا'' قرار دیا جاتا ہے) سے بری بلکہ سخت[۲۵۵] مخالف تھے۔

الجواب:

۲۴۳ ثناء اللہ امرتسری صاحب نے وحدۃ الوجود کی صحت اور شیخ ابن عربی کی مدح ودفاع کے حوالے سے جو کچھ لکھا پہلے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

ثناء اللہ امرتسری صاحب اور مسئلہ وحدۃ الوجود:

امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

''مسئلہ تکفیر شیخ ابن العربی بہت نازک ہے۔ مولانا نواب صاحب بھوپال مرحوم ''تـ کـتـا ر ''میں علامہ شوکانی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے چالیس سال تک شیخ کی تکفیر کی آخر رائے غلط معلوم ہوئی۔ تو میں نے رجوع کیا۔ نواب صاحب مرحوم شیخ ممدوح کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مولانا نذیر حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی شیخ ممدوح کو ''شیخ اکبر'' لکھتے ہیں۔ [معیار الحق: ۱۲۸] حضرت مجدد سرہندی بھی شیخ موصوف کو مقربانِ الٰہی سے لکھتے ہیں۔ بڑی وجہ آپ کی مخالفت کی مسئلہ وحدۃ الوجود ہے۔ سو دراصل اس کی تفسیر پر مدار ہے جیسی اس کی تفسیر کی جائے ویسا ہی اس کا اثر ہوگا۔ خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہوسکتی ہے جس کا ذکر کبھی کبھی اہل حدیث میں کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ خفگی کی ایمانِ فرعون ہے مگر شیخ کا قول مندرجہ ''فتوحات'' اس خفگی کا ازالہ کرتا ہے۔ شیخ موصوف نے فتوحات میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے۔ اور کسی مقام پر اس کے خلاف ملتا ہے تو وہ متروک ہے یا ماٴ ول۔ اس لیے خاکسار کی رائے میں بھی شیخ ممدوح قابلِ عزت لوگوں میں ہیں رحمہ اللہ۔'' [فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۳۴۳]

مذکورہ عبارت سے چند چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔

۱......شوکانی غیر مقلد کے نزدیک وحدۃ الوجود کے علمبردار شیخ ابن عربی کافر نہیں۔

۲......شوکانی کے نزدیک ابنِ عربی کو کافر قرار دینا غلط رائے ہے۔ لہٰذا جو غیر مقلدین ان کی تکفیر کے قائل ہیں وہ بقول شوکانی غلط رائے کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اور جو غلط رائے کی پیروی کرے اس کا کیا حکم ہے؟ وضاحت کی جائے۔

۳......نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد، ابنِ عربی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ نواب صاحب کے بارے کیا حکم ہے؟

۴......غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب نے ابن عربی کو ''شیخ اکبر'' کہا ہے۔ میاں صاحب کی بابت کیا حکم صادر ہوگا؟ نیز یہ بھی فرمائیں کہ غیر مقلدین کے نزدیک امتی کو امام اعظم کہنا جائز نہیں تو کسی امتی بالخصوص وحدۃ الوجود کے قائل کو شیخ اکبر کہنے کا جواز کہاں سے ملا؟

۵......امرتسری صاحب کے نزدیک اس وحدۃ الوجود کی صحیح تفسیر بھی ہوسکتی ہے جس کے قائل ابنِ عربی ہیں۔ ہم آگے [حاشیہ: ۲۵۵ میں] غیر مقلد مفتیوں کی عبارت نقل کریں گے کہ وحدۃ الوجود اپنی ہر تعبیر کے ساتھ کفر ہے۔ لہٰذا ان غیر مقلد علماء کے فتویٰ کی رُو سے امرتسری صاحب پر سنگین فتویٰ لگتا ہے۔

۶......امرتسری صاحب نے وحدۃ الوجود کے علمبردار ابن عربی کا دفاع کیا ہے۔

۷......امرتسری صاحب نے ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے ان کی کتاب ''فتوحات مکیہ'' کا حوالہ دیا ہے، لہٰذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انہیں ابن عربی کے عقائد کا علم نہیں تھا اور انہوں نے محض سنی سنائی باتوں کو مدار بنا کر ابن عربی کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔

بندہ نے اپنے مضمون ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' میں مختلف مقامات میں امرتسری صاحب کی مذکورہ بالا عبارت نقل کی۔ علی زئی صاحب نے جس قسط کا بزعمِ خود جواب لکھا، اس میں امرتسری صاحب کا وحدۃ الوجود کی بابت یہ فرمان ''اس کی صحیح تفسیر بھی ہو سکتی ہے'' منقول تھا۔ علی زئی صاحب نے اس مرکزی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ اپنے قارئین کو پتہ بھی نہیں چلنے دیا کہ اس عبارت کا کوئی وجود بھی ہے۔

علی زئی صاحب دوسروں سے مطالبہ کیا کرتے ہیں کہ جواب وہی معتبر ہوگا جس میں مضمون کی پوری عبارت نقل کر کے ہر مطلوبہ بات کا جواب دیا جائے۔ [توضیح الاحکام ۱/۳۴۳] اور خود کا حال یہ ہے کہ پورے مضمون کو نقل کرنا تو کجا جو مرکزی جواب طلب عبارت ہوا سے بھی نہ نقل کرتے ہیں اور نہ اس کا جواب دیتے ہیں۔

۲۴۴ علی زئی صاحب نے امرتسری صاحب کی بیان کردہ وحدۃ الوجود کی پہلی تشریح نقل نہیں کی۔ ہم یہاں اسے نقل کرتے ہیں۔

امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

''رسالہ ''معارف'' اعظم گڈھ میں مسئلہ وحدۃ الوجود لکھتے ہوئے راقم مضمون [امرتسری صاحب (ناقل)] نے ایک فقرہ یہ بھی لکھ دیا کہ ہم نے مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق دریافت کیا تھا، وحدۃ الوجود کے سوا چارہ نہیں۔'' [فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۱۴۸]

آگے لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود کی دو تشریحیں ہیں، ان دونوں میں وجود کے معنی قابلِ غور ہیں۔ وجود کے اصلی معنی ہیں مابہ الموجودیت یعنی جس کی وجہ سے کوئی چیز موجود ہو جائے۔ اس کی پہلی تشریح یہ ہے کہ جتنی اشیاء نظر آتی ہیں ان سب کا وجود یعنی مابہ الموجودیت صرف ایک ہی چیز ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ نے اس کے متعلق ایک پُر معنی رباعی لکھی ہے۔

لاآدم في الکون ولا ابلیس　　　لاملك سلیمان ولا بلقیس

فالكل عبارة وأنت المعنى   يامن هو للقلوب مقناطيس

شیخ ممدوح فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی چیز کی مستقل ہستی نہیں ہے یہ سب تیری قدرت کے نشان ہیں اور تیری طرف توجہ دلانے والے ہیں۔ یہی مضمون ایک اردو شاعر نے یوں ادا کیا ہے ؎

نظر آتا ہے جو کچھ نورِ وحدت کی تجلی ہے   یہ نقش اہل بصیرت کے لیے وجہ تسلی ہے

اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کی مثال یہ ہے کہ کسی مکان کی کوٹھریوں میں مختلف رنگ کے شیشے لگا دیئے جائیں۔ کوئی سفید، کوئی سبز، کوئی سیاہ۔ ان کے پیچھے ایک لیمپ رکھ دیا جائے تو باہر سے دیکھنے والا ان شیشوں کو مختلف رنگوں میں دیکھے گا مگر باریک نظر والا لیمپ کی وحدت کو دیکھے گا۔ قرآن مجید بھی اس تشریح کی طرف اشارہ کرتا ہوئے فرماتا ہے۔ اللہ نور السموات والارض۔ اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کے معنی وحدۃ الموجد کے ہوں گے۔ جو بالکل ٹھیک ہے۔ مولانا سیالکوٹی کا مطلب غالبًا یہی ہوگا۔''

[فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۱۴۹]

اس عبارت سے چند فوائد ثابت ہوتے ہیں۔

۱......میر ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد نے اقرار کیا کہ وحدۃ الوجود کو ماننے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

۲......امرتسری صاحب نے ابنِ عربی کی تعظیم میں ان کو ''شیخ اکبر'' کہا۔

۳......امرتسری صاحب نے ابن عربی کو قدس اللہ سرہ الفاظ سے دعادی ہے۔ عطاء اللہ صاحب غیر مقلد کہتے ہیں: جو کسی صوفی بزرگ کو قدس سرہ الفاظ سے دعادے وہ اسی کا ہم مذہب ہے۔

[عقیدہ صوفیت: ۱۹۰]

۴......امرتسری صاحب نے وحدۃ الوجود کی تشریح میں ابن عربی کا قول بطورِ استدلال پیش کیا ہے۔

۵......امرتسری صاحب نے جو ابنِ عربی کی رباعی پیش کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے:

''نہ آدم کی ذات ہے اور نہ ہی ابلیس کی، نہ سلیمان کی بادشاہت ہے اور نہ ہی بلقیس کی، یہ سب عبارت ہیں اور تو ہی معنی ہے، اے وہ ذات (اللہ) جو دلوں کے لیے مقناطیس ہے۔''

کیا یہ بات درست ہے کہ اس رباعی میں آدم، ابلیس، سلیمان اور بلقیس کو ''عبارت'' اور اللہ کی ذات کو اس عبارت کا ''معنی'' کہا ہے؟

۶......مختلف شیشے اور لیمپ کی مثال سے تاثر ملتا ہے کہ جس طرح روشنی ایک ہی ہے اگرچہ ظاہر میں شیشوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے وہ روشنی الگ الگ رنگ میں دکھائی دیتی ہے۔ اس طرح اصل وجود ایک ہی یعنی اللہ کا ہے اور باقی کائنات شیشوں کی مانند ہے۔ کیا امرتسری صاحب یہی باور کرانا چاہتے

ہیں؟ اگر نہیں تو ان کی مراد واضح کی جائے۔

۷...... وحدۃ الوجود کی اس پہلی تشریح کو امرتسری صاحب نے "بالکل ٹھیک ہے" کہا ہے۔

۸...... بلکہ امرتسری صاحب نے اس وحدۃ الوجود کے اثبات میں قرآن کی آیت: اللہ نور السموات والارض کو پیش کیا ہے۔

امرتسری صاحب کی طرف سے وحدۃ الوجود کو صحیح کہنا، اسے قرآن کی آیت سے ثابت ماننا، وحدۃ الوجود کے ضروری ہونے کو سیالکوٹی کی طرف منسوب کرنا، ابن عربی کی تعظیم کرنا اور ان کے قول سے استدلال کرنا وغیرہ ایسی چیزیں تھیں جو علی زئی صاحب کے ذوق کے خلاف تھیں اس لیے انہوں نے امرتسری صاحب کی عبارت کا یہ حصہ نقل نہیں کیا۔

اگلے صفحہ پر امرتسری صاحب نے وحدۃ الوجود کے متعلق "اطلاع" عنوان سے جو کچھ لکھا علی زئی صاحب نے اسے بھی نقل نہیں کیا۔

امرتسری صاحب لکھتے ہیں:

"اطلاع: ناظرین کی آگاہی کے لیے میں بتاتا ہوں کہ اس مسئلہ کے متعلق حضرت مجدد صاحب سرہندی کا ایک مکتوب اور مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کا بھی ایک عربی مکتوب شائع شدہ ہے۔ ناظرین اس سے مزید فائدہ اُٹھائیں۔ مولانا حالیؒ نے اس کے متعلق ایک رباعی لکھی ہے جو یہ ہے ؎

مُسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

[فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۱۵۰]

فتاویٰ ثنائیہ [۱/۱۵۰] سے علی زئی نے یہ تو نقل کر دیا کہ "یہ تشریح ایسی ہے کہ...." مگر اسی صفحہ پر اطلاع "عنوان" سے امرتسری صاحب نے وحدۃ الوجود کی جو تائید کی ہے اسے نظر انداز کر دیا ہے۔

۲۴۵ امرتسری صاحب "ہمہ اوست" والی اصطلاح کو اگر نہیں مانتے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ وحدۃ الوجود کی کسی تعبیر کو درست نہیں سمجھتے۔ اوپر حاشیہ ۲۴۳، ۲۴۴ میں وحدۃ الوجود کے اثبات پر ہم فتاویٰ ثنائیہ کی عبارتیں نقل کر چکے ہیں۔

۲۴۶ "ہمہ اوست" کی اصطلاح کو اہل شرع مانتے ہیں یا نہیں، یہاں یہ بحث نہیں ہے۔ بحث یہ ہے کہ امرتسری صاحب وحدۃ الوجود کو درست سمجھتے ہیں جیسا کہ اوپر حاشیہ ۲۴۳، ۲۴۴ میں مذکور ہے۔ لہٰذا ان پر فتویٰ لگایا جائے۔

۲۴۷ مروّجہ کی قید کا کیا مقصد ہے؟ یہی کہ وہ غیر مروّجہ وحدۃ الوجود کو مانتے ہیں، مروّجہ کو نہیں۔ مگر یاد

رہے کہ وحدۃ الوجود کے معاملہ میں تشدد رکھنے والے غیر مقلدین کے نزدیک وحدۃ الوجود مروّجہ ہو یا غیر مروّجہ کفریہ عقیدہ ہے جیسا کہ آگے [حاشیہ ۲۵۵ میں] آرہا ہے۔ ہم اوپر [حاشیہ:۲۴۴ میں] امرتسری صاحب کی عبارت فتاویٰ ثنائیہ سے نقل کر آئے ہیں کہ انہوں نے وحدۃ الوجود کی تشریح میں ابن عربی کے قول سے استدلال کیا ہے۔ اس لیے یہاں بتایا جائے ابنِ عربی آپ کی مزعومہ مروّجہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے یا غیر مروّجہ؟ لاآدم فی الکون ولا ابلیس... رباعی میں مروّجہ وحدۃ الوجود کا بیان ہے یا غیر مروّجہ کا؟

علی زئی صاحب! امرتسری صاحب نے وحدۃ الوجود کی تشریح میں بطورِ دلیل ابن عربی کی رباعی پیش کی ہے اس لیے آپ کہہ دیتے کہ امرتسری صاحب ابن عربی والی وحدۃ الوجود کے قائل ہیں۔

۲۴۸ ''سخت خلاف تھے'' مگر کیسے؟ امرتسری صاحب ابن عربی کو شیخِ اکبر کہتے ہیں، انہیں قدس اللہ سرہ کی دعا دیتے ہیں، انہیں قابلِ تعظیم سمجھتے ہیں، ان کا دفاع کرتے ہیں، وحدۃ الوجود کو صراحۃً صحیح کہتے ہیں، اس کی تشریح میں ابنِ عربی کی رباعی پیش کرتے ہیں اور وحدۃ الوجود کے اثبات میں لکھی گئی تحریروں کے مطالعہ کی ترغیب دیتے ہیں۔ اس سب کے ہوتے ہوئے امرتسری صاحب وحدۃ الوجود کے ''سخت خلاف'' کیسے ہیں؟

علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''جب تک وہ اپنے ان اکابر سے صحیح براءت نہ کریں اس وقت تک ان کا وہی حکم ہے جو ان اکابر کا ہے۔'' [بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم:۳۲]

امرتسری صاحب نے ابنِ عربی کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے ان کی رباعی کو وحدۃ الوجود کی تشریح میں بطورِ استدلال پیش کیا ہے وغیرہ اس لیے جب تک غیر مقلدین امرتسری صاحب کی ابنِ عربی سے صراحۃً براءت ثابت نہ کردیں تب تک علی زئی اصول کی رُو سے ان کا اور ابنِ عربی کا ایک ہی حکم ہوگا۔

علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''المرأ مع من أحب إليه کی رو سے اس کا اور علماء دیوبند کا ایک ہی حکم ہے۔''

[بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم:۱۳]

امرتسری صاحب کو نہ صرف ابن عربی سے محبت ہے بلکہ عقیدت بھی ہے دیکھئے حاشیہ:۲۴۳، ۲۴۴۔ لہٰذا امرتسری صاحب کا اور ابن عربی کا حکم علی زئی اصول کے مطابق ایک ہی ہوگا۔ علی زئی صاحب کے بقول ابنِ عربی حلولی ہیں اور وہ اس وحدۃ الوجود کے قائل ہیں جس میں خالق ومخلوق کا فرق مٹا دیا جاتا ہے جیسا کہ آگے متن میں آئے گا۔

البتہ محقق علماء اور بعض غیر مقلدین کی تصریح کے مطابق ابن عربی کے بارے میں یوں کہہ سکتے

ہیں کہ ابنِ عربی کی کتابوں میں لوگوں نے تحریف کر دی تھی، مگر فتاویٰ ثنائیہ کی عبارت میں جو ابنِ عربی کی رباعی منقول ہے وہ امرتسری صاحب نے بطورِ استدلال خود نقل کی ہے، اسے الحاقی کہنے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔

علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ وحدۃ الوجود صوفیاء کا عقیدہ ہے، دیکھیے متن کی عبارت۔ جب کہ امرتسری صاحب صوفیاءِ کرام: معین الدین چشتی، علی ہمدانی، نظام الدین اور مجددؒ سرہندی رحمہم اللہ کو دینِ اسلام کا خادم اور متبع سنت کہتے ہیں چنانچہ وہ ان کے متعلق لکھتے ہیں:

''ان بزرگانِ دین کی خدمت اسلام سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان بزرگوں کے حالات جو صحیح طور پر ہمیں پہنچے ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حضرات اپنے اپنے مسلک کے مطابق متبع سنت تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد صاحب کے مکتوبات کا مندرجہ ذیل فقرہ ممدوح کے مسلک کی خبر دیتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: سب سے بہترین آلہ خدا کی محبت پیدا کرنے اور غیر خدا کی محبت دل سے نکال دینے کا اتباعِ سنت ہے۔'' [فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۱۵۱]

۲۴۹ اس ''فائدہ'' کے لکھنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ بحث تو امرتسری صاحب کے عقیدہ کی ہو رہی ہے، یہاں دہلوی صاحب کا عقیدہ زیرِ بحث نہیں۔ مگر چونکہ علی زئی صاحب نے ''فائدہ'' کے طور پر ان کی طرف سے ایک بات نقل کی ہے تو ہم بھی بطورِ فائدہ کے ان کی تحریر یہاں نقل کرتے ہیں۔

چنانچہ شرف الدین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''محدثین کی طرف مجلس واحد کی تین طلاق کو ایک شمار کرنے کی نسبت میں کلام ہے، یہ سخت مغالطہ ہے، اصل بات یہ ہے کہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین صحابہ و تابعین و محدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا تو ثابت نہیں.... اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق مجلس واحد کی محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں، یہ مسلک صحابہؓ، تابعینؒ، وتبع تابعینؒ وغیرہ ائمہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے، یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے، جو شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ کے فتویٰ کے پابند اور ان کے معتقد ہیں، یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا، تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی۔ نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف النبلاء میں جہاں شیخ الاسلام کے متفردات مسائل لکھے ہیں، اس فہرست میں طلاقِ ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے اور لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ نے تین طلاق کی ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور ہوا، شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابنِ قیمؒ پر مصائب برپا

ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کر کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی، قید کیے گئے، اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی... ہاں تو جب کہ متاخرین علماء اہل حدیث عموماً شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم کے معتقد ہیں، اس لئے ہمارے اصحاب فوراً اس کو تسلیم کر لیتے ہیں، اور اس کے خلاف کو رد کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ فتویٰ یا مذہب آٹھویں صدی ہجری میں وجود میں آیا ہے۔'' [فتاویٰ ثنائیہ: ۲/ ۲۱۷، ۲۲۰]

۲۵۰ دہلوی صاحب جوگیوں کی اصطلاح ''ہمہ اوست'' کے حوالے سے اپنی رائے لکھ رہے ہیں، اسے تمام غیر مقلدین کی طرف منسوب نہیں کر رہے۔ دوم: وہ ''ہمہ اوست'' اصطلاح کی مذمت کر رہے ہیں، انہوں نے وحدۃ الوجود کی دیگر تعبیروں کی مذمت نہیں کی۔ فتاویٰ ثنائیہ جن کی نظروں سے گزرا ہے وہ جانتے ہیں کہ شرف الدین دہلوی صاحب، ثناء اللہ امرتسری صاحب کے فتاویٰ سے جہاں کہیں اختلاف کرتے ہیں تو ''شرفیہ'' کا عنوان لگا کر اختلافی نوٹ لکھ دیتے ہیں۔ مگر امرتسری صاحب نے جہاں ابن عربی کو قائلِ عزت لکھا ہے، ان کا دفاع کیا، قدس اللہ سرہ کے الفاظ سے دعا دی، وحدۃ الوجود کو صحیح کہا اور وحدۃ الوجود کے اثبات پر ابن عربی کی رباعی پیش کی، وحدۃ الوجود کے اثبات پر لکھی گئی تحریروں کو مفید بتایا وغیرہ۔ ان سب مقامات پر دہلوی صاحب خاموش رہے، کوئی اختلافی نوٹ نہیں لکھا۔ دیکھئے [فتاویٰ ثنائیہ ۱/ ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۳۳۴] اس سے یہی تاثر ملتا ہے کہ وہ جوگیوں کے خود ساختہ تصوف کے مخالف ہیں، ابن عربی وغیرہ صوفیاء کے نہیں۔

۲۵۱ دہلوی صاحب ''ہمہ اوست'' کے قائل جوگیوں کو شیطان کے بندے، بے ایمان، تقیہ باز اور منافق کہہ رہے ہیں۔ یہی کچھ غیر مقلد لکھاری اپنے ہم مذہب علماء کو ایک عرصہ پہلے کہہ چکے ہیں۔ رسائل اہل حدیث وغیرہ کتابیں دیکھ لیں۔

۲۵۲ پانچ حوالوں سے مراد میاں نذیر حسین دہلوی، نواب صدیق حسن خان، وحید الزمان، عبداللہ روپڑی اور ثناء اللہ امرتسری کے حوالے ہیں۔ ان کے وحدۃ الوجودی ہونے پر حوالہ جات پچھلے صفحات میں اپنے اپنے مقام پر درج ہو چکے ہیں۔

۲۵۳ علی زئی صاحب بار بار مروّجہ کی قید ذکر کرتے ہیں۔ اگر وہ وحدۃ الوجود کی کسی تعبیر مثلاً غیر مروّجہ کو صحیح سمجھتے ہیں تب تو مروّجہ کی قید ٹھیک ہے۔ اگر وہ مطلقاً وحدۃ الوجود کو گمراہی قرار دیتے ہیں تو مروّجہ کی قید کا ذکر کرنا بے فائدہ ہے، اسی طرح کسی غیر مقلد کو صرف مروّجہ وحدۃ الوجود کا مخالف کہنا بھی دفاع کے لیے کافی نہ ہوگا۔

۲۵۴ ذرا امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب کی اس عبارت پر غور کریں:

''وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے۔''[رفع العجاجہ:۱/۵۰۷]

بندہ نے مذکورہ عبارت پیش کی تھی۔اس عبارت کے ہوتے ہوئے علی زئی صاحب نے ان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا بلکہ بزعمِ خود ان کا دفاع کیا۔لیکن ان کا دفاع بالکل ہی بوگس ہے جیسا کہ پیچھے ہم ذکر آئے ہیں۔

داؤد راز صاحب غیر مقلد حدیثِ نبویؐ ''آگاہ رہو،اللہ کے سوا سب باطل ہے'' کی تشریح میں لکھتے ہیں:

''باطل سے یہاں مراد فنا ہونا ہے یا بالفعل معدوم،جیسے صوفیا کہتے ہیں کہ خارج میں سوائے خدا کے فی الحقیقت کچھ وجود نہیں ہے اور یہ وجود موہوم ہے۔''[شرح بخاری اردو:۵/۲۳۳]

امرتسری صاحب نے وحدۃ الوجود کی تائید میں ابن عربی کی رباعی پیش کی ہے جس میں یہ جملہ بھی ہے''فالکل عبارۃ وانت المعنی''کہ آدم وغیرہ مخلوقات عبارت ہیں اور یا اللہ تو اس عبارت کا معنیٰ ہے۔اس کے متعلق کیا فرمائیں گے؟ابن عربی کی کتاب میں عبارت ہو تو ان کے متعلق علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ:ابن عربی حلولی ہے اور یہ کہ وہ خالق ومخلوق میں فرق نہیں کرتے مگر جب وحدۃ الوجود کے مسئلہ میں امرتسری صاحب ابن عربی کی پیروی کرتے ہیں،ان کی بیان کردہ وحدۃ الوجود کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کی صحیح تفسیر ہو سکتی ہے اور ان کے دفاع کا فریضہ بھی سرانجام دیتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ امرتسری خالق ومخلوق میں فرق مٹا دیئے جانے والی وحدۃ الوجود کے قائل نہیں!!!

اس کے ساتھ یہ جان لیں کہ علی زئی صاحب اور ان کے ہم مذہب لوگ جن صوفیاء بالخصوص ابن عربی کو خالق ومخلوق میں فرق مٹا دیئے جانے والی وحدۃ الوجود کا قائل بتاتے ہیں انہی صوفیاء کو غیر مقلدین تارکِ تقلید اہل حدیث قرار دیتے ہیں جیسا کہ ہم اپنے رسالے''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' میں حوالہ جات نقل کر چکے ہیں۔اور غیر مقلدین کی طرف سے ابن عربی کو اہل حدیث قرار دینے کے حوالے اسی کتاب میں آئندہ درج ہوں گے۔ان شاء اللہ۔

۲۵۵ یہ کہنا کہ غیر مقلدین اس وحدۃ الوجود کے سخت خلاف تھے،جس میں خالق ومخلوق کا فرق مٹا دیا جاتا ہے اس میں کتنی صداقت ہے اس کے لیے حاشیہ:۲۵۴ ملاحظہ فرمائیں۔نیز یہ بھی معلوم رہے کہ متعدد غیر مقلدین وحدۃ الوجود خواہ اس کی کوئی بھی تعبیر ہو کفریہ عقیدہ کہتے ہیں۔

چنانچہ غیر مقلدین کے''فضیلۃ الشیخ''عبدالعزیز نورستانی صاحب لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود یا توحید وجودی کی تعبیر جو بھی،جیسے بھی،جس بھی خوب صورت اور بہتر سے بہتر طریقے سے کرے وہ کفر اور زندقہ ہی ہے،باطل ہی باطل ہے چاہے جتنی بھی اس کی بہتر اور مختلف انداز سے

تعبیر کی جائے۔''[ڈاکٹر اسرار صاحب کا نظریہ توحید الوجودی اور اس کا شرعی حکم:۱۴]

نورستانی صاحب کے اس فتوے کی محمد رفیق اثری صاحب، ارشاد الحق اثری، حافظ محمد شریف صاحب غیر مقلدین نے تصدیق کی ہے بلکہ ٹائٹل پہ لکھی گئی عبارت ''تائید:...نائب شیخ الحدیث اللہ یار حفظہ اللہ...شیخ الحدیث عبدالرحمٰن شاہین حفظہ اللہ'' سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ یار غیر مقلد اور شاہین غیر مقلد نے اس نورستانی فتوے کی تائید کی ہے۔اور استفتاء تیار کر کے نورستانی وغیرہ آلِ غیر مقلدیت سے فتوے طلب کرنے اور پھر اس کا ابتدائیہ لکھنے والے ڈاکٹر شفیق الرحمٰن غیر مقلد ہیں۔ان سب آلِ غیر مقلدیت کا اتفاق ہے کہ وحدۃ الوجود کی ہر تعبیر کفر و زندقہ ہے،لہٰذا آلِ غیر مقلدیت نے وحدۃ الوجود کی جو جو بھی تعبیر اختیار کی ہو وہ مذکورہ غیر مقلدین کی تصریح کے مطابق کفر و زندقہ ہے۔اس لیے امرتسری صاحب وغیرہ آلِ غیر مقلدیت کے دفاع میں یہ کہنا باطل ہے کہ وہ وحدۃ الوجود کی جس تعبیر کو اختیار کیے ہوئے ہیں وہ کفریہ نہیں۔

آخر میں یہ بھی کہہ دوں کہ وحدۃ الوجود کی وجہ سے غیر مقلدین اپنے بزرگ ثناء اللہ امرتسری صاحب پر جو فتوی لگائیں ان کی مرضی ہے مگر اتنا معلوم رہے کہ امرتسری صاحب پر ان کی زندگی میں متعدد غیر مقلد علماء نے کفر کا فتویٰ لگایا اور قریبا سو علمائے غیر مقلدین نے ان کے گمراہ ہونے کا اعلان کیا تھا۔ الاربعین،فتنہ ثنائیہ، فیصلہ مکہ، الفیصلة الحجازية اور مظالم روپڑی وغیرہ رسائل دیکھیں۔یہ رسائل،رسائل اہل حدیث نامی کتاب میں شامل ہیں۔

(جاری ہے۔۔۔۔)

مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت

قسط نمبر: ۱۱

زبیر علی زئی:

دوسری طرف ایک آدمی نے دیو بندیوں کے "سید الطائفہ" [٣٥٦] حاجی امداد اللہ [٣٥٧] صاحب سے ان کے کسی مضمون کے بارے میں پوچھا:

"اس مضمون سے معلوم ہوا کہ عابد و معبود میں فرق کرنا شرک ہے۔" [٣٥٨] تو حاجی امداد اللہ نے جواب دیا: کوئی شک نہیں کہ فقیر نے یہ سب ضیاء القلوب میں لکھا ہے۔" [شمائم امدادیہ: ٣٤]

رب نواز دیو بندی اور تمام آلِ دیو بند سے سوال ہے کہ کیا کسی ثقہ بالاجماع یا ثقہ وصدوق [٣٥٩] عند الجمہور اہلِ حدیث عالم نے بھی اپنی کسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ "عابد و معبود میں فرق کرنا شرک ہے۔"؟ حوالہ [٣٦٠] پیش کریں! 　　[٢٤/جولائی ٢٠١١ء]

مزید: 　رب نواز دیو [٣٦١] بندی نے ماہنامہ "صفدر" گجرات (عدد: ٦) میں صوفی ابن [٣٦٢] عربی [الحلولی [٣٦٣] الاتحادی] کے بارے میں بعض اہلِ حدیث و بعض غیر اہلِ حدیث [٣٦٤] علماء کے چند تعریفی اقوال لکھے ہیں جو اس بات پر محمول ہیں کہ انہیں ابنِ عربی کے عقائد کا صحیح علم ہی نہ تھا، [٣٦٥] یا وہ اس شخص کے باطل عقائد کو اس سے ثابت ہی نہیں سمجھتے تھے، [٣٦٦] یا پھر وہ تاویلات باطلہ کی عینک سے ان عقائدِ باطلہ میں تاویل کرتے تھے۔ [٣٦٧] دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو: ٤٩ ص ٢٣۔٢٤

الجواب:

٣٥٦

یہ تو بقول علی زئی دیو بندیوں کے "سید الطائفہ" ہوئے۔ اب وہ شخصیت بھی ملاحظہ فرمائیں جسے غیر مقلدین اپنا "سید الطائفہ" کہتے ہیں۔

غیر مقلدین کی کتاب "الحیات بعد الممات" میں مسئلہ تقلید کے موضوع پہ گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے:

''شیخ [میاں نذیر حسین دہلوی (ناقل)] کو پچھلے زمانہ میں سید الطائفہ حضرت شیخ اکبر محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ کا مسلک راجح معلوم ہوا جیسا کہ فتوحاتِ مکیہ جلد ثانی:۱۸۳، مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے... اللہ کے دین میں ہمارے ہاں کسی کی تقلید جائز نہیں ہے، نہ زندہ کی نہ مردہ کی۔'' [الحیات بعد الممات:۱۶۲]

ہمیں بتایا جائے کہ وحدۃ الوجود کا پرچار کرنے میں زیادہ خدمات ان کی ہیں جنہیں علی زئی صاحب نے دیوبندیوں کا ''سید الطائفہ'' کہا یا ان کی جنہیں غیر مقلدین اپنا ''سید الطائفہ'' کہتے ہیں؟

۳۵۷

نذیر احمد رحمانی صاحب غیر مقلد، حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حاجی موصوف کا مولد ومنشا مغربی، یوپی، ضلع مظفر نگر کا مشہور قصبہ ''تھانہ بھون'' ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے بھی ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں تھانہ بھون اور اطراف کے علاقوں میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے جب شورش ناکام ہوگئی اور انگریزوں کے قدم پھر جم گئے تو باغیوں کی دارو گیر شروع ہوئی، حاجی صاحب کی گرفتاری کی بھی پولیس نے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئی، وہ چھپ کر پنجاب اور سندھ کے راستے سے کراچی چلے گئے، اور وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر مکہ معظمہ پہنچ گئے۔''

[اہل حدیث اور سیاست:۳۵۸ بحوالہ المہند الدیوبندی:۳۸ طبع دوم]

۳۵۸

اس عبارت کا صحیح مطلب تو کتاب میں سیاق وسباق دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ بندہ کے پاس شمائم امدادیہ کتاب نہیں ہے۔

علی زئی صاحب ایک مقام پر لکھتے ہیں:

''اگر مولانا بٹالوی رحمہ اللہ کے رسالے کی مذکورہ عبارت صحیح طور پر اور بغیر تحریف کے منقول ہے تو دیوبندی اعتراض کے چار جوابات ہیں۔'' [علمی مقالات:۳۶۰/۵]

علی زئی صاحب کی اس عبارت کے پیش نظر ہم بھی کہتے ہیں کہ اگر حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ کے رسالے کی مذکورہ عبارت صحیح طور پر اور بغیر تحریف کے منقول ہے تو غیر مقلدانہ اعتراض کے چار جوابات ہیں۔

غیر مقلد کے اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ حاجی صاحب کے نزدیک عابد ومعبود میں فرق نہیں کرنا چاہیے۔

۱)......عرض ہے کہ لغت میں فرق کرنے کے جو معانی لکھے ہیں ان میں سے ایک معنی یہ ہے:

''صورت بدل دینا۔'' [فیروز اللغات:۹۸۶]

اگر کوئی شخص صورت بدل دے مثلاً عابد کو معبود کہنے لگ جائے۔(معاذ اللہ) تو اس طرح کے فرق کرنے کو شرک کہنا درست ہے۔

۲)......فرق کرنے کا دوسرا معنیٰ لغت میں لکھا ہے:

''جُدا کرنا۔''[فیروز اللغات:۹۸۶]

یعنی عابد کا معبود سے تعلق ہے اس تعلق کو ختم کرنا جُدائی ہے۔مطلب یہ ہے کہ معبود سے اس طرح کی جُدائی نہیں کہ عابد اپنے معبود سے بے تعلق ہو جائے اور کسی دوسرے سے عبدیت کا تعلق جوڑ لے۔

۳)......قرآن میں ہے: لانفرق بین احد منھم [سورۃ بقرہ آیت:۱۳۶] ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے''[ترجمہ محمد جوناگڑھی غیر مقلد]

صلاح الدین یوسف غیر مقلد اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''کسی ایک کتاب یا نبی کو ماننا، کسی کو نہ ماننا یہ انبیاء کے درمیان تفریق[فرق کرنا(ناقل)] ہے۔'' [تفسیری حواشی:۵۴]

غیر مقلدین کی اس تفسیر سے پتہ چلتا ہے کہ فرق کرنے کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ متعدد افراد میں سے کسی کو ماننا اور کسی کا انکار کر دینا۔لہٰذا حاجی صاحب کی عبارت عابد و معبود میں فرق نہیں۔'' کا مطلب یہ ہے کہ ایسا فرق نہیں کہ عابد و معبود میں سے کسی کا انکار ہو اور کسی کا اقرار بلکہ عابد و معبود دونوں کو ان کی شان کے مطابق ماننا چاہیے یعنی عابد کو عابد اور معبود کو معبود تسلیم کیا جائے۔یاد رہے کہ عابدین میں انبیاء بھی شامل ہیں بلکہ فرشتے بھی عابد ہیں بل عباد مکرمون۔

۴)......آگے حاشیہ:۳۶۳ر میں علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت مذکور ہے جس میں ابنِ عربی کے بارے میں یہ بھی لکھا گیا کہ:

''وہ ظاہر اور مظاہر(خالق اور مخلوق) میں فرق کرتا ہے، اس لیے امر و نہی اور شریعت کو جُوں کا تُوں تسلیم کرتا(اور واجب العمل گردانتا) ہے۔''[الاعتصام:اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی:۳۱۴]

قوسین میں ''خالق و مخلوق''...''اور واجب العمل گردانتا'' کے الفاظ الاعتصام ہی کے ہیں۔

اس عبارت میں یہ کہا گیا ہے کہ ابنِ عربی امر و نہی اور شریعت کو واجب العمل سمجھتے ہیں اور ان کا شریعت کو واجب العمل سمجھنا دلیل ہے کہ وہ خالق و مخلوق کو ایک قرار نہیں دیتے۔جب بات یونہی ہے تو عرض ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب بھی امر و نہی پر عمل کرتے اور شریعت کو واجب العمل سمجھتے تھے، اس پر ان کی کتابیں اور ملفوظات گواہ ہیں۔لہٰذا غیر مقلدین کو اپنا یہ پسندیدہ جواب قبول کر کے مان لینا چاہیے کہ حاجی

صاحب عابد و معبود کو ایک قرار نہیں دیتے۔

بندہ نے یہ اُصولی جواب یہاں اس لیے درج کیا ایک تو یہ اصول غیر مقلد کی نقل کے مطابق علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کا ہے جو ابنِ عربی کے اشد مخالف ہیں نیز وہ غیر مقلدین کے نزدیک تارکِ تقلید اہلِ حدیث ہیں۔ دوسرا یہ کہ اس اصول کو غیر مقلدین نے اپنے رسالہ الاعتصام میں ابن عربی کے دفاع میں ذکر کیا ہے۔ اگر اس سے ابن عربی کا دفاع ہوسکتا ہے تو حاجی صاحب کا دفاع کیوں نہیں ہوگا؟

یہاں یہ بھی معلوم رہے کہ معترض علی زئی غیر مقلد ہے اور غیر مقلدین کے عقائد کے باطل ہونے پر خود غیر مقلد علماء کو اعتراف ہے، حوالے اسی کتاب میں آئندہ ذکر کروں گا، ان شاء اللہ۔

پروفیسر عبداللہ بہاول پوری غیر مقلد کا حوالہ پیچھے ایک مقام پر درج ہو چکا کہ ''اہلِ حدیث عالموں کو آپ کبھی ٹوہ کر دیکھیں آپ حیران ہوں گے، اللہ کے بارے میں عقیدہ صحیح نہیں ہے''۔

[خطبات بہاول پوری: ۱/۳۲۷]

نیز حاشیہ: ۳۶۰ بھی ملاحظہ فرمالیا جائے۔

جن کے اپنے عقیدے صحیح نہیں انہیں شوق ہوا ہے دوسروں پر اعتراض کرنے کا۔

۳۵۹

علی زئی صاحب نے وحدۃ الوجود کو کفریہ عقیدہ کہا۔ بندہ نے غیر مقلدین کا وحدۃ الوجودی ہونا ثابت کر کے فتویٰ طلب کیا کہ اگر آپ کے نزدیک وحدۃ الوجود کفریہ عقیدہ ہے تو اپنے ان غیر مقلدین کو کفریہ عقیدہ کا حامل کہو۔ کسی کے خلاف فتویٰ طلب کرنے کے لیے اسے ''ثقہ وصدوق'' ثابت کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ وحدۃ الوجود کے قائل غیر مقلد ثقہ ہوں یا ضعیف آپ ان پر فتویٰ لگا دیتے۔

بات چلی نکلی ہے تو علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کی زبانی ملاحظہ فرمالیا جائے کہ غیر مقلد شخص جرح وتعدیل کی رُو سے کیا مقام رکھتا ہے۔ مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ، علامہ ابنِ تیمیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''نہ تو سب پر تقلید واجب ہے اور نہ سب پر اجتہاد واجب ہے۔ بلکہ جو اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہے اس پر اجتہاد واجب ہے اور جو اجتہاد کی اہلیت نہیں رکھتا اس پر تقلید واجب ہے۔ اور اگر نہ اجتہاد کی اہلیت ہے اور نہ تقلید کرتا ہے تو وہ متبع ہویٰ ہے اور نفس پرست ہے۔ وعاملا بغیر اجتهاد و تقليد فاعلا للمحرم بغير عذر شرعي فهذا منكر ۔ [فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۲/۲۲۰] بلکہ آگے فرماتے ہیں: هذا مذموم بخروجه خارج عن العدالة ۔ [۲۲/۲۲۱] کہ غیر مقلد ساقط العدالت ہے جس کی نہ شہادت قبول نہ روایت۔''

[تجلیات صفدر: ۴/۲۴۸]

۳۶۰

کسی کے وحدۃ الوجودی ہونے کے لیے بعینہ ان الفاظ کا اس سے ثبوت ہو، یہ کوئی ضروری نہیں۔
نام نہاد اہل حدیث کے بقول کسی کو وحدۃ الوجودی قرار دینے کے لیے کئی علامات ہیں، بندہ نے غیر مقلدین کی زبانی بیس علامات تحریر کر کے ان کا وحدۃ الوجودی ہونا ثابت کیا ہے۔ دیکھئے مجلّہ صفدر شمارہ: ۱۵، ۲۰۱۲ء

اور بہت سے غیر مقلدین نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ وحدۃ الوجود اپنی ہر تعبیر کے ساتھ کے کفر ہے جیسا کہ حاشیہ: ۳۵۵ / میں گذر چکا ہے۔ لہٰذا غیر مقلدین نے وحدۃ الوجود کو جس تعبیر کے ساتھ بھی اختیار کیا ہو وہ ان کے اپنے علماء کی فتاویٰ کی رُو سے کفریہ عقیدہ ہے۔ اس لیے علی زئی صاحب کی طرف سے خاص الفاظ کا مطالبہ بے جا ہے۔

ویسے درج ذیل عبارات پہ نظر کر لی جائے۔
عبداللہ روپڑی صاحب خدائی عاشق کے بارے میں لکھتے ہیں:
''ہر شئی سے اس کو خدا نظر آتا ہے۔'' [فتاویٰ اہل حدیث: ۱/ ۱۵۴]
وحید الزمان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:
''وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے۔'' [رفع العجاجہ: ۱/ ۵۰۷]
داؤد راز صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:
''خارج میں سوائے اللہ کے فی الحقیقت کچھ وجود نہیں ہے۔'' [شرح بخاری: ۵/ ۲۳۳]
ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد نے وحدۃ الوجود کے اثبات میں شیخ ابن عربی کی درج ذیل رباعی پیش کی ہے ؎

لاآدم فی الکون ولا إبلیس　　لاملك سلیمان ولا بلقیس
فالکل عبارۃ وأنت المعنی　　یامن ھو للقلوب مقناطیس

[فتاویٰ ثنائیہ ۱/ ۱۴۹]

اس عبارت میں کہا گیا ہے کہ مخلوقات عبارت ہے اور اللہ اس کا معنی ہے۔

۳۶۱

زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ جواب وہی معتبر ہوگا جس میں پورا متن نقل کر کے ہر مطلوبہ بات کا جواب دیا جائے۔ [توضیح الاحکام: ۱/ ۳۴۳]
مگر بندہ کے سارے مضمون کو پورا نقل کرنا تو کجا مضمون کی آٹھ قسطوں میں مجلّہ صفدر شمارہ: ۶ میں

شائع شدہ دوسری قسط کو بھی نقل نہیں کیا۔اور نہ ہر مطلوبہ بات کا جواب دیا مثلاً اس قسط میں ابن عربی کے بارے میں درج ذیل غیر مقلدین کی عبارتیں نقل کیں جن میں انہیں تارکِ تقلید قرار دیا گیا ہے۔

میاں نذیر حسین دہلوی۔[الحیات بعد الممات:۱۶۲]

کرم الجلیلی۔[صحیفہ اہل حدیث، ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ صفحہ ۱۳]

وحید الزمان۔[ہدیۃ المہدی: ۱/۱۵، تیسیر الباری: ۳۲۶/۴]

شاغف بہاری نے کہا: ''ترکِ تقلید صوفیاء کا مسلّمہ اصول ہے۔''[مقالاتِ شاغف:۲۶۵]

علی زئی صاحب نے ابنِ عربی کو تارکِ تقلید قرار دینے والے غیر مقلدین کے مذکورہ علماء کی عبارات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

۳۶۲

علی زئی صاحب نے ابن عربی کو ''صوفی'' کہا ہے۔اوپر حاشیہ:۳۶۱ رمیں شاغف صاحب کی عبارت گزر چکی ہے کہ صوفیاء تارکِ تقلید ہیں۔

۳۶۳

علی زئی صاحب ابنِ عربی کو ''حلولی اور اتحادی'' قرار دے رہے ہیں جب کہ امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب ابن عربی کے اتحادی ہونے کی نفی کرتے ہیں اور آخر میں کہتے ہیں:

''ان کا یہ مطلب نہیں ہے جو اس زمانہ کے ملحد اور جاہل درویش پکارتے پھرتے ہیں کہ خدا اور بندہ ایک ہے۔''[تیسیر الباری: ۴/۴۶۶ تاج کمپنی]

ابنِ عربی کے بڑے مخالفین میں ایک نام علامہ ابن تیمیہ کا ہے مگر غیر مقلد کی نقل کے مطابق انہوں نے ابنِ عربی کو اتحادی قرار دینے کے باوجود خالق و مخلوق میں فرق کرنے والا تسلیم کیا ہے۔

چنانچہ ابن تیمیہ ''مجموعۃ الرسائل والمسائل''[۱/۱۷۶] میں لکھتے ہیں:

''ابنِ عربی اتحادی وجودیوں میں سے اسلام کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اس کا کلام بہت سے مقامات پر سب سے زیادہ اچھا ہے، چنانچہ وہ ظاہر اور مظاہر (خالق اور مخلوق) میں فرق کرتا ہے، اس لیے امر و نہی اور شریعت کو جُوں کا تُوں تسلیم کرتا (اور واجب العمل گردانتا) ہے۔''

[الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی:۳۱۴]

یہاں یہ بھی بتلایا جائے اگر علی زئی صاحب کے نزدیک ابنِ عربی حلولی اور اتحادی ہیں تو ان کے عقیدہ کو درست قرار دینے والے، انہیں خاتم الولایۃ المحمدیہ کہنے والے، انہیں اصول و فروع میں اہل حدیث

قرار دینے والے، ان کے عقائد کا دفاع کرنے والے اور ان کی عظمت کا سکہ منوانے کے لیے محفل مناظرہ سجانے والے آلِ غیر مقلدیت حلولی اور اتحادی کیوں نہیں؟

۳٦٤

مجلّہ صفدر شمارہ:٦ر میں ابن عربی کی مدح سرائی کرنے والے درج ذیل افراد کے حوالے دیئے تھے۔

میاں نذیر حسین دہلوی۔[تراجم علمائے حدیث ہند:١٣٦، معیارالحق:١٨٩]
فضل حسین بہاری۔[الحیات بعد الممات:٢٢٤]
ثناءاللہ امرتسری۔[فتاویٰ ثنائیہ:١ر٣٣٤]
وحیدالزمان۔[ہدیۃ المہدی:١ر٥١]
نواب صدیق حسن۔[التاج المکلل:١٧٦]
فیاض علی۔[اہل حدیث اور سیاست:٢٠٧]
عبدالسلام مبارک پوری۔[سیرۃ البخاری:٣٠٩]
داؤد غزنوی۔[سوانح مولانا داود غزنوی:٨٨]

علی زئی صاحب کہتے ہیں:

''بعض اہلِ حدیث وبعض غیر اہل حدیث علماء کے چند تعریفی اقوال لکھے ہیں۔''

مجھے بتایا جائے ان مذکورہ اشخاص میں سے کون ہے جو غیر مقلدین کی اصطلاح والا اہلِ حدیث نہیں؟ ان میں سے کسی کی نشاندہی کریں بندہ اس کی غیر مقلدیت پر غیر مقلدین کی گواہیاں پیش کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے۔

۳٦٥

علی زئی صاحب ابن عربی کے معتقد غیر مقلد علماء کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''انہیں ابنِ عربی کے عقائد کا صحیح علم ہی نہ تھا۔''

علی زئی صاحب کی طرف سے پیش کردہ یہ عذر سامنے رہے اور ذیل کی وہ عبارات بھی پڑھیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان غیر مقلدین نے ابن عربی کی کتابوں: فصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ وغیرہ کا مطالعہ کیا ہوا تھا اور غیر مقلدین عموماً انہی دو کتابوں ''فصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ'' سے ابنِ عربی کے عقائد کو نقل کیا کرتے ہیں۔ علی زئی صاحب نے بھی انہی دو کتابوں کے حوالوں سے ان کے وحدۃ الوجودی ہونے کو باور

کرایا ہے جیسا کہ آگے متن میں آئے گا۔

میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد نے ابن عربی کے مخالف سے مناظرہ کرتے ہوئے کہا:

''فتوحات مکیہ شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے۔''

[تراجم علمائے حدیث ہند:۱۴٦]

نیز میاں صاحب نے بزعمِ خود تقلید کی مذمت میں ابنِ عربی کی کتاب فتوحات مکیہ کی عبارت پیش کی۔ جیسا کہ اوپر حاشیہ:٣٥٦ ر میں ''الحیات بعد الممات:١٦٢'' کے حوالہ سے مذکور ہوا۔

فضل حسین بہاری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''خاتم الولایۃ المحمدیہ شیخ اکبر فتوحاتِ مکیہ میں فرماتے ہیں...۔''[الحیات بعد الممات:١٢٣]

بہاری صاحب مزید لکھتے ہیں:

''خاکسار سوانح نگار بعض عبارتیں فتوحاتِ مکیہ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی جو مناسب محل اور نہایت ہی دلچسپ ہیں اپنی طرف سے ایزاد کرتا ہے۔''[الحیات بعد الممات:٦٣١]

مزید دیکھئے، الحیات بعد الممات:٣٠٢

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شیخ عارف محی الدین ابنِ عربی صاحبِ فتوحات مکیہ نے ابن حزم کی تعریف کی ہے۔''

[التاج المکلل:٩٠]

نواب صاحب قوم کو استخارہ کا طریقہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صورت اس استخارہ کی جس طرح کہ شیخ محی الدین عربی نے اپنے وصایا آخر کتاب فتوحات میں لکھی ہے یہ ہے کہ...''[کتاب التعویذات:١٢٦]

مزید دیکھئے اسی کتاب کا صفحہ ١٦٣۔

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ابنِ عربی، شیخ الشیوخ کے لقب سے مشہور ہیں، تصوف وغیرہ میں انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں، تصوف میں ان کی ایک کتاب ''المعارف'' ہے اس میں لکھتے ہیں....''[توحید الرحمٰن:٥٥]

ثناء اللہ امرتسری صاحب ابنِ عربی کا دفاع کرتے ہوئے ہیں:

''شیخ موصوف نے ''فتوحات'' میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے۔''

[فتاوٰی ثنائیہ:١/٢٣٣]

بلکہ انہوں نے عقیدہ وحدۃ الوجود کے اثبات میں ابن عربی کی رباعی کو پیش کیا ہے جیسا کہ حاشیہ: ۳۶۰ر میں گزر چکا ہے۔

میر ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ اکبر قدس سرہ ''فصوص الحکم'' میں فرماتے ہیں۔'' [واضح البیان: ۴۲۱]

میر صاحب نے فتوحات کا حوالہ بھی دیا ہے، دیکھئے تاریخ اہلِ حدیث: ۱۴۳۔

وحیدالزمان صاحب نے ابنِ عربی کی عبارت نقل کر کے اس کا دفاع کیا ہے۔

بلکہ یوں بھی لکھا:

ترجمہ: ''اگر یہ لوگ فتوحات مکیہ کو دیکھ لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ بلاشبہ شیخ (ابنِ عربی) رحمہ اللہ اصول وفروع میں اہلِ حدیث ہیں۔'' [ہدیۃ المہدی: ۱؍۵۱]

وحیدالزمان صاحب دوسری جگہ ابن عربی پر اتحادی ہونے کے الزام کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فصوص الحکم میں جو الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ کے ان کے قلم سے نکلے ہیں...''

[تیسیر الباری: ۴؍۳۲۶]

عبدالسلام مبارک پوری صاحب غیر مقلد بزعمِ خود اہل الرائے کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''صوفی صافی امام محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ امام آخرالزمان کے دشمن یہی لوگ ہوں گے۔'' [سیرۃ البخاری: ۳۰۹]

ان مذکورہ حوالہ جات ثابت ہوتا ہے کہ ابنِ عربی کی مدح سرائی کرنے والے غیر مقلدین نے ان کی کتابوں کو پڑھ رکھا ہے، لہٰذا علی زئی کی طرف سے یہ جواب باطل ہے کہ انہیں ان کے عقائد کا علم نہ تھا۔

شوکانی صاحب غیر مقلد کہتے ہیں:

''میں نے چالیس سال تک شیخ (ابن عربی) کی تکفیر کی۔ آخر میری رائے غلط معلوم ہوئی تو میں نے رجوع کیا۔'' [فتاویٰ ثنائیہ: ۱؍۲۳۴]

کیا خیال ہے شوکانی کو بھی ابن عربی کے عقائد کا علم نہ تھا؟

۳۶۶

علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ ابن عربی کی عقیدت کا دم بھرنے والے غیر مقلدین اس کے ''باطل عقائد کو اس سے ثابت ہی نہیں سمجھتے تھے۔'' عرض ہے کہ ابنِ عربی کے معتقد غیر مقلد علماء کو اعتراف ہے کہ وہ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اس کے باوجود انہوں نے ان کی مدح سرائی کی، دفاع کیا، ان کی عظمت منوانے

کے لیے مناظرہ کیا، ان کے مخالفین کو غلطی کا مرتکب بتایا وغیرہ۔ جیسا کہ ہماری اسی کتاب میں متعدد مقامات پر باحوالہ مذکور ہے۔

نیز علی زئی صاحب ابن عربی کے جن عقائد کو کفریہ کہتے ہیں، علی زئی صاحب انہیں ان سے ثابت بھی مانتے ہیں تو علی سبیل التنزل ہمارا سوال یہ ہے کہ غیر مقلدین کو کیا ہوا کہ وہ ثابت شدہ حقائق کا انکار کرتے رہے؟

۳٦۷

علی زئی کی عبارت ''وہ تاویلات باطلہ کی عینک سے ان عقائدِ باطلہ میں تاویل کرتے تھے۔'' سے ایک تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کے پاس تاویلاتِ باطلہ کی عینک موجود ہے۔ اگر علی زئی صاحب کی یہ بات درست ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ عینک غیر مقلدین کو مبارک ہو۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ باطل عقائد کو باطل تاویلوں کے سہارے غیر مقلد علماء قبول کرتے ہیں یہ چیز بھی غیر مقلدین کے مقدر میں آئی، وہ اپنے مقدر پہ نازاں ہوں یا نادم، یہ ان کی مرضی ہے۔ البتہ ہمارے چند سوالات ہیں۔

۱)...... جو غیر مقلدین باطل عقائد کو باطل تاویلوں کے سہارے سے قبول کرتے ہیں وہ آپ کے نزدیک اہلِ باطل ہیں یا اہلِ حق؟

۲)...... جب علی زئی صاحب کو اعتراف ہے کہ ان کے غیر مقلدین باطل عقائد کو باطل تاویلوں سے قبول کیے ہوئے ہیں تو انہیں چاہیے تھا کہ وہ اپنے ان بزرگوں سے براءت کا اعلان کرتے مگر اعلانِ براءت کی بجائے بزعمِ خود دفاع کرتے ہیں۔ اظہارِ براءت کی بجائے اُن کا دفاع کیوں کیا؟

۳)......علی زئی صاحب اپنے غیر مقلدین کو باطل تاویل کے ذریعہ باطل عقائد قبول کرنے والا قرار دے رہے ہیں۔ یہ اپنے علماء کا دفاع ہے یا انہیں رسوائی کی دلدل میں دھکیلنے کی جسارت؟ (جاری۔)

☆......☆......☆......☆

مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت

قسط نمبر ۱۳

زبیر علی زئی:

ابن عربی[۳۶۸] نے کسی سے مخاطب ہو کر کہا:

''پس تو بندہ ہے اور تو رب ہے۔[فصوص[۳۶۹] الحکم: ۷۷، کلمہ اسماعیلیہ، الحدیث: ۴۹ ص ۱۴]

ابن عربی الحاتمی المرسی الصوفی[۳۷۰] (م ۶۳۸) نے مزید کہا:

الرّبّ[۳۷۱] حق والعبد حق　　　یالیت شعری من المکلف

ان قلت عبد فذاك میّت　　　او قلت ربّ أنی یکلّف

رب حق ہے اور بندہ حق ہے، کاش مجھے شعور ہوتا کہ کون مکلّف ہے؟

اگر میں کہوں: بندہ ہے تو وہ مُردہ ہے اور (اگر) کہوں: رب ہے، تو وہ کس طرح مکلّف ہوسکتا ہے[۳۷۲]؟ [الفتوحات المکیہ: ۱/۱۵]

اس قسم[۳۷۴] کے خطرناک عقائد[۳۷۳] کی وجہ سے قاضی صدر الدین علی بن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۲ھ) نے فرمایا:

''ولکن ابن عربی وامثاله منافقون، زنادقة اتحادية في الدرك الاسفل من النار ....'' اور لیکن ابن عربی اور ان جیسے لوگ زندیق منافق اتحادی ہیں، وہ آگ کے نچلے حصے میں ہوں[۳۷۵] گے۔ [شرح عقیدہ طحاویہ مع تحقیق الالبانی: ۵۵۷]

حافظ ذہبی نے فرمایا: صاحب فصوص الحکم، من طالع کتابه عرف انحرافه وضلاله ''فصوص الحکم والا، جس نے اس کی کتاب کا مطالعہ کیا تو وہ اس کا (سیدھے راستے سے) انحراف اور گمراہی[۳۷۶] جان لے گا۔ [المغنی فی الضعفاء: ۲/۳۵۲ ت ۵۸۴۴]

ملا علی قاری حنفی نے کہا: پھر اگر تم سچے مسلمان اور پکے مومن ہو تو ابن عربی کی جماعت کے کفر میں شک نہ کرو اور اس گمراہ اور بے وقوف اکٹھ کی گمراہی میں توقف نہ کرو[۳۷۷]

[الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود: ۵۵، الحدیث ۴۹ ص: ۲۰]

شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۵ھ) وغیرہ کے اقوال ماہنامہ الحدیث (عدد ۴۹) میں باحوالہ موجود ہیں۔ ۳۷۸

الجواب:

۳٦۸

علی زئی صاحب نے ابنِ عربی کی مذکورہ عبارات ذکر کیں، پھر اس پر علماء کے تبصروں کو نقل کر کے آخر میں لکھا:

''یہ ظاہر ہے کہ حافظ ابنِ تیمیہ، حافظ ذہبی، حافظ ابنِ حجر عسقلانی، شیخ الاسلام بلقینی، علامہ ابن ابی العز الحنفی اور ملا علی قاری وغیرھم (متقدمین) کے مقابلے میں چودھویں صدی ہجری کے وحید الزمان (غیر اہلِ حدیث) اور میاں نذیر حسین دہلوی، ثناء اللہ امرتسری اور نواب صدیق حسن وغیرھم کے اقوال کی اہلِ حدیث کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے۔''

یہ عبارت آگے متن میں آئے گی ان شاء اللہ۔

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ علی زئی صاحب نے ابنِ عربی کے عقائد پر بحث کرتے ہوئے بزعمِ خود علمائے محدثین کو غیر مقلدین پر ترجیح دی ہے۔ اس عبارت سے مقصود دیوبندیوں پر الزام اور ان سے جواب حاصل کرنا نہیں۔ اس لیے اوپر متن میں مذکور ابنِ عربی کی عبارت کا جواب دینا غیر مقلدین پر لازم آتا ہے۔ مگر چونکہ یہ عبارت میرے خلاف لکھے گئے مضمون کا حصہ ہے اس لیے اس کا جواب عرض کرتا ہوں و باللہ التوفیق.

۳٦۹

علی زئی صاحب نے یہ عبارت ''فصوص الحکم'' کے حوالہ سے لکھی ہے۔

(الف)...... ''فصوص الحکم'' کتاب غیر مقلدین کی تصریح کے مطابق منسوخ ہے۔

چنانچہ امام خان نوشہروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''علامہ شمس الحق ڈیانوی نے بھی کئی روز شیخ اکبر پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا، اور دورانِ گفتگو میں ''فصوص الحکم'' پیش کرتے رہے، میاں (نذیر حسین دہلوی) صاحب نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں مانتے تو فرمایا کہ ''فتوحاتِ مکیہ'' شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے۔ اس پر مولانا شمس الحق حقیقت کو پا کر خاموش ہو گئے۔''

[تراجم علمائے حدیث ہند: ۱۴٦]

مذکورہ عبارت الفاظ کے اختلاف کے ساتھ میاں صاحب کی سوانح ''الحیات بعد الممات: ۲۲۵''
پر بھی ہے۔

میاں صاحب نے فصوص الحکم کو منسوخ کہا، ڈیانوی صاحب نے اس کے منسوخ ہونے کو تسلیم کیا اور نوشہروی صاحب نے اس کی منسوخیت کو ''حقیقت'' کا نام دے کر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔

غیر مقلدین کی اس تثلیث کے ہاں ''فصوص الحکم'' منسوخ ہے۔ گویا ان کا اس سے رجوع ہے۔ اور علی زئی صاحب کے نزدیک رجوع شدہ عبارت پر اعتراض کرنا ''پروپیگنڈا'' کہلاتا ہے۔

(ب)......غیر مقلدین کے ''مسلّم پیشوا'' شوکانی صاحب کہتے ہیں:

''فصوص'' میں شیخ کے کلام کو صحیح معنی و محمل پر محمول کیا جا سکتا ہے۔'' [ہدیۃ المہدی: ۱/۵۰]

(ج)......علی زئی صاحب کا اعتراض یہ ہے کہ ابنِ عربی نے عبد کو رب کہا ہے۔ انہیں چاہیے تھا کہ وہ قرآن میں ''انه ربی احسن مثوای'' پڑھتے اور پھر کتابوں میں اس کی تفسیر دیکھ لیتے۔

غیر مقلدین نے ''اشرف الحواشی المعروف الفوائد السّلفیہ'' سے قرآن کی مختصر تفسیر شائع کی ہے۔ اس میں مذکورہ آیت کا ترجمہ یوں کیا گیا:

''وہ تو (جس نے مجھے خریدا) میرا مالک ہے۔''

انہ کی ضمیر کا مرجع خریدار یعنی بندہ کو قرار دیا ہے مطلب یہ ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے کہا: کہ مجھے خریدنے والا میرا مالک میرا رب ہے۔

ابنِ عربی کی عبارت پر اعتراض کرنے والے علی زئی صاحب کے ہم خیال فرمائیں کہ ان کے مترجم نے عبد/انسان کو سیدنا یوسف علیہ السلام کا ''رب'' تسلیم کیا تو ان کے بارے میں کیا فتویٰ لگاؤ گے؟

انہی تفسیری حواشی میں صاحبِ حاشیہ نے اگرچہ انه کی ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ کو قرار دیا مگر اتنا تسلیم کیا کہ:

''اکثر مترجمین اور اصحابِ تفسیرؒ نے یہی مفہوم مراد لیا کہ'' ربی '' سے مراد عزیزِ مصر ہے۔ سدیؒ اور مجاہد سے یہی منقول ہے۔'' [فوائد سلفیہ: ۲۸۶]

قرآن کے اکثر مترجمین اور اکثر مفسرین کے بقول سیدنا یوسف علیہ السلام نے عزیزِ مصر یعنی عبد/بندہ کو اپنا رب کہا۔ تو ان مترجمین اور مفسرین کی اکثریت کے متعلق کیا فرمائیں گے؟ کیا یہ سب وحدۃ الجودی ہیں؟

عرض ہے کہ رب کا معنی پرورش کرنے والا ہے۔ اصل پرورش کرنے والا تو اللہ ہی ہے مگر مجازی طور پر عزیزِ مصر کو رب کہا گیا کیونکہ ان کے ہاں سیدنا یوسف علیہ السلام کی پرورش ہو رہی تھی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''انہ ای الذی اشترانی ربی سیدی'' بے شک وہ جس نے مجھے خریدا وہ میرا رب یعنی میرا سردار ہے۔[تفسیر جلالین:۱۹۱]

سیوطی صاحب وہ شخصیت ہیں جنہیں علی زئی صاحب نے اعلانیہ ''غیر مقلد'' کہا ہے۔
[علمی مقالات ۵/۲۹۰،۳۲۲]

ان کے مزعومہ ''غیر مقلد'' نے بھی عزیزِ مصر کو سیدنا یوسف علیہ السلام کا ''رب'' قرار دیا اور پھر رب کا معنی سردار کیا۔

غیر مقلدین جو تاویل اپنے مترجم، سیوطی اور جمہور مترجمین و مفسرین کے بارے میں کریں گے وہی تاویل ابنِ عربی کے بارے میں کرلیں۔

۳۷۰

علی زئی صاحب نے ابنِ عربی کو ''صوفی'' کہا ہے۔اور صوفیاء غیر مقلدین کے نزدیک تارکِ تقلید ہیں۔

چنانچہ ابوالاشبال شاغف بہاری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ترکِ تقلید صوفیوں کا مسلّمہ اصول ہے۔''[مقالاتِ شاغف:۲۶۵]

رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''نقشبندی صوفیاء تقلید پرست نہیں اہلِ حدیث تھے۔''[ضمیر کا بُحران:۲۲۵]

اس پر مستزاد یہ کہ بہت سے غیر مقلدین نے ابنِ عربی کو ''اہلِ حدیث'' کہا ہے۔چند حوالے حاضر خدمت ہیں۔

ابوالحسن سیالکوٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''امام محی الدین ابن عربی صاحبِ فتوحات، آپ بھی مجتہد تھے اور اتباع حدیث اور ترکِ تقلید میں بے نظیر تھے، اور علم حدیث کے ایسے دریا تھے جس کا کنارہ نہ ہو اور قیاس کے ایسے منکر جس کا کچھ بیان نہیں ہوسکتا۔''[الظفر المبین:۲/۴۷ بحوالہ المہندالدیوبندی:۸۷]

امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب، ابنِ عربی کے بارے میں لکھتے ہیں:

''وہ تو مسلمان اور پھر اہل حدیث میں سے تھے۔''[تیسیر الباری :۴/۳۲۶]

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

ترجمہ: اگر یہ لوگ فتوحاتِ مکیہ کو دیکھ لیتے تو انہیں معلوم ہوجاتا کہ بلاشبہ شیخ (ابن عربی) رحمہ اللہ اصول وفروع میں اہل حدیث ہیں اور اربابِ تقلید پر سخت رد کرنے والوں میں سے ہیں۔

[ہدیۃ المہدی: ۱/۵۱]

وحید الزمان صاحب نے ابن عربی کو ''پیشوا علمائے اہلِ حدیث'' بھی کہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک مقام پر علامہ ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم وغیرہ کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا:

''ہمارے پیشوا علمائے اہلِ حدیث ان کے سوا اور بہت گزرے ہیں، جیسے امام ابنِ حزم ظاہری، حافظ ابنِ حجر عسقلانی، امام داؤد ظاہری، اسحٰق بن راہویہ، امام بخاری، شیخ جلال الدین سیوطی، امام نووی، امام سخاوی، محمد بن اسمٰعیل امیر، شیخ محی الدین ابن عربی، شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرھم۔ اگر ہم دلائل میں غور کر کے کسی مسئلہ میں ان بزرگوں میں سے کسی بزرگ کے ساتھ اتفاق کرلیں تو کون سا گناہ لازم آیا اور کیوں قابلِ ملامت ٹھہرے، **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**۔'' [لغات الحدیث: ۲/۱۲، ص]

علی زئی صاحب کے استاد بدیع الدین راشدی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''چوتھی صدی کے بعد کئی ایسے علماء صلحاء محدثین مفسرین اور فقہاء ہیں جو خالص اہل حدیث ومجتہد تھے اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے مثلاً... محی الدین ابن عربی الحاتمی صاحب الفتوحات المکیۃ''

[تنقیدِ سدید: ۳۰۲]

رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ابن عربی تقلید کے بہت زیادہ مخالف اور ظاہری یعنی اہلِ حدیث مذہب کے فروع میں پیرو تھے اور موصوف فروع میں ظاہری المذہب ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بڑے صوفی بلکہ صوفیاء کے بڑے اماموں میں سے تھے اور اکابر صوفیاء کسی تقلیدی مذہب کے پیرو نہ فروع میں ہوتے ہیں نہ اصول عقائد میں۔''

[ضمیر کا بحران: ۲۲۴]

۳۷۱

علی زئی صاحب کا دعوی ہے کہ ابن عربی خالق ومخلوق میں فرق کے قائل نہیں مگر یہاں ان کی جو عبارت ''الرب حق والعبد حق'' نقل کی ہے۔ اس میں صراحۃً خالق ومخلوق دونوں کو الگ الگ تسلیم کیا ہے کہ رب کی ذات کا وجود حق ہے اور عبد/انسان کا وجود بھی ثابت ہے۔ بحث ابن عربی کے نظریہ ''وحدۃ الوجود'' کی چلی آرہی ہے اور مذکورہ عبارت میں علی زئی کی مزعومہ وحدۃ الوجود کا بیان نہیں۔

یہاں زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ ابن عربی نے عبد کو ''مردہ'' کہا ہے۔ اس کا جواب

آگے حاشیہ:۲۷۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۷۲

یہ کہنا کہ رب مکلّف نہیں ہوسکتا، اُمید ہے کہ اس جملہ پر تو غیر مقلدین کو کوئی اشکال نہیں ہوگا۔ باقی رہا ان کی طرف سے عبد کو "مر دہ" کہنا، اس کا جواب حاضر خدمت ہے۔

(الف)......غیر مقلدین کو اعتراف ہے کہ ابنِ عربی کی کتابوں میں مخالفین نے تحریف کر دی تھی۔

چنانچہ غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل اور ان کے مذہبی ہیرو میاں نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"عوام کو گمراہ کرنے کے لیے معتبر لوگوں کی کتابوں میں اپنی طرف سے عبارتیں شامل کی گئیں، چنانچہ شیخ اکبر (ابنِ عربی) اور علامہ ابن عبدالوہاب شعرانی کی بعض کتابوں میں ایسی عبارتیں پائی جاتی ہیں، "درر" اور تنبیہ الغبی" میں لکھا ہے کہ وہ عبارتیں بعض یہودیوں نے ان کتابوں میں شامل کی تھیں۔"

[فتاویٰ نذیریہ:۱/۱۵۰]

یہی عبارت فتاویٰ علمائے حدیث[۹/۲۰۱] پر بھی موجود ہے۔

امام آلِ غیر مقلدیت وحیدالزمان صاحب، ابنِ عربی کی طرف منسوب ایک قول کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ظنِ غالب ہے کہ یہ کسی کا الحاق اور تصرف ہے، اور ایسے الحاقات اور تصرفات بے دینوں نے بزرگوں کی کتابوں میں بہت کیے ہیں۔" [لغات الحدیث:۱/۶۷، ج]

جب یہ اعتراف آلِ غیر مقلدیت ابن عربی کی کتابوں میں بعد میں یہودی وغیرہ بے دین لوگوں نے ردوبدل کیا اور اپنی طرف سے عبارتیں شامل کی ہیں تو اعتراض سے پہلے متعلقہ عبارت کا تحریف والحاق سے پاک ہونا ثابت کریں۔

(ب)......نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کے شعر "ابن قیم مددی قاضی شوکانی مددی" کے متعلق کسی نے سوال کیا کہ یہ جائز ہے؟

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب نے اس کا یوں جواب دیا:

"مذہبی اصطلاح میں جائز نہیں شاعرانہ اصطلاح کے ہم ذمہ دار نہیں۔" [فتاویٰ ثنائیہ:۱/۱۴۷]

آپ لوگ شاعرانہ انداز میں کہی گئی بات کے ذمہ دار نہیں تو عرض ہے کہ ابنِ عربی کی زیرِ بحث عبارت بھی شاعرانہ ہے اس لیے غیر مقلدین کو ان پر اعتراض کا حق نہیں۔

رئیس محمد ندوی صاحب غیر مقلد، نواب صاحب کے اشعار "قاضی شوکانی مدد دے" وغیرہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"شاعرانہ کلام سے لوگ واقف ہیں کہ اس کا ظاہری معنیٰ کچھ اور، حقیقی معنیٰ کچھ اور ہوتا ہے" [سلفی

تحقیقی جائزہ:۹۰۵]

اس عبارت کے پیشِ نظر ہم بھی کہتے ہیں کہ ابنِ عربی کا کلام شاعرانہ ہے اس لیے اس کے ظاہری مطلب کی بجائے باطنی مطلب کی طرف توجہ کریں اور باطنی مطلب کے متعلق درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

مجدد آلِ غیر مقلدیت نواب صدیق حسن خان ابنِ عربی کے تذکرہ میں امام یافعی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ابنِ عربی کی طرف منسوب قابلِ اعتراض باتوں کی تین توجیہات ہیں:

اول: ان سے وہ کلام ثابت ہی نہیں۔ ثانی: اگر بالفرض ثابت بھی ہے تو اس کی کوئی تاویل تلاش کی جائے اور اگر ہم ظاہری طور پر اس کی تاویل سے واقف نہ بھی ہوں تو باطنی طور پر اس کی ضرور کوئی تاویل ہے جس کو عارفین جانتے ہیں۔ ثالث: یہ کلام ان سے حالتِ سکر اور غیبت میں سرزد ہوا جو کہ نا قابلِ مؤاخذہ ہے۔[التاج المکلل:۱۷۸]

(ج)......غیر مقلدین نے کہا:

ترجمہ: ہمارے اصحاب میں سے علامہ شوکانی بھی اس طرح کے بزرگ ہیں جنہوں نے بالآخر شیخ ابنِ عربی کی مذمت سے رجوع کر لیا تھا اور کہا تھا کہ میں نے ''فتوحاتِ مکیہ'' کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ''فصوص'' میں شیخ کے کلام کو صحیح معنی ومحمل پر محمول کیا جا سکتا ہے۔[ہدیۃ المہدی:۱/۵۰]

شوکانی کا ''فتوحات'' کو غور سے دیکھ کر رجوع کرنا دلیل ہے کہ ان کے نزدیک یہ کتاب قابلِ اعتراض نہیں۔ نیز ''فتوحات'' کی اُس عبارت کو صحیح محمل پر محمول کرنا شوکانی کو اپنا پیشوا ماننے والے غیر مقلدین کے ذمہ لازم آتا ہے۔

(د)......غیر مقلدین کے ''امام العصر'' عبداللہ روپڑی صاحب ''توحیدِ الٰہی'' کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قرآن مجید میں ہے کل شیء ھالك الا وجھہ یعنی ہر شے ہلاکت والی ہے مگر خدا کی ذات۔ اس آیت میں یہ نہیں کہا کہ ہر شے ہلاک ہو جائے گی، بلکہ ہالک کہا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت بھی ہلاکت والی ہے یعنی نیست اور فانی ہے، اس کی مثال اس طرح ہے جیسے رسی جلا دی جائے تو اس کے بٹ بدستور نظر آتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ رسی قائم ہے حالانکہ حقیقت میں رسی فنا ہو چکی ہوتی ہے''

[فتاویٰ اہل حدیث:۱/۱۵۲]

علی زئی صاحب کو ابنِ عربی پر اعتراض ہے کہ انہوں نے عبد کو ''مُردہ'' کہا ہے مگر اس طرف توجہ نہ کی کہ ان کے مقتدر عالم روپڑی صاحب نے تو ساری مخلوق کو راکھ شدہ رسی کی طرح مُردہ قرار دے کر اسے

قرآنی تعلیم باور کرایا اور اس کا نام "توحید الٰہی" رکھا ہے۔

(ھ)......غیر مقلدین کے ہاں ابنِ عربی تارکِ تقلید اہلِ حدیث ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر انہوں نے انہیں "خاتم الولاية المحمدیه" کا لقب دیا ہے۔

[الحیات بعد الممات:۱۲۳، تراجم علمائے حدیث ہند:۱۴۶، خاتمۃ الاختلاف:۲۷]

اس لیے ان کی عبارت کا جواب دینا خود غیر مقلدین پر لازم ہے۔

۳۷۳

پہلے ابنِ عربی کے عقائد کو "خطرناک" ثابت تو کریں پھر اگلی بات۔ آپ کا پسندیدہ جملہ ہے کہ "پہلے تخت بناؤ پھر نقش نگاری کرنا"۔

اس عبارت پر اعتراض کا جواب غیر مقلدین کے مسلّمات کی روشنی میں اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اگر علی زئی صاحب وغیرہ زبردستی ابنِ عربی کے عقائد کو خطرناک قرار دینے پر ہی تلے ہوئے ہیں تو عرض ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک ابن عربی ولی اللہ اور تارکِ تقلید اہلِ حدیث ہیں تو یہ مزعومہ خطرناک عقائد غیر مقلدین کو مبارک ہوں اور ان کا دفاع بھی انہی کے ذمہ ہوا۔

۳۷٤

قاضی صاحب کے ساتھ علی زئی صاحب نے اگرچہ "الحنفی" لاحقہ لگایا ہے مگر وہ اپنی تحریروں میں بار بار کہہ چکے ہیں کہ کسی کے ساتھ حنفی و شافعی کا لاحقہ اس کے مقلد ہونے کی دلیل نہیں بلکہ یہ نسبتیں استادی و شاگردی کی وجہ سے ہو سکتی ہیں وغیرہ۔ دیکھیے [دین میں تقلید کا مسئلہ] وغیرہ۔

اس لیے بتایا جائے کہ قاضی صاحب حنفی مقلد ہیں یا نہیں؟ علی زئی صاحب کی طرف سے "الحنفی" کے بعد "رحمہ اللہ" کی دعا سے یہ تاثر ملتا ہے کہ وہ ان کے نزدیک مقلد نہیں کیونکہ عموماً وہ "رحمہ اللہ" کی دعا اپنے ہم عقیدہ شخص کو دیا کرتے ہیں۔

باقی رہا قاضی صاحب کی طرف سے ابنِ عربی کی مذمت، تو اس کا جواب اوپر حاشیہ:۳۷۲ میں غیر مقلدین کی زبانی تحریر ہو چکا ہے کہ مخالفین نے انہیں بدنام کرنے کے لیے ان کی کتابوں میں تحریفات کر دی تھیں۔

اگر ان محرف عبارتوں کی وجہ سے بعض لوگوں نے ان کی مذمت کی ہو تو ابن عربی اس کے ذمہ دار نہیں۔

حاشیہ:۳۷۲ میں نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کی کتاب "التاج المکلل" کے حوالے سے نقل

ہو چکا ہے کہ ابنِ عربی کے کلام میں ہر قابلِ اعتراض بات کی تین وجوہات ہیں جن کی وجہ سے ہر اعتراض فضول ہے۔

اگر اوپر والے مذکورہ جواب کو علی زئی صاحب وغیرہ تسلیم نہ کریں تو زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوگا کہ بعض علماء نے ابنِ عربی کی مذمت فرمائی ہے تو عرض ہے کہ جتنی مذمت علماء نے غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری کی ہے وہ میری معلومات کے مطابق اس مذمت سے زیادہ ہے جو ابنِ عربی کی گئی ہے۔ غیر مقلدین کے قریباً سو علماء نے ان کی مذمت کی، انہیں اکفرالکافرین تک کہا گیا ہے۔

[رسائل اہل حدیث]

علی زئی صاحب ان علماء کے فتووں کی وجہ سے اپنے شیخ الشیخ امرتسری صاحب کو کافر کیوں نہیں قرار دیتے ؟ جب کہ ایک نمایاں فرق بھی ہے کہ ابنِ عربی کی مذمت کرنے والے عموماً ان کے مخالفین ہیں اور امرتسری صاحب پر فتویٰ بازی کرنے والے ان کے اپنے غیر مقلدین ہی ہیں۔

اسی طرح دوسرے بہت سے علمائے غیر مقلدین مثلاً عبداللہ روپڑی اور غرباء اہلحدیث کے قائدین پر خود غیر مقلدین کی طرف سے گمراہی اور تکفیر کے فتوے کتابوں میں موجود ہیں رسائل اہلِ حدیث وغیرہ کتابیں دیکھ سکتے ہیں۔ ان فتووں کو چھپایا جاتا ہے اور ابن عربی کے خلاف دیئے گئے فتاویٰ کی تشہیر کی جاتی ہے، ایسا کیوں؟

۳۷۵

قاضی صاحب کی عبارت کا جواب اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ یہاں صرف دو باتیں عرض کرتا ہوں:

(الف)...... قاضی صاحب نے اپنے زعم میں ابن عربی کو ''اتحادی'' قرار دے کر مذمت کی ہے جب کہ خود غیر مقلدین نے انہیں ''علمائے ابرار'' میں شامل مان کر اور ''ولی اللہ، خاتم الولایۃ المحمدیہ'' کہہ کر ان کے اتحادی ہونے کی نفی کر دی ہے، بلکہ بعض نے تو صراحۃً اس کی نفی کا اعلان کیا ہے مثلاً امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب ابن عربی کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فصوص الحکم میں جو بعض الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ ان کے قلم سے نکلے ہیں... ان کا یہ مطلب نہیں جو اس زمانے کے ملحدین جاہل درویش پکارتے پھرتے ہیں کہ خدا اور بندہ ایک ہے۔''

[تیسیر الباری: ۳۲۶/۴ تاج کمپنی]

(ب)...... قاضی صاحب نے جسے جہنم کے طبقہ اسفل سافلین میں پہنچایا ہے وہ بزرگ غیر مقلدین کے نزدیک ''خاتم الولایۃ المحمدیہ اور اہلحدیث'' ہے۔

یہاں کوئی سوال کرسکتا ہے کہ جب غیر مقلدین کے ''خاتم الولایة المحمدیه'' جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے باقیوں کا کیا بنے گا؟

۳۷۶

ذہبی صاحب نے جو کچھ فرمایا، اس کا جواب اوپر حاشیہ ۲؍۳۷ میں پڑھ لیں۔ ذہبی صاحب نے ''فصوص الحکم'' کا حوالہ دیا ہے اور حاشیہ: ۳۶۹؍ میں غیر مقلدین کی زبانی نقل ہو چکا ہے کہ ان کی یہ کتاب منسوخ ہے۔ نیز ذہبی صاحب نے ابن عربی کی طرف منسوب قابلِ اعتراض باتوں کا جواب دیتے ہوئے لکھ دیا ہے کہ:

''لعل ذلك وقع منه حال سكره وغيبته فيرجى له الخير، شاید کہ یہ ان سے حالتِ سکر اور غیبت میں واقع ہوا ہے، لہٰذا ان کے لیے خیر کی اُمید کی جاتی ہے۔'' [الوافی بالوفیات: ۱۵۸/۳]

یہ بھی معلوم رہے کہ ذہبی صاحب ابنِ عربی کے حمایتیوں کو خراجِ تحسین بھی پیش کرتے ہیں مثلاً امام نصر بن سلمان منبجی رحمہ اللہ کے بارے میں انہوں نے لکھا:

''و كان يتغالى فى ابن العربى، یعنی وہ ابن عربی سے غلو کی حد تک محبت رکھتے تھے۔''

[سیر اعلام النبلاء: ۴۳۸/۲۴]

اس کے باوجود ذہبی صاحب نے منبجی رحمہ اللہ کو درج ذیل القاب سے نوازا:

'' الشيخ، الإمام، القدوه، المقرى، المحدث، الزاهد، العابد، القانت، الربانى، بقية السلف. '' [حوالہ مذکورہ بحوالہ المهند الدیو بندی: ۴۷]

۳۷۷

اوپر حاشیہ: ۲؍۳۷ میں جواب مذکور ہو چکا ہے۔ یہاں ایک بات اور عرض کرتا ہوں کہ بڑے بڑے محدثین اور علمائے کرام نے ابن عربی کی مدح فرمائی ہے۔

چنانچہ غیر مقلدین کے رسالہ ''الاعتصام'' میں ابن عربی کے بارے میں لکھا ہے:

''اس کے حامی اسے اولیاء اللہ اور تنقید سے بالاتر لوگوں میں شمار کرتے ہیں مخالفین میں بھی بڑے بڑے محدثین اور اہلِ علم شامل ہیں اور موافقین میں بھی۔'' [الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی: ۳۱۴]

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابن عربی کی موافقت کرنے والے، انہیں ولی اللہ سمجھنے والے اور ان کو تنقید سے بالاتر قرار دینے والے بھی بڑے بڑے محدثین اور اہلِ علم ہیں۔

علی زئی صاحب ان محدثین اور علماء کا نام کیوں نہیں لیتے؟

جو بڑے بڑے محدثین اور اہلِ علم ابن عربی کے مداح ہیں ان میں سے چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

امام نصر بن سلمان منبج، امام احمد بن ایبک المعروف بہ ابن الدمیاطی، امام صلاح الدین محمد بن شاکر دمشقی، امام صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی، امام عز الدین عبدالعزیز بن عبدالسلام دمشقی، امام مجدد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب، امام عبداللہ بن اسعد یافعی، امام کمال الدین الزملکانی، امام تقی الدین محمد بن احمد الفاسی المکی، امام جلال الدین سیوطی، قاضی ابنِ عجلون، امام زکریا بن محمد انصاری، امام عبدالوہاب شعرانی، امام عبدالحی ابن العماد حنبلی رحمہم اللہ وغیرھم۔

حوالہ جات دیکھنے کے لیے حافظ ظہور احمد الحسینی حفظہ اللہ کی کتاب ''علمائے دیو بند پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات'' کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

۳۷۸

الحدیث کا یہ شمارہ میرے پاس نہیں۔ ویسے ابنِ عربی وغیرہ کے مخالفین بلقینی ہوں یا دوسرے احباب، سب کا جواب اوپر حاشیہ: ۳۷۲ روغیرہ میں درج ہو چکا ہے۔

نیز امام آلِ غیر مقلدیت وحید الزمان صاحب ابن عربی کے مخالفین کے بارے میں لکھتے ہیں:

''إنھم لم یفھموا مراد الشیخ ولم یمعنوا النظر فیه، یہ لوگ شیخ کا مطلب نہیں سمجھ سکے، ان کی مراد سمجھنے میں انہوں نے غور نہیں کیا۔ [ہدیۃ المھدی: ۱/۱۵]

تنبیہ: بندہ کے پاس فصوص الحکم، الفتوحات المکیۃ، شرح عقیدہ طحاویہ، المغنی اور الرد علی القائلین بوحدۃ الوجد کتابیں نہیں ہیں اس لیے حوالوں کی جانچ پڑتال نہیں ہو سکی۔ اوپر جو جوابات عرض کیے گئے وہ بشرطِ ثبوت کے طور پر ہیں۔ (جاری۔۔۔)

مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت

......قسط:۱۳......

زبیر علی زئی:

☆ سخاوی[۳۷۹] نے لکھا ہے کہ حافظ ابنِ حجر[۳۸۰] العسقلانی (رحمہ اللہ) علانیہ ابنِ عربی اور اس جیسے لوگوں پر رد کرتے تھے[۳۸۱]۔...ایک دفعہ آپ کا ابن عربی کے ایک معتقد[۳۸۲] سے مباہلہ ہوا تھا تو وہ شخص سال ختم ہونے سے پہلے ہی ہلاک[۳۸۳] ہو گیا تھا۔ (الجواہر والدرر ۳/۱۰۴۷، ۱۰۴۸)

سخاوی نے مزید لکھا ہے کہ حافظ ابنِ حجر نے ابن عربی کے ایک جیالے[۳۸۴] سے بحث و مباحثہ کیا اور ابن عربی کو اس کے بُرے کلام کی وجہ سے بُرا کہا ...پھر کہا آؤ ہم دونوں مباہلہ کرلیں، عام طور پر دو مباہلہ کرنے والوں میں سے جو جھوٹا[۳۸۵] ہوتا ہے وہ مصیبت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس آدمی نے کہا: اے اللہ! اگر ابن عربی گمراہ تھا تو مجھ پر لعنت فرما۔

وہ معاند شخص روضہ میں رہتا تھا، وہ رات کو کسی مہمان کے ساتھ گھر سے باہر نکلا اور واپسی[۳۸۶] پر کہنے لگا کہ مجھے کسی چیز نے پاؤں پر ڈس لیا ہے، جب وہ گھر پہنچا تو اندھا ہو گیا تھا اور صبح سے پہلے مر گیا۔ مباہلہ رمضان ۷۹۷ھ[۳۸۷] میں ہوا تھا اور وہ شخص ذوالقعدہ ۷۹۷ھ میں مر گیا تھا۔

(ملخصاً از الجواہر والدرر ج ۳ ص ۱۰۰۱۔۱۰۰۲)

اس مباہلے کا ذکر حافظ ابنِ حجر نے فتح الباری[۳۸۸] میں بھی کیا ہے۔

(دیکھئے ج ۸ ص ۹۵ ح ۴۳۸۰۔۴۳۸۲ باب قصۃ اھل نجران، کتاب المغازی)

الجواب:

۳۷۹

امام سخاوی رحمہ اللہ کے بارے میں علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

’’سخاوی نامی صوفی... یہ سخاوی وہی ہے جس کا عقیدہ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی علی الدوام یعنی زندہ جاوید ہیں۔ دیکھئے القول البدیع (ص ۱۶۷) اس کے رد میں سیوطی نے الکاوی داغ لگانے والی، جلانے والی کتاب لکھی ہے‘‘ [فضائل درود و سلام: ۱۹]

علی زئی صاحب! یہ سخاوی وہی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا، اور یہ سیوطی بھی وہی ہے جس نے سخاوی

کا تو بقول شمارِ دلکھا مگر ابن عربی کے دفاع میں مستقل کتاب'' تنبیه الغبی عن تبرئة ابن عربی '' لکھی۔[التاج المکلل:۱۷۷،نواب صدیق حسن خان]

۳۸۰

زبیر علی زئی صاحب کے نزدیک کسی کو''غیر مقلد'' کہنا گالی ہے۔[علمی مقالات۴/۵۳۴]

اور اس کے باوجود انہوں نے حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کو''غیر مقلد'' کہا ہے۔[اوکاڑوی کا تعاقب: ۵۴] دیکھئے حاشیہ:۱

علی زئی صاحب نے ایک وقت میں حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کو''غیر مقلد'' کہہ کر بزعمِ خود گالی دی اور دوسرے وقت میں ان کے حوالہ کو اپنے لیے مفید سمجھ کر اُسے اپنی تائید میں پیش کر دیا۔

۳۸۱

'الجواهر و الدرر' کتاب بندہ کے پاس نہیں ہے۔علی زئی صاحب کا پیش کردہ حوالہ صحیح بھی ہو تو زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوگا کہ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے ابنِ عربی کا رد کیا اور ان کے کسی معتقد سے مباہلہ کیا۔

عرض ہے کہ غیر مقلدین بھی اپنے علماء و مصنفین کا رد کیا کرتے ہیں خود علی زئی صاحب دوسرے غیر مقلدین کا رد کرتے رہے ہیں اور غیر مقلدین بھی ان کا رد لکھتے رہے۔ چند ماہ پہلے خبیب اثری صاحب غیر مقلد کا قسط وار مضمون علی زئی صاحب کی تردید میں شائع ہوتا رہا ہے۔دیکھئے ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۱۸ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ شمارہ ۱۵،۱۹اور بعد کے شمارے۔

غیر مقلدین اپنے ہم مسلک لوگوں کو مباہلہ کا چیلنج بھی دیتے رہے ہیں۔مثلاً

خواجہ عطاء الرحمٰن اختر صاحب (گوجرانوالہ) اپنے ہم مسلک ''مولوی'' اسحاق علوی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:

'' راقم باادب و احترام عرض کرتا ہے کہ وہ مقابلہ میں آکر بنفسِ نفیس تا موت بھوکے بیٹھیں اور موت کا انتظار کریں۔''[ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۲۷ جولائی ۱۹۸۴ء:۲]

غیر مقلدین کے ''حافظ'' عبدالرحمٰن مدنی صاحب نے احسان الٰہی ظہیر صاحب غیر مقلد کی تردید میں مفصل مضمون لکھا، جس کا عنوان ''احسان الٰہی ظہیر کے لیے چیلنج مباہلہ'' تھا۔[ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۳/اگست ۱۹۸۴ء:۵]

مدنی صاحب اس مضمون میں لکھتے ہیں:

''بہرحال ان خودساختہ علامہ صاحب کے کویتی سرپرستوں کو تو ہم نے مباہلہ کا چیلنج پہلے سے دے رکھا ہے، اب ہم ان کے پیش کردہ نہ صرف جملہ نکات پر ان کا مباہلہ کا چیلنج قبول کرتے ہیں بلکہ ان نکات میں ان حضرات کے بدنامِ زمانہ کردار کا اضافہ کرکے اس کو بھی شاملِ مباہلہ کرتے ہیں۔''

[ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۳ر اگست ۱۹۸۴ء:۶]

مدنی صاحب نے ظہیر صاحب کو دس باتوں پر مباہلہ کا چیلنج دیا، ان میں سے چند باتیں ہم یہاں نقل کردیتے ہیں۔

''اپنے گھر میں جوان نوکرانیوں کے قصوں کے بارے میں مباہلہ کی جرأت پاتا ہے؟''

[ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۳ر اگست ۱۹۸۴ء:۶]

''حکومتِ سعودیہ کو ورغلانے کے لیے موجودہ حکومتِ پاکستان کی شیعہ حمایت کے بے بنیاد قصوں کے محاسبہ اور دونوں حکومتوں کے درمیان جاسوسی کے متضاد کردار کو بھی شاملِ مباہلہ فرمالیجئے۔''

[ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۳ر اگست ۱۹۸۴ء:۷]

آخر میں لکھتے ہیں:

''ہمیں یقین ہے کہ ان شاء اللہ اس مباہلہ کے ذریعہ ہم سرخرو ہوں گے اور اس کے جھوٹوں اور بہتانوں نیز اس کے اپنے کردار پر ایک عظیم اجتماع گواہ ہو سکے گا۔ یوں معلوم ہوتا ہے، یہ شخص جس کی دراز دستیوں اور زبان درازیوں کی ابتداء اپنے ہی باپ پر زیادتی سے ہوئی تھی، اپنے انجام کو جلد ہی پہنچنا چاہتا ہے۔'' [ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۳ر اگست ۱۹۸۴ء:۷]

ہفت روزہ اہل حدیث لاہور کے مذکورہ حوالہ جات کا عکس رسائل اہلِ حدیث جلد اول کے آخر میں دیکھا جاسکتا ہے۔

ابنِ عربی کے کسی معتقد کی کوئی شخص تردید کرے اور مباہلہ کا چیلنج دے تو علی زئی صاحب اسے ان کی بلکہ خود ابنِ عربی کی گمراہی پر دلیل بنالیتے ہیں مگر جب ان کی اپنی جماعت کے لوگ ایک دوسرے کی تردید کرنے کے ساتھ ساتھ مباہلہ کا چیلنج دیتے ہیں تو یہاں علی زئی صاحب دونوں میں سے کسی فریق کو گمراہ کہنے سے خاموشی اختیار کرلیتے ہیں۔

۳۸۲

وہ ''معتقد'' علی زئی صاحب کی نقل کردہ عبارت کے مطابق گم نام ہے۔اس لیے ہم یہاں دو باتیں عرض کرتے ہیں۔

ا۔علی زئی صاحب نے لکھا:

''کیا کسی ثقہ بالا جماع یا ثقہ وصدوق عندالجمہو راہلِ حدیث عالم نے بھی اپنی کسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ ''عابد و معبود میں فرق کرنا شرک ہے۔''؟ حوالہ پیش کریں!'' [علمی مقالات:۵/۵۹]

علی زئی صاحب کے نزدیک جملہ ''عابد و معبود میں فرق کرنا شرک ہے۔'' میں وحدۃ الوجود کا بیان ہے، اس لیے انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس کے مقابلہ میں وحدۃ الوجود کے اثبات میں ثقہ بالا جماع یا ثقہ وصدوق عندالجمہو راہلِ حدیث عالم کا حوالہ پیش کریں۔

اس عبارت کے پیشِ نظر علی زئی صاحب کو چاہیے تھا کہ وحدۃ الوجود کے قائل کی مذمت کرتے ہوئے اس قائل کا ''ثقہ بالا جماع یا ثقہ وصدوق عندالجمہو ر'' ہونا ثابت کرتے۔ مگر افسوس ابنِ عربی کے معتقد کی ثقاہت تو کجا ان کا نام تک ذکر نہیں کیا۔

۲۔علی زئی صاحب نے ابنِ عربی کے نامعلوم معتقد کا ذکر کیا ہے، جب کہ غیر مقلدین نے اپنے جن علماء کو مباہلہ کا چیلنج دیا، وہ نامی گرامی ہیں مثلاً احسان الٰہی ظہیر صاحب۔

نیز عرض ہے کہ وہ مجہول شخص اگر ابنِ عربی کا معتقد ہے تو اُن کا اعتقاد رکھنے والے تو میاں نذیر حسین دہلوی، فضل حسین بہاری، عبداللہ روپڑی، نواب صدیق حسن، وحید الزمان، ثناء اللہ امرتسری، میر ابراہیم سیالکوٹی، ابوالحسن سیالکوٹی اور عبدالجبار کھنڈیلوی وغیرھم غیر مقلدین بھی ہیں تو یہ مباہلہ خود ابنِ عربی کے معتقد غیر مقلدین کے خلاف پیش کیا جاسکتا ہے۔

۳۸۳

''ہلاک ہوگیا'' کا جواب خود علی زئی صاحب کی زبانی آگے حاشیہ:۳۸۶ میں آرہا ہے۔

۳۸٤

ابنِ عربی کے جیالے تو غیر مقلدین بھی ہیں جن میں سے کچھ کے نام اُوپر حاشیہ:۳۸۲ میں مذکور ہوئے۔ ان جیالوں میں ایک نمایاں نام میاں نذیر حسین دہلوی صاحب کا ہے جنھوں نے ابنِ عربی کے مخالف سے پندرہ دن تک مناظرہ جاری رکھا تھا۔ [الحیات بعد الممات:۱۲۳، تراجم علمائے حدیث ہند:۱۴٦]

میاں صاحب اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا زمانہ الگ الگ ہے۔ درمیان میں صدیوں کا فاصلہ ہے ورنہ حافظ صاحب اگر میاں صاحب کے زمانہ میں ہوتے تو شاید میاں صاحب سے مناظرہ کی نوبت آجاتی، ممکن ہے کہ مناظرہ دو ہفتوں تک جاری رہتا۔

اور میاں صاحب اگر حافظ صاحب کے دَور میں ہوتے تو کوئی بعید نہیں تھا کہ دونوں کے درمیان

مباہلہ کی نوبت آ جاتی۔

۳۸۵

علی زئی سمیت عام غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم اہلِ حدیث صدیوں سے چلے آ رہے ہیں، اس لیے بتایا جائے کہ جس شخص سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مباہلہ کیا، وہ اہلِ حدیث تھا یا کوئی اور؟

علی زئی صاحب لکھتے ہیں:

''مسلمانوں کا آپس میں مباہلہ کرنا جائز نہیں ہے۔'' [توضیح الاحکام ۲/۳۷]

اس لیے سوال ہے کہ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ ابنِ عربی کے معتقد کو کافر سمجھتے تھے؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو حوالہ درکار ہے۔ یہ بھی ذہن میں رہے ابنِ عربی کے معتقدین تو غیر مقلدین میں بھی وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

اور اگر حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ ابنِ عربی کے معتقد کو کافر نہیں سمجھتے تھے تو علی زئی صاحب کی تصریح کے مطابق یہ مباہلہ کرنا سرے سے جائز ہی نہیں تھا، اس لیے کسی ناجائز عمل کو اپنی تائید میں پیش کرنے کی زحمت نہ کی جائے۔

۳۸۶

مباہلہ کی حیثیت غیر مقلدین کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

خواجہ عطاء الرحمٰن اختر صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مباہلہ انبیاء کرام ہی کو سزاوار ہے کیونکہ ان کا علم بوحی الٰہی یقینی ہوتا ہے۔ کسی غیر نبی کو یہ حق نہیں کہ بال بچہ لا کر مباہلہ کا اعلان کرے کیونکہ اُمتی کا علم اور معلومات ناقص اور نامکمل بھی ہو سکتی ہیں۔''

[ہفت روزہ اہل حدیث لاہور ۲۷ جولائی ۱۹۸۴ء: ۲]

خود علی زئی صاحب نے لکھا ہے:

''یاد رہے کہ صرف نبی کا مباہلہ ایسا ہے کہ مقابلے میں آنے والے ہر شخص کی تباہی و بربادی یقینی ہے جب کہ اُمتیوں کے مباہلے میں یہ بات نہیں ہوتی لہٰذا بہتر ہے کہ مباہلہ نہ کیا جائے۔''

[توضیح الاحکام: ۲/۳۷]

جب بہ اعتراف آلِ غیر مقلدیت اُمتی کے مباہلہ کا انجام بدیقینی نہیں تو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اُمتی کے اس مباہلہ اور اس کے انجام پر کسی غیر مقلد کی خوشی کس لیے ہے؟ اس کی موت غیر مقلدین کی مذکورہ تصریحات کی رُو سے اتفاقی موت بھی تو ہو سکتی ہے۔

اگر غیر مقلدین کو کوئی کہہ دے کہ احسان الٰہی ظہیر بھی مباہلہ کے نتیجہ میں بم دھما کہ میں فوت ہو گئے تو...؟ بلکہ اگر کہنے والا یوں کہہ دے کہ ابنِ عربی کے معتقد کی ہلاکت مشہور نہیں، جب کہ احسان الٰہی ظہیر صاحب کا بم دھما کہ میں فوت ہو جانا مشہور ہے/اسے تلقی بالقبول حاصل ہے تو...؟

۲۸۷

علی زئی صاحب نے مباہلہ کا سن ۷۹۷ھ تحریر کیا ہے جب کہ ''القول الجلی فی ترجمة ابن تیمیة الحنبلی: ۱۲۵'' کتاب میں لکھا ہے کہ اس کی ہلاکت کا یہ واقعہ ذوالقعدہ ۷۷۷ھ میں پیش آیا اور مباہلہ ماہِ رمضان میں ہوا تھا۔

غیر مقلدین کے رسالہ ''الاعتصام'' میں القول الجلی کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''راقم کے خیال کے مطابق اس میں ایک الجھن ہے اور وہ یہ کہ اوپر بیان کردہ ۷۷۷ھ سے مُراد ۷۷۷ھ ہے تو اُس وقت حافظ ابنِ حجرؒ کی عمر صرف چار سال بنتی ہے کیوں کہ ان کی ولادت ۷۷۳ھ میں ہوئی تھی اور اگر اس سے مراد ۸۷۷ھ ہے تو اس وقت تک حافظ ابنِ حجرؒ کی وفات ہو چکی تھی، کیونکہ ان کی تاریخ وفات کتبِ تراجم میں ۸۵۲ھ درج ہے۔'' [الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی: ۳۱۵]

۲۸۸

علی زئی صاحب نے حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کی کتاب ''فتح الباری'' کا حوالہ دیا مگر وہاں سے عبارت نقل نہیں کی۔ کسی کو خیال آ سکتا ہے کہ حافظ صاحب کی اپنی کتاب سے عبارت نقل کرنے کی بجائے دوسرے مصنف کی کتاب سے عبارت نقل کرنے میں کیا راز ہے؟

آیئے! اس راز سے ہم پردہ اُٹھاتے ہیں۔

فتح الباری کی عبارت یہ ہے: ووقع لي ذلك مع شخص كان يتعصب لبعض الملاحدة فلم يقم بعدها غير شهرين ۔ [فتح الباری ۱۱۹/۸]

الاعتصام میں لکھا ہے:

''فتح الباری (ج ۸ ص ۹۵) میں حافظ ابنِ حجرؒ نے بعض ملاحدہ کے ایک متعصب حامی کے ساتھ اپنے ایک مباہلے کا ذکر کیا ہے۔'' [الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی: ۳۱۵]

فتح الباری میں صرف اتنی بات ہے کہ وہ کوئی ملحد تھا، چونکہ وہاں یہ صراحت نہیں کہ جس سے مباہلہ ہوا وہ ابنِ عربی کا معتقد تھا۔ اس لیے علی زئی صاحب کی مجبوری تھی کہ وہ ''فتح الباری'' کی بجائے کسی اور کتاب سے عبارت نقل کرتے۔

اس کے ملحد ہونے سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ وہ ابنِ عربی کا معتقد تھا یا یہ وہی مباہلہ ہے جس کا تذکرہ امام سخاوی رحمہ اللہ نے کیا ہے؟ نیز ملحدین تو مختلف فرقوں میں پائے جاتے رہے ہیں خود غیر مقلدین میں ملحدین کی کمی نہیں۔ ہوسکتا ہے میری اس بات پر کسی غیر مقلد کو غصہ آ جائے، اس لیے میں اس پر خود غیر مقلدین کی گواہیاں نقل کرتا ہوں۔

عبدالعزیز صاحب (سیکرٹری جمعیت اہلِ حدیث ہند) لکھتے ہیں:

''جن ملحدانہ اور معتزلانہ خیالات کے خلاف محدثین کرام نے جہاد کیا، آج خود اہلِ حدیث میں ان کی اشاعت کی روک تھام کرنا شرارت اور فساد کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔''

[فتنہ ثنائیہ:۲ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول]

عبدالاحد خان پوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس زمانہ کے جھوٹے اہلِ حدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء الرسول سے جاہل ہیں وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں شیعہ وروافض کے یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر ونفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ زنادقہ کے تھے اسلام کی طرف، اس طرح یہ جاہل بدعتی اہلِ حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل تشیع کے...''

[کتاب التوحید والسنۃ:۲۶۲]

خان پوری صاحب اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''ثناء اللہ ملحد زندیق جعد اور جہم سے ہزار درجہ بدتر ہے بلکہ تمام کفار روئے زمین سے بدتر ہے۔''

[الفیصلة الحجازیة:٦ مشمولہ رسائل اہلِ حدیث جلد اول]

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''مولوی ثناء اللہ کا کلام الٰہی کے متعلق عقیدہ ملحدانہ ہے۔'' [تنظیم ۲۲ دسمبر ۱۹۳۹ء بحوالہ مظالم روپڑی:۱۶]

روپڑی صاحب نے امرتسری صاحب کو درج ذیل القاب دیئے:

''جہمی، کافر، بدعتی، خبیث، زندیق، ملحد'' [تنظیم ۱۵ دسمبر ۱۹۳۹ء:۷ بحوالہ مظالم روپڑی:۱۰]

ثناء اللہ امرتسری صاحب، علی زئی صاحب کے شیخ الشیخ یعنی دادا استاد ہیں۔

(جاری ہے۔۔۔۔)

☆......☆......☆......☆

مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت

قسط:۱۴ (آخری)

زبیر علی زئی:

یہ ظاہر ہے کہ حافظ ابنِ تیمیہ[۳۸۹]، حافظ ذہبی[۳۹۰]، حافظ ابنِ حجر عسقلانی، شیخ الاسلام بلقینی، علامہ ابن ابی العز الحنفی اور ملا[۳۹۱] علی قاری وغیرھم (متقدمین[۳۹۲]) کے مقابلے میں چودہویں[۳۹۳] صدی ہجری کے وحید الزمان (غیر اہلِ حدیث[۳۹۴]) اور میاں نذیر حسین دہلوی، ثناء اللہ امرتسری اور نواب صدیق حسن وغیرھم کے اقوال کی اہلِ حدیث کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے[۳۹۵]، لہٰذا رب نواز دیوبندی کا بُنا ہوا بیت العنکبوت[۳۹۶] بے کار ہے۔

بطورِ یاد دہانی[۳۹۷] عرض ہے کہ خود نواب صدیق حسن خان نے لکھا:

''وحدت الوجود کا مسئلہ کتاب وسنت کے واضح اور صریح نصوص کی بنیاد پر بے شک کفر بواح ہے لیکن[۳۹۸]......'' (ابقاء المنن ص۱۹۳، دوسرا نسخہ ۲۵۸)

رب نواز صاحب کی ''خدمت'' میں عرض ہے کہ اس وحدت الوجود کا ثبوت پیش کریں، جس میں آلِ دیوبند کے بقول: بندہ باطن میں[۳۹۹] خدا ہوجاتا ہے۔!!! (۱۵/ اگست ۲۰۱۱ء)

الجواب:

۳۸۹

علی زئی صاحب یہاں تاثر دے رہے ہیں کہ ہم متقدمین کی مانتے ہیں حالانکہ یہ ضرورت کے وقت متقدمین کا نام لیتے ہیں ورنہ جب متقدمین کی کوئی بات علی زئی صاحب کی سوچ کے خلاف ہوتب کھلے لفظوں ان کی مخالفت کرتے ہیں۔

متقدمین میں پہلا نام علی زئی صاحب نے حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کا لیا ہے۔ جب کہ علی زئی صاحب کئی مقام پر ان کی مخالفت کر چکے ہیں مثلاً:

حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ تقلید کو جائز، بہتر اور واجب مانتے ہیں۔[مجموع فتاویٰ ۲۴۹/۲۲، بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم: ۳۰ علی زئی] مزید دیکھئے حاشیہ: ۱۰

حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک کسی سے مسئلہ پوچھنا تقلید ہے۔[تحریک آزادیٔ فکر:۲۳۰]
مگر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ تقلید ناجائز ہے اور مسئلہ پوچھنا تقلید نہیں ہے۔[دین میں تقلید کا مسئلہ:۸۱وغیرہ]

متقدمین میں ایک نام حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ کا پیش کیا ہے۔ حالانکہ علم حدیث کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ وہ شافعی المسلک مقلد ہیں، خود غیر مقلدین کی درجنوں کتابوں میں اس کا اعتراف موجود ہے۔ اختصار کے پیشِ نظر یہاں دو کتابوں کے حوالے نقل کرتا ہوں۔

عبدالرشید عراقی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حافظ ابنِ حجر کے اکابر شیوخ اور تلامذہ کی غالب تعداد شوافع کی نظر آتی ہے۔ طبعی طور پر حافظ صاحب بھی متشدد شافعی تھے، بلکہ ان کا تشدد تعصب کی حدوں میں داخل تھا۔''[کاروانِ حدیث:۳۳۹]

ابوالاشبال شاغف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''حافظ ابنِ حجر عسقلانی کی ''فتح الباری''... یہ شرح سب سے زیادہ فائدہ منداور کام کی ہے۔ البتہ حافظ نے جہاں کہیں اشعریت اور شافعیت وصوفیت کو ترجیح دینے کی کوشش کی ہے اسے چھوڑ کر اس شرح سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے۔''[مقالاتِ شاغف:۱۲۷]

شاغف صاحب، حافظ صاحب کے بارے میں مزید لکھتے ہیں:

''اشعریت وشافعیت اور تقلید کی راہ میں وہ بھی غرق ہونے سے نہ بچ سکے۔''[مقالاتِ شاغف:۱۶۰]

مگر علی زئی صاحب کا دعویٰ ہے کہ تقلید ناجائز ہے۔[دین میں تقلید کا مسئلہ]وغیرہ۔

تنبیہ: ہوسکتا ہے کہ کوئی غیر مقلد یہاں بھی متقدمین اور متاخرین کی تقسیم کر کے یوں کہنا شروع کردے کہ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ سے پہلے والے لوگ تقلید کے قائل نہیں تھے، لہٰذا ان کے مقابلہ میں متقدمین کی بات فوقیت رکھتی ہے۔

عرض ہے کہ آلِ غیر مقلدیت کو اعتراف ہے کہ تقلید کی دو قسمیں ہیں تقلید محمود اور تقلید مذموم۔[معیار الحق:۴۲، تاریخ اہلِ حدیث:۱۴۷]

حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ سے پہلے والے لوگ بھی تقلید محمود کے قائل تھے۔ بلکہ میرے پاس غیر مقلدین کے ڈیڑھ سو سے زائد حوالہ جات جمع ہیں جن میں یہ اعتراف موجود ہے کہ پہلی چار صدیوں میں تقلید تھی حتی کہ صحابہ کرام بھی تقلید کیا کرتے تھے۔ کسی غیر مقلد کو شوق ہو تو چوتھی صدی سے پہلے تقلید کے حوالہ سے تحریری میدان سجا کر طبع آزمائی کرلے۔ اپنے علم ومطالعہ کو منظرِ عام پر لانے کی عام دعوت ہے۔

۳۹۰

علی زئی صاحب حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا نام اپنے حامیوں میں نقل کر رہے ہیں حالانکہ انہوں نے ابن عربی کا دفاع کیا ہے چنانچہ ان کی عبارات میں جو بظاہر قابلِ اعتراض باتیں تھیں ان کے متعلق ذہبی صاحب کہتے ہیں:

''لعل ذلك وقع منه حال سكره وغيبته فيرجى له الخير۔[الوافی بالوفیات:۱۵۸/۳]

شاید کہ یہ ان سے حالتِ سکر اور غیبت میں واقع ہوا ہے، لہٰذا ان کے لیے خیر کی اُمید کی جاتی ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے یہ اعتراف بھی کیا کہ امام منبجی رحمہ اللہ ابن عربی کے بارے میں غلو کے درجہ کی محبت رکھتے تھے پھر بھی انہیں بڑے اونچے القابات سے نوازا ہے حوالہ آگے [حاشیہ:۳۹۳ میں] مذکور ہوگا۔ ان شاء اللہ

۳۹۱

ملا علی قاری رحمہ اللہ معروف حنفی مقلد ہیں بلکہ وہ دوسروں کو بھی تقلید کی دعوت دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

'' وان يقلدوا العلماء اذا كانوا جهلاء ''[شرح عین العلم وزین الحلم ۴۴۶/۱، دین میں تقلید کا مسئلہ:۸۱] اور لوگ اگر جاہل ہوں تو علماء کی تقلید کریں۔

علی زئی صاحب تقلید کو جہالت اور مقلد کو جاہل کہتے ہیں مگر یہاں ضرورت پڑی تو تقلید کے حامی ملا علی قاری رحمہ اللہ کو متقدمین میں شامل کر کے ان کی بات کو غیر مقلدیت کے نامی گرامی علماء: میاں نذیر حسین دہلوی وغیرہ کی باتوں پر فوقیت دے رہے ہیں۔

۳۹۲

علی زئی صاحب یہاں متقدمین اور متاخرین کا تقابل پیش کر کے محدثین کو متقدمین اور غیر مقلدین کو متاخرین کہہ کر رد کر رہے ہیں۔

حالانکہ یہاں کسی سے تقابل کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ علی زئی صاحب نے محبّ اور محبوب کا ایک ہی حکم لگایا تھا، لہٰذا شیخ ابن عربی سے محبت وعقیدت رکھنے والے غیر مقلدوں پر علی زئی صاحب فتویٰ لگاتے کہ محبّ رغیر مقلدین اور محبوب رابن عربی کا ایک ہی حکم ہے۔ یا پھر ان سے شیخ ابن عربی کی محبت وعقیدت کی براءت ثابت کرتے، مگر علی زئی صاحب نہ تو اپنے غیر مقلدین پر فتویٰ لگانے کی جراءت کر پائے اور نہ ہی ان سے محبتِ ابن عربی کا الزام دُور کر سکے۔ جان چھڑانے کے لیے تیسرا راستہ اختیار کیا کہ غیر مقلدین پر

متاخرین کا لیبل لگا کر کنارے کر دیا۔سوال یہ ہے کہ اگر کوئی متاخر ہو کر وحدۃ الوجود کا قائل ہو یا ابن عربی سے محبت وعقیدت رکھتا ہو تو اس کی گنجائش ہے؟ آخر ابنِ عربی سے محبت وعقیدت رکھنے والے غیر مقلدین کو متاخر کہہ کر چپکے سے ایک طرف کر دینے اور دوسروں پر ابن عربی سے محبت کی بنیاد پر فتویٰ جڑنے کی تفریق کس دلیل کی بنیاد پر ہے؟

کفایت اللہ سنابلی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''ندیم ظہیر صاحب اور اُن کے استاذ ممدوح[علی زئی صاحب (ناقل)] دونوں کا یہ خاص اُصول ہے کہ یہ حضرات اپنے مخالف کی جن باتوں کا کوئی علمی جواب نہیں دے پاتے تو مخالف کی بات کا مفہوم ہی بدل کر پیش کر دیتے ہیں، پھر اس کا جواب عرض کرتے ہیں اور اس کے بعد خوش ہو جاتے ہیں کہ جواب ہو گیا ...!!'' [ندیم ظہیر صاحب کے اعتراضات کا جائزہ، پہلی قسط کا جواب]

یہاں بھی کچھ اسی طرح کی مہربانی ہوئی ہے۔میرے مضمون میں غیر مقلد مصنفین کے حوالے تھے کہ یہ لوگ ابنِ عربی کے ساتھ محبت وعقیدت رکھتے ہیں، انہیں اہلِ حدیث قرار دیتے ہیں، ان کا دفاع کرتے ہیں، ان کے اقوال سے استدلال کرتے ہیں، ان کے مخالفین سے مناظرہ کرتے ہیں، انہیں خاتم الولایۃ المحمدیہ کا لقب دیتے ہیں وغیرہ۔ایسے حوالوں کو پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ان غیر مقلدین پر وہی فتویٰ لگاؤ جو ابن عربی کے دوسرے معتقدین پر لگاتے ہو۔

لیکن علی زئی صاحب نے یوں رنگ دیا کہ بندہ نے ابن عربی کی فضیلت میں یہ حوالے نقل کیے، اس لیے ان کے خلاف حافظ ابنِ تیمیہ وغیرہ کے حوالے درج کیے اور پھر کہا: ان کے مقابلہ میں متاخرین کے اقوال کی کوئی حیثیت نہیں۔

حالانکہ بات ابنِ عربی کی فضیلت ومنقبت کی نہیں ہو رہی تھی بلکہ غیر مقلدین کی تھی کہ وہ وحدۃ الوجود کے داعی ابنِ عربی سے محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔اس لیے علی زئی صاحب کو ابنِ عربی کی شخصیت پر عبارات نقل کرنے کی بجائے اپنے ان غیر مقلدین پر فتویٰ لگانا چاہیے تھا۔مگر وہ اپنوں پر فتویٰ لگانے کی بجائے ابنِ عربی کی شخصیت کو بیچ میں لے آئے۔

۳۹۳

متقدمین میں حافظ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ ابنِ عربی کے چند مخالفین کے اسماء گرامی علی زئی صاحب نے ذکر کر دیئے ہیں۔اگلی بات ہم عرض کرتے ہیں کہ متقدمین میں ابن عربی کے حامی بھی بہت ہیں۔غیر مقلدین کے رسالہ ''الاعتصام'' میں لکھا ہے:

''ابنِ عربی... کے حامی اسے اولیاء اللہ اور تنقید سے بالاتر لوگوں میں شمار کرتے ہیں۔ مخالفین میں بھی بڑے بڑے محدثین اور اہلِ علم شامل ہیں اور موافقین میں بھی۔'' [الاعتصام: اشاعتِ خاص، بیاد بھوجیانی: ۳۱۴]

اس عبارت میں اعتراف ہے کہ بڑے بڑے محدثین اور اہلِ علم ابنِ عربی کو اولیاء اللہ میں سے اور تنقید سے بالاتر لوگوں میں شمار کرتے ہیں۔

نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کہتے ہیں:

ترجمہ: ''ابن عربی کی حمایت اور ان کی فضیلت کو منوانے میں بڑے بڑے علماء کا ایک جمِ غفیر پیش پیش تھا۔'' [التاج المکلل: ۱۷۶]......اصل عبارت آگے آئے گی ان شاء اللہ۔

بڑے بڑے محدثین اور اہلِ علم جو شیخ ابنِ عربی کے متعلق اچھی سوچ رکھتے ہیں ان میں سے کچھ محدثین کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

امام نصر بن سلمان منبجی رحمہ اللہ (م ۷۱۹ھ) کے بارے میں حافظ ذہبی نے لکھا:

''وکان یتغالی فی ابن العربی۔ یعنی موصوف ابن عربی سے غلو کی حد تک محبت کرتے تھے۔

[سیر اعلام النبلاء: ۲۴/۴۳۸]

علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے امام منبجی رحمہ اللہ کو ان القاب سے نوازا ہے:

''الشیخ، الإمام، القدوۃ، المقری، المحدث، الزاھد، العابد، القانت، الربانی، بقیۃ السلف'' [حوالہ مذکورہ]

امام صلاح الدین محمد بن شاکر دمشقی (م ۷۶۴ھ) نے اپنی تاریخ میں ابن عربی کا شاندار ترجمہ لکھا ہے اور آخر میں ان کے متعلق تصریح کی ہے کہ:

''وعلی الجملۃ فکان رجلا صالحا عظیما، خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ ایک نیک اور عظیم شخص تھے۔ [فوات الوفیات: ۲/۳۰۰]

امام احمد بن ایبک المعروف بہ ابن الدمیاطی رحمہ اللہ (م ۷۴۹ھ) ابن عربی کے متعلق لکھتے ہیں:

''وکان ورعا زاھدا کہ آپ ایک پارسا اور پرہیزگار شخص تھے۔'' [ذیل تاریخ بغداد: ۲۱/۲۱]

امام صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی رحمہ اللہ (م ۷۶۴ھ) نے ابن عربی کا بہت مبسوط اور بڑا شاندار ترجمہ لکھا ہے اور آخر میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ صادر کیا ہے کہ:

''وعلی الجملۃ فکان رجلا عظیما'' الغرض آپ عظیم انسان تھے۔ [الوافی بالوفیات:

۶۰،۵۶/۳]

نیز موصوف، ابنِ عربی کی مشہور کتاب ''فتوحاتِ مکیہ'' کی تعریف میں لکھتے ہیں:

''ومن وقف هذا الكتاب علم قدره وهو من أجل مصنفاته ،جو شخص بھی اس کتاب کا مطالعہ کرے گا وہ ان کی قدر و منزلت کو جان لے گا، اور یہ ان کی سب سے زیادہ جلیل القدر کتاب ہے۔

[حوالہ مذکورہ]

امام عز الدین عبدالعزیز بن عبدالسلام دمشقی (م۶۶۰) نے ابن عربی کو اپنے زمانے کا ''قطب'' قرار دیا ہے۔[شذرات الذهب:۱۹۳/۵،التاج المکلل:۱۷۷]

صاحبِ قاموس: امام مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب (م۸۱۷ھ) ابن عربی کے اشد حمایتیوں میں سے ہیں۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان ابنِ عربی کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

''وقد تصدى للانتصار له ولاذعان لفضله من فحول العلماء الجم الغفير منهم شيخ الإسلام قاضي القضاةُ مجدد الدين الفيروزآبادي. ابن عربی کی حمایت اور ان کی فضیلت کو منوانے میں بڑے بڑے علماء کا ایک جمِ غفیر پیش پیش تھا، جن میں سے شیخ الاسلام، قاضی القضاۃ مجد الدین فیروز آبادی بھی ہیں۔[التاج المکلل :۱۷۶]

عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''صاحبِ قاموس اہلِ حدیث ہیں۔'' [توحید الرحمٰن:۸۹]

امام عبداللہ بن اسعد یافعی رحمہ اللہ (م۷۶۸ھ) کے ترجمہ میں حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے لکھا:

''وحفظه عنه تعظيم ابن العربي والمبالغة في ذلك ،ان سے محفوظ (ثابت) ہے کہ وہ بہت زیادہ ابن عربی کی تعظیم کرتے تھے۔[الدرر الکاملة:۱۵۲/۲]

نواب صدیق حسن خان نے بھی امام یافعی رحمہ اللہ سے ابنِ عربی کی بہت زیادہ تعریف نقل کی ہے اور ان سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ وہ ابنِ عربی کی طرف منسوب قابلِ اعتراض کلام کی تین توجیہات پیش کرتے تھے:

اول: ان سے وہ کلام ثابت ہی نہیں۔ ثانی: اگر بالفرض ثابت بھی ہے تو اس کی کوئی تاویل تلاش کی جائے اور اگر ہم ظاہری طور پر اس کی تاویل سے واقف نہ ہوں تو باطنی طور پر اس کی ضرور کوئی تاویل ہے جس کو عارفینِ تصوف جانتے ہیں۔ ثالث: یہ کلام ان سے حالتِ سکر اور غیبت میں سرزد ہوا جو کہ نا قابلِ مؤاخذہ ہے۔[التاج المکلل:۱۷۸]

امام ابن النجار (م۶۴۳ھ) ابنِ عربی کی مشہور کتاب ''فتوحاتِ مکیہ'' کے راوی ہیں۔ قاضی شوکانی

غیر مقلد نے 'فتوحاتِ مکیہ' کی اپنے سے لے کر ابن عربی تک جو سند ذکر کی ہے، اس میں ابن عربی سے اس کو روایت کرنے والے 'ابن النجار' ہیں۔[اتحاف الاکابر باسناد الدفاتر:۱۸۸]

امام کمال الدین الزملکانی (م ۷۲۷ھ) جو کہ بقول نواب صدیق حسن غیر مقلد: شام کے انتہائی جلیل القدر مشائخ میں سے ہیں۔[التاج المکلل:۱۷۷]

امام صفدی اور نواب صدیق حسن خان نے ابنِ عربی کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ شیخ کمال الدین زملکانی نے ابنِ عربی کی بہت عظمت بیان کی ہے، اور آپ کو معرفت کے 'البحر الزاخر' یعنی موجزن سمندر قرار دیا ہے۔[الوافی بالوفیات:۵۸/۳، التاج المکلل:۱۷۷]

امام تقی الدین محمد بن احمد الفاسی المکی (۸۳۴ھ) نے ابنِ عربی کو 'صاحب التصانیف المفیدة و الکرامات العدیدة' القاب سے یاد کیا ہے۔[ذیل التقیید فی رواة السنن و المسانید:۱۸۴/۱]

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (م ۹۱۱ھ) نے ابن عربی کے دفاع میں ایک مستقل کتاب بہ عنوان 'تنبیه الغبی عن تبرئة ابن عربی' لکھی ہے۔[شذرات الذھب: ۱۹۱/۵، التاج المکلل:۱۷۷]

علی زئی صاحب نے علامہ سیوطی رحمہ اللہ کو 'غیر مقلد' کہا ہے۔[الحدیث شمارہ:۹۰]

قاضی ابنِ عجلون (م ۹۲۸ھ) ابنِ عربی کا دفاع کرنے والوں میں سے ہیں چنانچہ بقاعی نے جب ابنِ عربی کی تکفیر کی تو موصوف نے اس پر بقاعی کا سختی سے رد کیا اور ان سے قطع تعلق کر لیا۔[الکواکب السائرة باعیان المائة العاشرة:۱۱۶/۱]

امام زکریا بن محمد انصاری رحمہ اللہ (۹۲۶ھ) بھی ابن عربی کے انتہائی مداح ہیں اور ان کے کلام کو اچھی تاویل پر محمول کرتے ہیں۔[الکواکب السائرة باعیان المائة العاشرة:۱۹۸/۱، ۲۰۴]

امام عبدالحی ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ (۱۰۸۹ھ) نے ابن عربی کی خود بھی تعریف کی ہے اور دیگر اہلِ علم سے بھی ان کی تعریف نقل کی ہے۔[شذارت الذھب:۱۹۰/۵، ۲۰۲]

محدثین اور اہلِ علم کے مذکورہ بالا حوالے بندہ نے حافظ ظہور احمد الحسینی صاحب کی کتاب 'علمائے دیوبند پر زبیر علی زئی کے الزامات کے جوابات' طبع دوم سے نقل کیے ہیں۔

علی زئی صاحب موضوع سے خروج کر کے ابن عربی کی شخصیت پر متقدمین کے حوالے درج کرنے شروع ہو ہی گئے تھے تو ان کے مداحین کے حوالوں کو بھی سامنے لاتے۔ کیا یہ لوگ متقدمین میں شمار

نہیں ہوتے؟

۳۹۴ وحیدالزمان کو غیر مقلدین کی درجنوں کتابوں میں اہل حدیث لکھا ہوا ہے بلکہ وہ خود بھی اپنے آپ کو اہل حدیث ہی کہتے تھے۔مزید یہ کہ وہ علی زئی صاحب کے بیان کردہ اصولوں کے مطابق بھی اہل حدیث ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ ہم نے اپنی اسی کتاب کے حاشیہ ۹۹،۱۰۱ وغیرہ میں حوالہ جات جمع کر دیئے ہیں۔

وحیدالزمان صاحب کو ''غیر اہل حدیث'' کہنا تو دعویٰ ہے۔اس پر دلیل دیں اور حاشیہ: ۹۹،۱۰۱ میں ان کے اہل حدیث ہونے پر غیر مقلدین کی کتب سے پیش کئے گئے حوالہ جات کا جواب بھی دیا جائے۔ ورنہ رٹا رٹایا جملہ ''وحیدالزمان غیر اہلِ حدیث'' کہہ دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔

وحیدالزمان صاحب کو ''غیر اہلِ حدیث'' کہنے والے بتائیں کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ آپ کے نزدیک کیا ہیں؟ اگر وہ اہلِ حدیث ہیں تو اس کا ثبوت وحوالہ درکار ہے اور اگر وہ غیر اہلِ حدیث ہیں تو ان کا حوالہ میاں نذیر حسین دہلوی وغیرہ کے خلاف پیش کس لیے کیا ہے؟

۳۹۵ علی زئی صاحب تاثر دے رہے ہیں کہ اہل حدیث متقدمین کی باتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔حالانکہ یہ اہلِ حدیث ہونے کے دعویدار غیر مقلدین من مانی کیا کرتے ہیں ان کا کوئی حتمی اصول نہیں۔نہ ماننے کا فیصلہ کرلیں تو کسی کی بھی نہیں مانتے۔

امام آلِ غیر مقلدیت وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

''غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلِ حدیث کہتے ہیں، انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے، نہ سلف صالحین، صحابہ اور تابعین کی، قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں۔'' [لغات الحدیث:۲/۹۱:ش]

وحیدالزمان صاحب دوسری جگہ اپنے اہل حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

''بعضے کیا کرتے ہیں کہ تفسیر قرآن میں صحابہ اور سلف کا طریقہ چھوڑ کر نئے نئے معانی اور مطالب اپنی خواہش نفس کے موافق نکالتے ہیں، گویا ترکِ تقلید کے انہوں نے یہ معنی سمجھے ہیں کہ احادیث اور آثارِ صحابہ اور تابعین کی تقلید بھی ضروری نہیں ہے جس طرح چاہو قرآن کی تفسیر کرلو۔'' [لغات الحدیث:۱/۲۱:ص]

اور اگر ماننے کی ٹھان لیں تو اپنے مولویوں کو ''شارع...مثلِ معصوم'' اور ان کی باتوں کو ''مثل وحی ...اور...حرفِ آخر'' تصور کر کے ان کے پیرو بن جاتے ہیں۔

علی زئی صاحب کے استاد محمد گوندلوی صاحب غرباء اہلِ حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''انہوں نے اپنے امام کو شارع سمجھ لیا ہے۔'' [الاصلاح:۲۱۹]

عبدالقادر حصاروی صاحب غیر مقلد نے غرباء اہلِ حدیث کے متعلق لکھا:

''یہ اپنے امام کو مثل معصوم سمجھتے ہیں'' [اصلی اہل سنت کی پہچان:۲۱۳]

رکوع کے بعد قومہ کی حالت میں ہاتھ باندھنے اور چھوڑنے کے بارے میں غیر مقلدین کا باہمی اختلاف ہے۔علی زئی صاحب کے استادگرامی محبّ اللہ شاہ راشدی صاحب اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ مسئلہ اب صرف دو پارٹیوں کا ایک امتیازی خاصہ اوران کے کاروبار کا ٹریڈ مارک بن گیا ہے، لہٰذا جو آدمی کسی ایک پارٹی کے ساتھ منسلک ہے وہ اسی طرح ہی کرتا رہتا ہے اگر چہ حقیقت میں اس کو اتنا علم وفہم بھی نہ ہو کہ وہ حسن امتیاز کر لیتا کہ یہ بات حق ہے محض اس بناء پر کہ ان کا اس پارٹی کے سربراہ کے ساتھ گہرا قلبی تعلق ہے اوراس کی بات کو کالنفس فی الحجر بلکہ مثل وحی کے تصور کر لیتے ہیں اور آنکھیں بند کر کے تقلید کر لیتے ہیں اور دوسری طرف یا دوسرے فریق کے موقف کو سننے یا ان کی تحریروں کو مکمل طور پر پڑھنے سے گریز کرتے ہیں بلکہ مقابل فریق کی تحریروں کو شجرہ ممنوع تصور کر لیتے ہیں اوراس بات پر یقین کر لیتے ہیں کہ بس حق وہی ہے جو فلاں کرتا ہے یا جس پر فلاں عامل ہے اس کے سوا حق اصل ہے ہی نہیں۔''

[مقالاتِ راشدیہ:۱/۸۰]

ابوالاشبال شاغف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''آج کل جماعت اہلِ حدیث کی ایک ایسی کھیپ تیار ہو چکی ہے جو کچھ ناصرالدین البانی نے لکھ دیا ان کے نزدیک حرفِ آخر کی حیثیت سے من وعن قبول ہے۔'' [مقالاتِ شاغف:۲۶۶]

البانی صاحب غیر مقلد کی من مانی پر تو علی زئی صاحب بقلمِ خود ہی گواہ ہیں جیسا کہ حاشیہ:۷ میں ان کی کتاب ''علمی مقالات:۳/۳۱۷'' سے عبارت منقول ہے۔

خود علی زئی صاحب بھی من مانی کیا کرتے ہیں، اس کا اعتراف خود ان کے اپنے غیر مقلدوں: کفایت اللہ سنابلی صاحب نے ''حدیثِ یزید محدثین کی نظر میں'' اور خبیب احمد اثری نے ''سندِ کتاب میں منہجی غلطی کا جائزہ'' میں کئی بار کیا ہے۔

علی زئی صاحب متقدمین کو ترجیح بھی وہاں دیتے ہیں، جہاں اپنے لیے مفید پاتے ہیں۔اگر متقدمین کی بات ان کے خلاف ہو تب ایسا نہیں کرتے۔مثلاً انہوں نے لکھا:

''اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے، سند بھی حسن ہے۔ابو حاتم، بیہقی اور مصنف کا اسے ضعیف یا منکر سمجھنا صحیح نہیں ہے۔والحق أحق ان یتبع۔[حاشیہ عبادات میں بدعات:۲۰۶]

اب یہاں امام ابوحاتم رازی، امام حاکم سے اور امام بیہقی، امام ذہبی سے متقدم ہیں لیکن اس کے باوجود زبیر علی زئی اپنے طے شدہ اصول کے برعکس امام ابوحاتم کے مقابلے میں امام حاکم کو اور امام بیہقی کے مقابلے میں امام ذہبی کو ترجیح دے رہا ہے اور اس بات کو وہ حق قرار دے کر لوگوں کو اپنی اس بات کی پیروی کرنے کی تلقین بھی کر رہا ہے۔

ع جو چاہے اس کا حسن کرشمہ ساز کرے [تناقضاتِ زبیر علی زئی:۱۵۴ حافظ ظہور احمد الحسینی]

۳۹۶ میری تحریر کو بیت العنکبوت کہہ کر اپنے قارئین کے سامنے پیش کریں یا کسی اور نام سے، یہ آپ کی مرضی ہے مگر اس کا جواب طلب کرنا میرا حق ہے۔ اس دنیا میں موجود تمام غیر مقلدین سے عموماً اور علی زئی صاحب کے شاگردوں اور عقیدت مندوں سے خصوصاً مطالبہ ہے کہ جس طرح بندہ نے علی زئی صاحب کی تحریروں کو متن بنا کر جواب دیا ہے، اسی طرح میری اس کتاب ''زبیر علی زئی کا تعاقب'' کو متن میں رکھ کر حاشیہ میں جواب دیں۔ جواب دینا تو دُور کی بات ہے اس کے تصوّر سے ہی آپ لوگوں کو اِن شاء اللہ اندازہ ہوجائے گا کہ اسے بیت العنکبوت کہنا آسان ہے مگر اس کا جواب لکھنا مشکل ہے۔ الله أكبر و الحمد لله

اگر علی زئی صاحب کے نزدیک میری تحریر ''بیت العنکبوت'' تھی تو وہ اسے متن بنا کر جواب لکھتے جب کہ ان کے نزدیک جو جواب پوری تحریر کو نقل کر کے نہ لکھا جائے وہ نا قابلِ سماعت اور مردود ہوتا ہے۔

[توضیح الاحکام:۱/۳۴۳]

کیا وجہ ہے کہ جو تحریر اُن کے زعم میں ''بیت العنکبوت'' تھی اس کا بھی نا قابلِ سماعت اور مردود جواب دیا؟

۳۹۷ نواب صدیق حسن خان کی اس عبارت کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے۔ یہاں صرف اتنی گزارش ہے کہ وحدۃ الوجود کے مخالفین نواب صاحب کی کتاب ''التـاج المكلل'' میں ابنِ عربی کی مدح سرائی ایک بار پڑھ لیں۔

۳۹۸ ''لیکن'' کے بعد والی عبارت یہ ہے:

''ہم متعین طور پر اس کے قائل اولیائے کرام کو خواہ وہ مغلوب تھے یا مأوّل، کافر نہیں کہہ سکتے'' [ابقاء المنن:۱۹۳ طبع دار الدعوۃ السلفیۃ لاہور]

نواب صاحب نے اس عبارت میں ایک تو وحدۃ الوجود کے قائلین کو اولیاء تسلیم کیا ہے۔ دوسرا انہیں کافر کہنے سے گریز کیا ہے۔

۳۹۹ حدیثِ قدسی میں اللہ کا ارشاد ہے کہ بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں، پھر اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے سنے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں

جس سے دیکھے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے پکڑے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے چلے۔

[صحیح بخاری: کتاب الرقاق، باب التواضع: ۲/۹۶۳]

شارحینِ حدیث نے کان، آنکھ، ہاتھ اور پاؤں بن جانے کا مطلب یوں بیان کیا کہ بندے کے یہ اعضاء اللہ کی مرضی کے تابع ہو کر استعمال ہوتے ہیں۔ غیر مقلدین نے بھی یہی مطلب بیان کیا ہے۔

داؤد راز صاحب غیر مقلد نے بخاری کی شرح میں لکھا:

''اس [بندہ (ناقل)] کے حواس ظاہری و باطنی سب شریعت کے تابع ہو جاتے ہیں۔ وہ ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ سے صرف وہی کام لیتا ہے جس میں میری مرضی ہے۔ خلافِ شریعت اس سے کوئی کام سرزد نہیں ہوتا۔'' [شرح بخاری اردو: ۷/۲۹ ۷]

صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

'' کانوں سے وہی کچھ سنتا، آنکھوں سے وہی کچھ دیکھتا، ہاتھوں سے وہی کچھ پکڑتا ہے جو اللہ کو پسند ہے۔ اس کے قدم اسی چیز کی طرف اُٹھتے ہیں جس میں اللہ کی رضا مضمر ہوتی ہے۔''

[ریاض الصالحین مترجم: ۱/۱۲۵]

جس طرح حدیثِ بخاری میں اعضاء بن جانے کا مطلب اعضاء کا اللہ کے تابع ہونا ہے۔ اسی طرح یہاں ''باطن میں خدا'' ہونے کا مطلب بھی یہی ہے کہ باطن خدا کی مرضی کے تابع ہو جاتا ہے۔

علی زئی صاحب کی پیش کردہ عبارت میں تو صرف بندے کے باطن میں خدا ہونا کہا گیا ہے جب کہ غیر مقلد مصنف محمد حنیف ندوی صاحب تو ہر ہر چیز کے باطن میں خدا ہونے کی تصریح کر رہے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''جاری و ساری خدا سے مقصود یہ ہے کہ نہ تو تخلیق و آفرینش کا یہ تماشہ ایسا ہے جو صرف اس کے حدود علم و تصور ہی کے اندر جلوہ فگن ہو، اور ہر طرح کی مصروفیت اور خارجی وجود سے محروم ہو، اور نہ اس کی حیثیت ایسے صانع و مصنوع کی ہے کہ جن کو زمان و مکان کے فاصلوں نے جدا جدا اور الگ کر رکھا ہو۔ بلکہ اس کی حیثیت ایسے داخلی عنصر، ایسے باطنی کار فرما اور نفس شے میں داخل و نہاں تحقیقی جوہر کی ہے جو باہر رہ کر نہیں بلکہ ہر شے کی رگ و پے میں سما کر اور اندر رہ کر تربیت و پرورش کے کارِ عظیم کو انجام دینے میں مصروف ہے۔'' [عقلیاتِ ابن تیمیہ: ۳۰۹ بحوالہ علمائے دیو بند پر زبیر علی زئی کے اعتراضات کے جوابات: ۶۷ طبع دوم]

اس عبارت میں ''ہر شے کی رگ و پے میں سما کر اور اندر رہ کر تربیت و پرورش کے کارِ عظیم کو انجام دینے میں مصروف ہے۔'' کو ایک بار پھر پڑھ لیں۔

بندہ نے ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' کے نام سے چند سال پہلے آٹھ قسطیں مجلّہ صفدر میں شائع کرائی تھیں اور چودہ قسطیں یہ ہیں، کل بائیس (۲۲) اقساط ہوئیں۔

''باطن میں خدا'' ہونے کا جواب بمع الزامی عبارت عرض کر دیا ہے۔ اب غیر مقلدین ان بائیس قسطوں کا جواب علی زئی شرط کے مطابق دیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جواب وہی معتبر ہوگا جو پورے مضمون کو نقل کر کے دیا جائے، لہٰذا غیر مقلدین ان بائیس قسطوں کو متن بنا کر جواب دیں۔ ہمیں جواب کا شدید انتظار رہے گا۔ (ختم شد)